

188404

**PAGES MISSING
WITHIN THE
BOOK ONLY**

بہو خانہ کی مکین مکان مضبوطی زمین و نیا

کتاب لاجواب سے نئے تاریخ

۱۰۱

محاربات مصر و سوڈان

جس میں

مصر کی مصر کے ابتدائی تعلقات مصر میں انگریزی مداخلت کے اسباب عربی ہاشمی بغاوت۔ مہدی کی پیدائش و ترقی۔ مہدی کے مقابلے میں انگریزی اور مصری فوج کی متواتر ناکامی۔ مہدی کا خرطوم فتح کرنا۔ قتل جنرل گارڈن انخلا سے سوڈان۔ انگریزی فوجوں اور درویشوں کی دل چسپ خط کتابت۔ مصری فوج کی از سر نو تیاری و کامیابی۔ جنگ امدان و فتح سوڈان۔ عہد نامہ مصر و انگلستان بابت موجودہ حکومت سوڈان وغیرہ حالات درج ہیں اور چار لکھیں صبح و شام ویر نقشے شامل ہیں

فاسکامیر احمد رتناوی پنجر روزانہ اخبار دہلی نے تالیف کی اور اپنے اہتمام سے

مطبع روزانہ اخبار وقع دہلی میں چھپوائی

تهدیه

بنام نامی

عالی جناب مستغنی عن الالقاب فرزند
دلبند دولت انگلشیه نیربائینس
جناب میجر نواب حامد علی خان بهادر
والی دارالتسورہ مصطفی آباد عرف رامپور
دام اقبالهم و ملکهم و حشمتهم لصد عجز

میکند

خاکسار امیر احمد انصاری تھانوی میجر روزانه اخبار دہلی

فہرست مضامین مجاریات مصر و سوڈان

صفحہ	مضامین
۳	دیباچہ
۱	گوٹنٹ ٹکی اور سلطنت مصر کے باہمی تعلقات
۶	عہد حکومت اسماعیل پاشا خدیو مصر
۸	نہر سوئز
۹	توفیق پاشا خدیو مصر
۱۱	عربی پاشا کی بغاوت
۲۶	مہدی کا آغاز
۲۸	سوڈان پر پہلی مہم
۳۲	سوڈان پر دوسری مہم
۳۶	جنرل گارڈن کی ماتحتی میں سوڈان پر تیسری مہم
۳۹	جنگ الطیب و تمانی
۴۳	محاصرہ خرطوم
۴۶	جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے سوڈان پر چوتھی مہم
	(دنگ بو کلیہ و گوہت)
۵۸	فتح خرطوم و قتل جنرل گارڈن
۶۲	مہم سواکن ۱۸۹۷ء

۷۰	انخلا سوڈان
۷۳	مہدی کا عروج
۷۵	مہدی کی وفات
۷۷	عہد حکومت خلیفہ عبداللہ (مصر پر درویشوں کا پہلا حملہ)
۷۹	حضرت سلطان المعظم حضور ملکہ مغظمہ اور خدیوہ معظم کے نام خلیفہ عبداللہ کے خطوط
۸۲	محاصرہ سوڈان
۸۵	مصر پر درویشوں کا دوسرا حملہ (جنگ توسکی ۳۔ اگست ۱۸۸۵ء)
۹۳	آغاز فتح سوڈان
۹۴	جنگ فرکیٹ (ابو حامد اور بربر پر مصری قبضہ)
۹۷	جنگ اتبارا
۱۰۴	ادریان پر آخری حملہ
۱۰۷	جنگ ادرمان
۱۲۰	سردار کچنر کا ادرمان میں داخلہ
۱۲۳	سفوح اور مجروح درویشوں سے انگریزی اور مصری فرج کا بڑاؤ
۱۲۹	معاملہ فشودا
۱۳۳	خرطوم میں گارڈن کالج قائم ہونا
۱۳۷	موجودہ گورنمنٹ سوڈان
۱۴۲	انگریزی حکومت میں سوڈان کا آئینہ زمانہ
۱۴۷	تفصیل خاص واقعات مصر و سوڈان معہ تاریخ وقوعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دیباچہ

محاربات مصر و سوڈان کے دلچسپ حالات جو باعث بازتاج نہایت حیرت انگیز ہیں اور جن سے درویشوں کی بہادری اور اہل یورپ کے موجودہ فنِ سپہگری کا عمدہ ثبوت پہنچتا ہے وقتاً فوقتاً ہلکے بذریعہ اخبارات معلوم ہوتے رہے ہیں۔ ان واقعات کی ابتدا اُس وقت سے ہوئی ہے کہ جب مصر میں ترکی اقتدار کم ہو کر عیسائی سلطنتوں کی مداخلت شروع ہوئی۔ اور چونکہ اُس زمانہ کو تین سال سے یاؤ عرصہ ہوا اور نیز جو اسباب اس مداخلت کے محرک ہوئے وہ نہایت پیچیدہ ہیں اور ان سے سلاطینِ مصر کی حکمت عملی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلئے میں نے ان تمام اسباب و مصر و سوڈان کی لڑائیوں کے تفصیلی حالات کو مہربی کی سلطنت کے زوال اور نئی گورنمنٹ قائم ہونیکے وقت تک ترتیب وار جمع کیا۔ تاکہ ناظرینِ واقعات مصر و سوڈان کے تفصیلی حالات پر پُرپُر بخور ہو۔

گومدہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا مگر اُس کا مادہ جز ایک ایسا عجیب افسانہ ہے کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے جو کام پندرہ برس پہلے شکل بلکہ ناممکن خیال کیا جاتا تھا اور جسکے پورا کر نیکی اسطے انگلستان اور مصر کی مجموعی قوت نے اپنی مجبوری کا اعتراف کیا وہ ایسی آسانی کے ساتھ ختم تمام کو پہنچا کہ جکا ہرگز یقین نہیں ہو سکتا تھا۔ فَهَرَمَنْ تَشَاءُ وَتَدْنِ مَنْ تَشَاءُ۔

اس کتاب کے مرتب کرنے میں بہت کچھ حالات و ولایت کے انگریزی اخبارات سے معلوم ہوئے ہیں جنکے بیانات کے وثوق پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر ابتدائی حصہ

تعلقات مصر و گورنٹ ترکی کے متعلق تاریخ قیصر روم فارسی مؤلفہ مولانا میرزا محمد عباس مفت شروانی سے مدد لی گئی ہے اور اکثر مقامات میں سلاطین پاشا کی انگریزی تاریخ "فار اینڈ سوڈان سوڈان" سے واقعات کی تصدیق کی گئی ہے۔ جنکا میں غائبانہ مشکور ہوں۔

محکو نہ تاریخ دانی پر ناز ہے نہ تاریخ نویسی پر فخر۔ جو حالات مختلف ذرائع سے ہم پہنچے ان کو بلا تغیر اصلیت واقعہ اپنے نوٹوں اور مختصر حواشی کے ساتھ تاریخ کے پیرایہ میں جمع کر کے پہلے کے روبرو پیش کیا۔

گرتبول افتد زہے عز و شرف

چونکہ روزانہ اخبار دہلی کے استہام کے زمانہ میں یہ کتاب مرتب ہوئی اور اُس وقت بوجہ انصرام کار منصبی عدیم الفرستی زیادہ ہی اسیلئے آؤر انگریزی تاریخوں سے مصر و سوڈان کے واقعات کے متعلق زیادہ تحقیق کرنیکا موقع نہ ملا۔ خاص وقت اس کتاب کے مرتب کرنے میں یہ پیش آئی کہ بعض ممالک کے املاکی صحت نہ ہو سکی کہ مصری زبان میں صحیح املا کیا ہے۔ اور اسیلئے انگریزی اخبارات یا تاریخوں سے جو تلفظ سمجھ میں آیا اُسکے موافق وہ نام لکھے گئے ہیں کہ مغز ناظرین قہر میں کی فرود گزاشت نظر اصلاح سے دیکھ کر سحاف فرما دیں گے اور مجھ پہ پھمیز نہ کہ دعائے خیر سے یاد کریں گے۔

خاکسار

احمد

انصرامی تھانوی مسیح روزانہ اخبار دہلی

گورنمنٹ ٹرکی اور سلطنت مصر کے باہمی تعلقات

سلطنت مصر جو بڑا عظیم افریقہ کے شمال و مشرق میں واقع ہے ایک شہور اور قدیم سلطنت ہے جس کی ابتدائی تاریخ عجائبات روزگار کا ایک موقع ہے۔ اگرچہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ریگستان عرب اور ممالک یورپ میں علم کا دریا بہنے سے پہلے اُسکی موجیں ہندوستان میں لہرا رہی تھیں اور ان علوم و فنون کا مخرج ہندوستان ہے لیکن اس امر کے باور کرنے کے لئے بہت سی دلیلیں موجود ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے ہند اور شائستگی پھیلانے کا فخر مصر کو حاصل ہے۔

اس ملک کی آبادی مع ان صنایع کے جو اس کے متعلق تھے ۲۰ اور رقبہ ۱۰۶۴۲۴۰ میل مربع ہے۔ زیادہ حصہ اس رقبہ کا غیر مزرعہ ہے۔ اور زراعت صرف ان مقامات پر ہوتی ہے جو دریائے نیل اور نرسوز سے شاداب ہوتے ہیں یہاں ہر قسم کے غلے اور کام اشیاء کی پیداوار مثل ہندوستان کے ہوتی ہے۔ مصر کی تجارت ٹرکی۔ انگلستان اور آسٹریا سے متعلق ہے۔ قاہرہ دار السلطنت مصر کی آبادی ۸۳۸۴۰۰ ہے جس میں کئی ہزار مصری اور انگریزی فوج بھی شامل ہے۔ جنگ سوڈان سے پہلے یہاں پرتین چار ہزار انگریزی فوج رہتی تھی جہیں کریسی۔ اٹلی۔ فرانس

آسٹریا اور انگلستان کے لوگ ہیں مگر اب اُس کی تعداد اور بھی زیادہ ہو گئی ہے مصر میں ایک ہزار میل سے زیادہ ریل جاری ہے اور روز بروز توسیع ہوتی جاتی ہے جب سے مصر انگریزی حمایت میں داخل ہوا ہے اُس کی مالی حالت بہت درست ہو گئی ہے۔ اور مغربی علوم کے حاصل کرنے میں مصر والوں نے بہت کچھ ترقی کی ہے۔

مصر سلطنت ٹرکی میں داخل ہونے سے پہلے عیسائی بادشاہ فرمانروا تھے۔

سلطان سلیم خان کے زمانہ میں اس ملک پر ترکوں کا قبضہ ہوا۔ ۹۲۲ھ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء میں سلطان سلیم خان نے قانصو حاکم مصر سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر تیغ مصر کا ارادہ کیا اور خود فوج لیکر روانہ ہوئے۔ اسی اثناء میں والی مصر کا ایلی سلطان کی سختی میں حاضر ہوا سلطان سخت برہم تھے۔ اس لئے ایلی کو مروا ڈالنے کا حکم ہوا مگر یونس پاشا کی سفارش سے اُس کی جان بچی اور خاشاکی گدھے پر سوار کر کر اُسکو نکلا دیا۔ والی مصر کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو اُس نے بھی سرحد مصر پر صف جنگ آراستہ کی۔ قانصو کی عمر اُس وقت اسی برس کی تھی۔ اور خود لڑائی کے قابل نہ تھا اس لئے گھوڑے سے گر کر مارا گیا اور فوج کو سخت ہزیمت ہوئی۔ سلطان سلیم خان اس لڑائی میں فتحیاب ہونے کے بعد حلب۔ حمص۔ دمشق اور شام کو جو اُس وقت مصری عہداری میں تھے اپنے ملک میں شامل کر لیا۔ قانصو کے بعد طومان حاکم مصر مقرر ہوا سلطان سلیم خان نے ایک خط طومان کے نام اطاعت قبول کرانے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر جس وقت سلطانی سفیر پیش ہوا۔ طومان نے اُسکو قتل کر دیا۔ اور خود آمادہ مقابلہ ہوا۔ اس خبر کو سنکر سلطان سلیم خان کے دل میں آتش غضب مشتعل ہو گئی۔ اور ایک جبرائیل فوج لیکر اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے۔ مصری فوج بھی مقابلہ کے واسطے بڑھی۔ اور مقام غزہ میں میدان

کارزار گرم ہوا۔ سلطانی فوج فتیاب ہوئی۔ اور طومان نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔ سلطان نے مصر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے اپنی فوج کو جنگل کی راہ سے یحجانا چاہا۔ مگر حسین پاشا سپہ سالار فوج نے تکلیف کے خیال سے اُس راہ سے جانے میں انکار کر دیا۔ اس پر سلطان سلیم خاں نے ناراض ہو کر حسین پاشا کو مرواڈالا اور خود فوج لیکر بڑھے آخر ۹۲۲ھ ہجری میں مصری فوج سے ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں سلطانی فوج کا سپہ سالار مارا گیا مگر مصری فوج کو شکست ہوئی اور سلطان سلیم خاں نے مصر کو فتح کر لیا۔ طومان چھپکر شہر کے کسی دروازہ سے نکل گیا اور شہر کے باشندے بھی خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان سلیم خاں نے جب یہ خبر سنی تو بظاہر اس کا اعلان دے دیا مگر جوقت شہر کے باشندے واپس آئے سلطان نے قتل عام کا حکم دیا۔ اور اسی ہزار باشندے سلطان کے حکم سے قتل کیے گئے۔ طومان شکست ہونے کے بعد غافل نہ رہا اور اُس نے ایک بڑا لشکر جمع کر کے از سر نو سلطانی فوج کو شکست دی۔ ترکوں نے مصطفیٰ پاشا کو بطور سفیر طومان کے پاس بھیجا تاکہ باہم صلح ہو جائے مگر طومان نے مصطفیٰ پاشا کو مرواڈالا اور خود بڑھ کر سلطانی فوج پر حملہ کیا مگر کسی قدر مقابلہ کے بعد شکست کھائی۔ عین حالت شکست میں طومان کو اُس کے کسی سردار نے گرفتار کر کے سلطان سلیم خاں کے روبرو پیش کر دیا۔ سلطان سلیم خاں نے طومان کو مرواڈالا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اُس وقت سے مصر علداری روم میں شامل ہوا۔

۹۳۱ھ یعنی عہد حکومت سلطان محمود خان ثانی میں محمد علی پاشا صوبہ مصر نے خود مختار ہونے کی کوشش کی۔ اُس وقت سلطان اندرونی انتظام میں مصروف تھے اور بوجہ جنگ روم و روس اور مختلف معرکہ آرائیوں کے سلطنت میں ضعف پیدا ہو چلا تھا

اس لئے کچھ انتظام نہ کر سکے۔ محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں میں ہزار فوج علاقہ سلطانی پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ کی جس نے شہر عکہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا جب سلطان محمود خاں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ نہایت غضبناک ہوئے اور حسین پاشا کو اس کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا لیکن ابھی فوج سلطانی پہنچنے نہ پائی تھی کہ ابراہیم پاشا نے عکہ صید اور بیروت پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس کے بعد دمشق کی طرف رخ کیا۔ دمشق میں علی پاشا والی دمشق کو شکست دیکر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر شہر حمص پر حملہ آور ہوا۔ یہاں پر محمد پاشا والی حلب اُس کے مقابلہ کے واسطے موجود تھا مگر محمد پاشا کو شکست ہوئی اور حمص کو ابراہیم پاشا نے فتح کر لیا محمد پاشا والی حلب میدان جنگ سے ہٹ کر حسین پاشا کے پاس چلا گیا۔ اور پھر دونوں سردار متفق ہو کر حلب کو واپس آئے۔ مگر اہل حلب نے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور انکو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبور دونوں انطاکیہ کو چلے گئے۔ ابراہیم پاشا کے حلب میں دخل ہونے پر شہر والے اُس کے ساتھ بہت مداراستے پیش آئے۔

حلب پر قبضہ ہونے کے بعد ابراہیم پاشا حسین پاشا کے مقابلہ کے واسطے انطاکیہ کو روانہ ہوا۔ جب سلطان کو ابراہیم پاشا کے متواتر غلبہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے ایک تہرا فوج بہا متحتی رشید پاشا وزیر اعظم ابراہیم پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کی جو حسین پاشا کی فوج سے شامل ہو گئی۔ ابراہیم پاشا نے بڑھ کر حسین پاشا کی فوج پر حملہ کیا اور سواد قونیہ میں صف آرائی ہوئی۔ تمام دن طرفین کی طرف سے توپ اور بندوق چلتی رہی مگر غلبہ کسی کو میسر نہ ہوا۔ رات کو رشید پاشا وزیر اعظم نے اپنے تمام سرداروں کو ایک خیمہ میں جمع کر کے ہمت دلائی کہ دشمن کچھ زبردست نہیں ہے اگر کوشش اور اتفاق سے حملہ کرو گے تو کامیابی ہوگی۔ مگر اس ترغیب اور فہمائش کا برعکس نتیجہ ہوا یعنی اُن سرداروں نے خود

رشید پاشا کو گرفتار کر کے ابراہیم پاشا کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم پاشا رشید پاشا کے ساتھ بہت عزت اور احترام سے پیش آیا اور اُس کو قسطنطنیہ جانے کی اجازت دی۔

ان واقعات کی خبر ہونے پر ۱۷۵۷ء ہجری مطابق ۱۷۷۵ء میں سلطان محمود خاں نے حافظ پاشا کی ماتحتی میں ایک آؤ فوج روانہ کی۔ ابراہیم پاشا نے بڑھکرا اس فوج کا بھی مقابلہ کیا۔ حافظ پاشا کی فوج سے اول ابراہیم پاشا کی فوج کو شکست ہوئی مگر پھر اُس نے اپنا موج ایک اونچے مقام پر قائم کر کے حافظ پاشا کی فوج پر گولہ باری شروع کی کہ جس سے فوج سلطانی کو شکست ہوئی۔ ابھی یہ سر کر ختم نہیں ہوا تھا کہ سلطان محمود خاں ثانی نے انتقال کیا۔ حافظ پاشا کی شکست کی خبر سلطان کے انتقال سے سات روز بعد پہنچی۔ یہاں سلطان عبد المجید خاں تخت نشین ہو چکے تھے۔ اس شکست کی خبر ہونے پر سلطان عبد المجید خاں نے ایک بڑا لشکر ابراہیم پاشا اور محمد علی پاشا کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا مگر کسی مصلحت سے محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول کر لی۔

اگرچہ اُس وقت سے آتش فتنہ و فساد فرو ہو گئی مگر محمد علی پاشا نے اپنی اعلیٰ درجہ کی دشمنی سے ایسا پروا ڈالا کہ گو مصر سلطنت ترکی کا باجگذا رصوبہ رہا مگر اس میں خود مختاری کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور آخر کار سلاطین یورپ کی سسی سے جنگی تجارت کو مصر کے امن کے ساتھ زیادہ تعلق تھا مصر ایک علیحدہ سلطنت قرار دی گئی جس کا نظام نسلًا بعد نسل ابراہیم پاشا کو سپرد ہو گیا۔ اور اُس وقت سے حاکمان مصر کا خطاب خدیو قرار پایا۔

اب مصر کی طرف سے سلطنت ترکی کو ۱۷۹۲ء تا ۱۷۹۵ء پاؤنڈ سالانہ خراج دیا جاتا رہا

خدیو مصر



اسمعیل پاشا

عہد حکومت اسمعیل پاشا خدیو مصر

اسمعیل پاشا کے تخت نشین ہونے کے بعد مصر میں روز بروز بد انتظامی بڑھتی گئی۔ رعایا پر انتہا درجہ کا تشدد ہوتا تھا اور کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ۳۰ سال کا عرصہ ہوا کہ محمد علی پاشا کے بیٹے شاہزادہ حلیم نے ملک کی کیفیت دیکھ کر پسند و ناپسند عرصہ اشت اسمعیل پاشا کی خدمت میں ارسال کی :-

”یہ امر حضور پر بخوبی روشن ہے کہ انیسویں صدی میں تمام بادشاہوں کے اوپر ایک دوسرا حاکم بھی ہے۔ یہ حاکم اعلیٰ پبلک اوپینین (عام رائے) ہے جو ان سے جواب طلب کر سکتی ہے اور ان کے فعل پر ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جس کا اپیل سوائے خدایا تاریخ کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ہم سے بلند تر ہے اور تاریخ دور تر۔ آپ کا عہد حکومت سراسر بدگمانی، بغاوت اور ناراضگی کا زمانہ ہے۔ آپ کے گاؤں تباہ ہو گئے ہیں

اور آپ کی رعایا آٹے دن کے نت نئے مطالبات سے بچنے کی بیفائدہ کوشش کرتی ہے
قرضہ تین گونہ ہو گیا ہے۔ اور ٹیکس چالین فیصدی تک پہنچ گئے ہیں۔ کیا وہ اصلاح اور
تدبیر ترقی ہی ہیں جن کا آپ نے اپنے ملک اور یورپ سے بڑے وثوق سے وعدہ کیا تھا؟
پس کو چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے مگر چھپ نہیں سکتا۔“

اسمعیل پاشا نے اس عرضداشت سے ناراض ہو کر شاہزادہ حلیم کو جلا وطن کر دیا۔
اور انتظام و ترقی ملک کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ دس برس کے بعد زمانہ جلا وطنی میں شاہزادہ
حلیم نے پھر ایک عرضداشت خدیو کی خدمت میں ارسال کی اور اس میں مصر کی اصلاح
کے متعلق پانچ تجویزیں بتلائیں۔ یہ تجویزیں ایسی مناسب اور کارآمد تھیں کہ تمام یورپ نے
انکو پسند کیا اور آئندہ معاملات مصر کی بابت جو بحث ہوئی وہ ان تجاویز کے اصول پر
مبنی تھی۔

اسمعیل پاشا نے بظاہر ان تجاویز سے اتفاق ظاہر کیا اور اصلاح کا وعدہ بھی کیا مگر
کوئی بہتر نتیجہ ظہور پذیر نہ ہوا۔ بالآخر تحقیقات معاملہ کے واسطے ایک کمیٹی مقرر ہوئی جسکے
پریسڈنٹ مسٹر روزرولسن تھے۔ اس کمیٹی نے بعد تحقیقات کامل یہ رپورٹ کی کہ انصاف
اور انتظام ملک کی طرف جو قدر بے توجہی اس ملک میں ہو رہی ہے اسکا نظیر دوسری
جگہ نہیں ملتا۔ اور سب کا دار و مدار خدیو کی ذات پر ہے۔“

مصر میں جو ٹیکس جاری ہوتا تھا اس کے واسطے پر یوسی کونسل کی منظوری لازمی
تھی مگر خدیو کا ذاتی حکم کافی خیال کیا جاتا تھا۔ ادنے سے ادنے ٹیکس وصول کرنے والے
افسر کو رعایا پر شاہی اختیارات حاصل تھے۔ خراج روز بروز بڑھتا گیا اور آخر کار مالی مشکلات
کی وجہ سے اسمعیل پاشا کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ انگلستان اور فرانس نے اپنی

ضمانت سے مصر کو قرضہ دلا دیا۔ اور محاصل کی نگرانی کے واسطے اپنے ملک کے آدمی وزیر مال مقرر کیئے اور اُسی دن سے مصر میں یورپین مداخلت کا اثر شروع ہوا۔ مگر اسماعیل پاشا نے دونوں وزیروں کو موقوف کر دیا اور یہاں تک دونوں سلطنتوں کی ہتھک کی کہ انگلستان اور فرانس سے چپ نہ رہا جاسکا اور آخر کار یہ سوال پیش ہوا کہ آیا مصر پر فوجی قبضہ ضروری ہے یا نہیں؟ انگلستان نے اس تجویز کی مخالفت سے اور حضرت سلطان اعظم اسماعیل پاشا کی معزولی کی درخواست کی۔ چنانچہ اسماعیل پاشا تخت سے اتار کر جزیرہ نمبلز بھیجے گئے اور بجائے اُن کے اُن کا بڑا بیٹا محمد توفیق تخت پر بٹھایا گیا۔

نہر سویر

واضح ہو کہ نہر سویر جس کو ایک فرانسیسی ایم۔ ڈی لیب نے تیار کیا تھا قریب۔ ۹۰ میل کے لمبی ہے اور بھر روم اور بحیرہ قلزم کو شامل کرتی ہے۔ جو مقام سابق میں بڑے عظم ایشیا اور افریقہ کو بذریعہ خاکنائے ملاتا تھا۔ اب اس نہر کے تیار ہونے سے ان ممالک کے درمیان بطور آبنائے کے حد فاصل ہے۔ نہر سویر ایک ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر اُس میں جہازات کی آمد و رفت بند کر دی جاوے تو یورپ کی تجارت کو جو ممالک ایشیا کے ساتھ ہوتی ہے سخت نقصان پہنچے۔ چونکہ یہ نہر مصر کے علاقہ میں واقع ہے اور مصر کے امن پر اسکی آمد و رفت کا دار و مدار تھا۔ اس لیے فرانس اور انگلستان کو معاملات مصر کی طرف اور بھی متوجہ ہونا پڑا۔ یہ نہر ابندہ میں فرانس اور مصر نے تیار کی تھی۔ انگلستان نے اول اس نہر کی تجویز سے مخالفت کی تھی۔ کیونکہ مشراشیفسن کی رائے میں جو انگلستان کے نامی انجینئر تھے۔ اس نہر کا تیار ہونا ناممکن خیال کیا جاتا تھا مگر ۱۸۶۹ء میں جب نہر تیار

ہو کر تجارت کے واسطے کھل گئی تو انگلستان کی توجہ مصر کی طرف زیادہ ہوئی۔ کیونکہ ہندوستان کی آمد و رفت اور ایشیائی تجارت کے واسطے انگلستان کو نہر سوئز کے کھلے رہنے کی زیادہ ضرورت تھی۔

اسی عرصہ میں خدیو کو مالی مشکلات کی وجہ سے نہر سوئز کے جتنے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی فرانس نے اس موقع کو مناسب خیال کر کے خدیو سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ انگلستان کو خبر تک نہ ہوئی۔ اور جو دیکہ سفیر انگلستان قاہرہ میں موجود تھا قریب تھا کہ یہ جتنے فرانس کے ہاتھ فروخت ہو جائیں کہ ولایت کے اخبار ناردرن ایکو کے ایڈیٹر سٹرگرین دڈ کو کسی ذریعہ سے اس معاملہ کا پتہ لگ گیا۔ فوراً یہ خدائے قوم لاڈوڈ بے وزیر خارجہ انگلستان کے پاس گیا اور ان کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ لاڈوڈ بے جو نہر سوئز کے فوائد سے بخوبی واقف تھے یہ سن کر دنگ رہ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر یہ بُرا انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئی تو ہمیشہ پچھتا نا پڑے گا اور فرانس بالکل نہر سوئز کا مالک ہو جائیگا۔ لاڈوڈ بے نے اسی وقت ہذیبہ تارا اس معاملہ کی تصدیق سفیر انگلستان متعینہ مصر سے کی اور تین چار گھنٹے میں جواب آنے پر انکو تحقیق ہو گیا کہ سٹرگرین دڈ کا بیان صحیح ہے۔ لاڈوڈ بے نے اس معاملہ کو پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیا۔ اور گو اس وقت سٹرکلیڈ سٹون اور سرلیم ہارکٹ نے حصوں کے خریدنے سے انکار کیا مگر تمام قوم اور اخباروں نے اسپر مرد و ادا اسلئے چار ملین (چالیس لاکھ) پاؤنڈ میں خرید کر لینے گئے جنکی قیمت اب بیس ملین پاؤنڈ ہو گئی ہے۔

توفیق پاشا خدیو مصر

توفیق پاشا جو اپنے باپ کی جگہ خدیو مصر مقرر ہوئے نا تجربہ کار اور کمزور طبیعت کے آدمی تھے

خدیو مصر

توفیق پاشا



جس وقت کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تھا اس سے جان چھپانے تھے اس لیے کوئی فریق ان پر اعتماد نہ کرتا تھا اور کم و بیش سب لکھے تترل کے خواہاں رہتے تھے۔ چونکہ یورپین مداخلت سے توفیق پاشا کے اقتدار کو نقصان پہنچا تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ مداخلت ان کے باپ کے حق میں مضر ثابت ہوئی اس لیے انھوں نے حضرت سلطان اعظم سے مدد چاہی اور انھیں پر معاملات مصر کے انفصال کا حصر کیا۔ توفیق پاشا خود مشکلات کا سامنا نہ کر سکے اور اپنا سفر اس میں دیکھا کہ سلطان اعظم پر انحصار معاملہ کر کے بات بنائیں ورنہ حقیقت میں حکومت مصر کا مادہ ان میں نہ تھا اور اپنی طبیعت کی کمزوری سے انھوں نے یورپین مداخلت کا راستہ کھول دیا۔ ان کے والد اسماعیل پاشا سابق خدیو مصر کو انکی نا تجربہ کاری اور کم ہمتی پر افسوس تھا اور ایک مرتبہ انھوں نے فرانس میں ایک شخص کے روبرو دانشائے گفتگو میں کہا تھا کہ میں نے توفیق کے واسطے آستانہ اعلیٰ حضرت امیر المؤمنین پرستور برس تک جہہ سائی کی اور بڑی کوشش سے یہ مقصد پورا ہوا کہ مصر کی تخت نشینی کا اختیار سلا بعدیل بلا واسطہ حاصل ہو گیا۔ مگر افسوس ہے کہ توفیق کو نہ تجربہ ہی نہ ہمت اور نہ استقلال اور یہ باتیں مصر کی حکومت کے واسطے ضروری ہیں۔ معاملات مصر میں سلطان اعظم کی مداخلت کچھ سونہ نہ ہوئی اور توفیق پاشا انگلستان اور فرانس کے ہاتوں بالکل بے دست و پا ہو گئے۔

عربی پاشا کی بغاوت

اس اثناء میں جبکہ خدیو کا اقتدار کم ہو گیا اور غیر ملک والوں نے اندرونی معاملات میں دخل دینا شروع کیا۔ مصر کی فوج میں نافرمانی اور سرکشی کا مادہ پیدا ہو گیا۔ مصری فوج میں تمام سپاہی تان کیشینڈا افسر اور کرنیل کے عہدہ تک تمام عہدہ دار فلاحین مصر میں سے تھے اور باقی تمام اعلیٰ عہدہ دار ترکی یا سرکیشین نسل کے تھے اس وقت تک ترک حکمران قوم گنی جاتی تھی اور مصری جو ہمیشہ سے غیر ملک والوں کی حکومت کے عادی تھے انکو اپنا فاتح اور حکمران سمجھتے تھے۔ مگر سعید پاشا کاشنر ترکی نے فنا کی بنیاد ڈالی اور یہ کوشش کی کہ دونوں قوموں کو مساوی درجہ پر رکھا جائے۔ سعید پاشا نسل فلاح سے محبت رکھتے تھے اور اس لئے انہوں نے فتح و مفتوح کا فرق مٹانا چاہا۔ ڈاکٹر میکینزی ویلیس ان اسباب کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں جن سے فنا کا مادہ شروع ہوا اور مصر کی قسمت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔

”فلاحین مصر کا بپروہ رکھ کر زمین پر چڑھ گئے۔ اور ترکوں کے ہم رتبہ بیٹھنا چاہا۔ مگر ترک خیال کرتے تھے کہ دنیا میں باعتبار نسل ترک یا سرکیشین بلند رتبہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے انکو فلاحین پر حکمرانی کے واسطے پیدا کیا ہے اسلئے وہ فلاحین کے دعوے پر برابری کی بدداشت نہ کر سکے۔ برخلاف ان کے قوم فلاح کے افسر خدا کے حکم کے دوسرے معنی لیتے تھے۔ وہ قرآن مجید کے اس اصول پر جسے ہوئے تھے کہ خدا کے نزدیک تمام مسلمان برابر ہیں اور یہ خیال کرتے تھے کہ مشرق والوں کا یہ دینیانوی مقولہ غلط ہے کہ اگر کم ذات آدمی بلند رتبہ ہو جائے تو وہ لوگوں پر تسلط کرتا ہے اور شریف

وجیب میں کچھ تیز نہیں کرتا۔

رفتہ رفتہ یہ کہ دست کی آگ دونوں فریقوں کے دلوں میں سلگتی ہی اور وہ مادہ جو اندہی اندر بڑھتا جاتا تھا آخر کار پھوٹ پڑا۔ احمد عربی پاشا نے جس کی ٹھھی میں قتل تمام ملک معلوم ہوتا تھا اور جو آخر کار قید ہو کر جزیرہ سراندیپ بھیجے گئے بنادت اختیار کی۔ توفیق پاشا خدیو مصر نے فتنہ کی آگ کو اپنی ناخبرہ کاری سے اور بھی بھڑکا دیا۔ قوم فلاح کے افسروں نے بھی مقابلہ کی تیاری کی اور علی فہمی جو توفیق پاشا کے بست منہ لگا ہوا تھا اور اُس گارو کا افسر تھا جو شاہی محلوں کے پاس تعینات تھا فلاحین سے جا ملا علی فہمی قوم فلاح سے تھا مگر اُس کی شادی اسماعیل پاشا کے خاندان کی ایک سرکشین نسل کی عورت سے ہوئی تھی اس لیے اُسکو ترکی افسروں کا قوم فلاح کو نظر حرات سے دیکھنا سخت ناگوار تھا اور خدیو بھی اُسکے معاون تھے۔ عربی بے جو قوم فلاح کے ایک افسر تھے اس گروہ میں شامل ہو گئے۔ عربی بے نہایت مستقل مزاج۔ قدار و طاقت ور اور نیک طبیعت شخص تھے اور قدرت نے یہ انعام اُنکو خاص طور پر عنایت کیا تھا کہ جو شخص اُن سے ملتا تھا وہ ہمیشہ اُنکا ثنا خواں رہتا تھا۔ سید پاشا نے اُنکو ملازم سے علیحدہ کرادیا تھا کیونکہ انہوں نے خدیو کے اس حکم سے سخت مخالفت کی تھی کہ فوج رمضان المبارک کے روزوں سے بری ہے۔ اسماعیل پاشا سابق خدیو مصر نے اُن کو نوکر رکھ لیا تھا مگر ترقی نہیں کی اور یہ ارادہ کیا کہ اُنکو نیل ابیض کے علاقہ پر بھیج دیا جائے تاکہ وہاں رہنے سے اُن کی فصاحت و بلاغت سے کوئی نقصان گورنمنٹ کے خلاف ظاہر نہ ہو۔ عربی بے کے شامل ہونے کے بعد عبدالآل بھی گروہ فلاحین میں آ ملے۔ اور عربی بے۔ علی فہمی اور عبدالآل تینوں کرنیلوں نے فلاحین کی طرف سے مخالفت

کا بیڑا اٹھایا اور اُن کے حقوق کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

پہلا اثر اس مخالفت کا یہ ہوا کہ ان کرنیلوں نے خدیو کی خدمت میں متواتر شکایتیں
عرضیاں دینی شروع کیں جن سے خدیو اور اُن کے وزراء کو بہت فکر ہوا۔ خدیو نے آخر کار
یہ تجویز کی کہ ایک کورٹ مارشل قرار دیکر تینوں افسروں کو سزا دی جائے اور کسی جیلہ سے انکو
قید کر لیا جائے۔ تاکہ وہ مخالفت نہ کر سکیں۔ لیکن محمد سمیع نے جو وزیروں میں شامل تھا۔
اس سازش سے کرنیلوں کو مطلع کر دیا۔ اس لیے انھوں نے بھی اس سازش کے خلاف
یہ تجویز کی کہ جو قوت کرنیلوں کی کونسل میں پیشی ہوا انکو زبردستی چھڑا لیا جائے چنانچہ جوت
تینوں کرنیل قید ہو کر کونسل میں پہنچے اور تحقیقات شروع ہوئی۔ علی فنی کا نائب ایک
لغٹ جہاں نام حبیبہ تھا سمعہ اپنے آدمیوں کے کمرہ میں گھس گیا اور اُن سب کو چھڑا لیا
تینوں آزاد شدہ کرنیل اور اُن کے ہمراہی بلوہ کر کے خدیو کے محل پر چڑھ گئے۔ اور
اس بات پر زور دیا کہ ہماری جعفر شکاریہیں ہیں اُن کا انتظام کیا جائے اور عثمان فنی
وزیر کو موقوف کیا جائے۔ خدیو کو سوائے اُن کی درخواست پورا کرنے کے اسوقت بلوہ فرو
کرنے کی اور کوئی تجویز نہ پڑی محمد سمیع جو خفیہ طور پر بلوائیوں سے ملا ہوا تھا وزیر جنگ
مقرر ہوا۔ فوج کی تنخواہ بڑھائی گئی اور ایک کمیشن اس امر پر غور کرنے کے واسطے مقرر ہوا
کہ آئندہ فوج کی ترتیب کن اصول پر ہونا کہ فوج والوں کو کچھ شکایت باقی نہ رہے۔

تینوں سرغنہ کرنیل فوج پر پوسے مختار ہو گئے اور سات مہینے کے عرصہ میں انھوں نے
اسعد زور بیکہ کہ سلطان اعظم اور دول پورپ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے اور ملکی
معاملات میں اُن کی مداخلت ہسانی چاہی۔ عربی پاشا اگر وہ مخالف کے سردار ہو گئے
اور ملک کی بد نظمی سے روز بروز اُن کو قوت حاصل ہوتی گئی۔

دسمبر ۱۸۸۰ء میں صورت معاملات نے ایک نیارنگ اختیار کیا۔ سرغنیان
فریق مخالف نے قابو حاصل کر کے یہ ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی حریف سرکیشن بر ترکی کا فساد
کو جلا وطن کر کے نیل ابیض کی طرف بھیج دیا جائے جہاں سے شافو نادر کوئی واپس آنا
تھا۔ سفیران انگلستان و فرانس متعینہ مصر نے اس ارادہ کو باز رکھنے کی کوشش کی اور دونوں
سلطنتوں نے با بعالی میں درخواست کی کہ ایک خاص کمیشن قاہرہ میں بھیجا کہ بلوائی فریق کو
روکا جائے اور ساتھ ہی سلاطین پورے یہ استدعا کی کہ ایک مستفقہ کانفرنس مقرر
ہو کہ معاملات مصر پر بحث کرے۔ حضرت سلطان اعظم نے ایک خاص کمیشن قاہرہ روانہ
کیا تاکہ تحقیقات کرے مگر بلوائی باز نہ آئے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ یہ خیال عام ہو گیا
کہ غیر سلطنتوں کی مداخلت سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس لیے حمایت
اسلام کے واسطے عربی پاشا کی مدد کی جائے۔ سب سے پہلے غیر ملک والوں پر ننگہ گرا یعنی
جون ۱۸۸۰ء میں اسکندریہ میں جہاں سب سے زیادہ عیسائی آباد تھے قتل عام ہوا۔
عربی پاشا کی بناوٹ کے بعد جولائی ۱۸۸۰ء میں سٹنطنیہ میں ایک کانفرنس
منعقد ہوئی تاکہ معاملات مصر پر بحث کرے۔ اس کانفرنس میں انگلستان، فرانس
ترکی آسٹریا اور اٹلی کے قائم مقام شامل تھے۔ بہت عرصہ تک اس کانفرنس کا اجلاس
ہوتا رہا اور ایک ایک وقت ایسی پیش آتی رہی کہ جس سے کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ انگلستان
کی یہ خواہش تھی کہ انگلستان اور فرانس فوج کشی کی مصیبت سے بچ جائیں اور با بعالی
خود ترکی فوج سے عربی پاشا کی بناوٹ فرو کریں۔ فرانس اس کے خلاف تھا وہ چاہتا تھا
کہ فرانس خود مداخلت کرے اور اس سے اس کی خاص غرض یہ تھی کہ شمالی افریقہ اور الجزائر
میں اس کا اقتدار بڑھ جائے۔ آسٹریا نے بھی سلطانی مداخلت کو ترجیح دی۔۔۔۔۔

کیونکہ مدت سے اُس کا خیال چلا آتا تھا کہ آسٹریا اور ترکی کی ریل کا سلسلہ لمبائے اسوقت سلطان کے خلاف رائے دینے میں آئندہ اُسے اپنے مقصد میں ناکامی کا خیال تھا اٹلی نے بھی انگلستان اور آسٹریا کی رائے سے اتفاق کیا اور آخر کار کثرت رائے کے اصول پر یہ قرار پایا کہ با بعالی بطور خود فیصلہ کریں حضرت سلطان المعظم کو اسوقت بڑی دقت کا سامنا تھا۔ ادھر تو دول عظام کی یہ خواہش تھی کہ سلطان المعظم مصر کی بغاوت فرو کریں۔ ادھر حضور ممدوح کو یہ خیال مد نظر تھا کہ عربی پاشا کی بغاوت نے مذہبی رنگ اختیار کیا ہے اُسکے خلاف کوئی کارروائی کرنا فلاحین مصر کی دل آزاری کا باعث ہو گا۔ اس شش و پنج میں منہور کوئی بات قرار نہیں پائی تھی کہ انگریزی ہتھیاروں نے امیر البحر سر ہو کپ سیمر کے ماتھے سے معاملہ کا فیصلہ کر دیا۔

امیر البحر انگریزی



سرایف۔ بی۔ پی۔ سیمر

جو وقت ممالک غیر کے محاسب افسروں نے چاہا کہ مصر کے تمام محکمہ جات کے حساب و کتاب کی جانچ کریں مجلس اُمراء اور فریق قومی نے اُس سے قطعی انکار کر دیا اسپر سفر اُسے انگلستان و فرانس متعینہ مصر نے انگریزی اور فرانسیسی ٹیڑھ جہازات

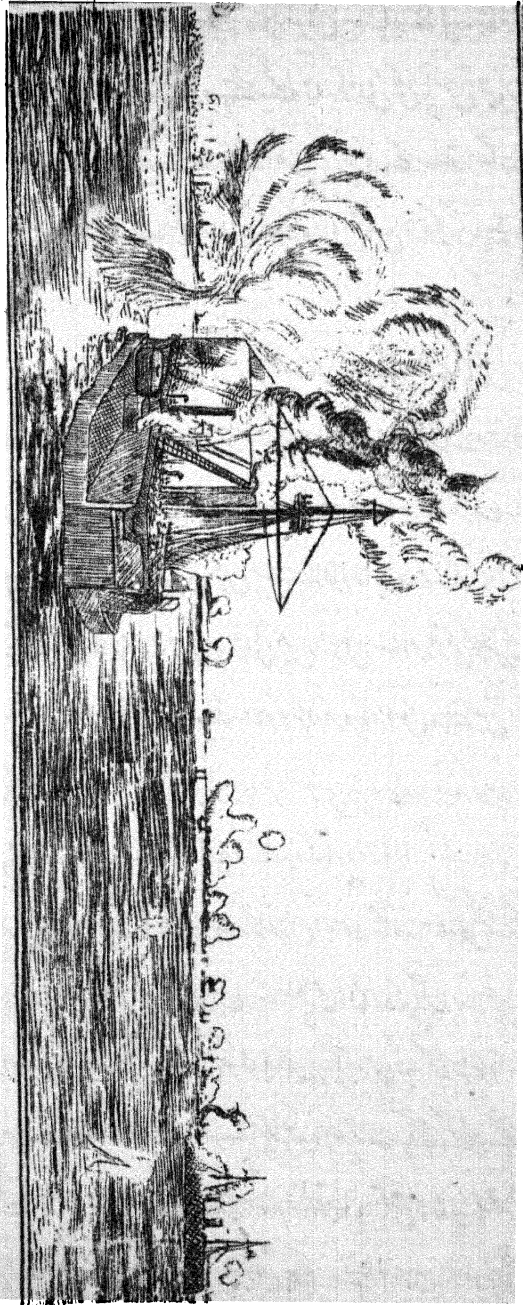
اسکندریہ پر طلب کیے تاکہ فوج سے ہتیار لینے کی کوشش کریں اور سرغنہ لوگوں کو سزا دیں۔ چنانچہ دونوں بیرٹے اسکندریہ میں آ موجود ہوئے۔ یہ صورت دیکھ کر خدیو مصر نے بابالی سے مدد طلب کی۔ حضرت سلطان المعظم نے درویش پاشا کو مصر بھیج کر عربی پاشا کو طلب کیا۔ مگر عربی پاشا کو حضرت سلطان المعظم کی طرف سے کوئی کام تھا۔ اس لئے یہ عذر کر کے جان بچائی کہ فوج جگہ نہیں آنے دیتی۔ اس عرصہ میں عربی پاشا برابر لڑائی کی تیاری کرتے رہے اور شروع جون میں اسکندریہ کے مورچوں کی درستی کرنی شروع کر دی۔ سربو کپ سیر امیر البحر انگریزی نے جو بندر گاہ اسکندریہ میں لنگر انداز تھے عربی پاشا کو فہمائش کی کہ وہ جنگی تیاریاں نہ کریں اور بابالی کی خدمت میں مفصل رپورٹ پیش کی۔ بابالی نے بھی دوبارہ عربی پاشا کو مانعت کی کہ جنگی تیاری نہ کریں مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ برابر اسکندریہ کے جنگی مقامات کی درستی کرتے رہے۔

اس عرصہ میں امیر البحر انگریزی کو یہ خبر ملی کہ باغی لوگ نہرونیہ کا دمانہ بند کرنے اور اسکو ڈائنامائٹ سے سہارا کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس خبر سے انگلستان میں بڑی تشویش پھیل گئی اور عربی پاشا سے لڑائی کی تیاری ہونے لگی۔ ۲۶ جون کو ایک مہم کی روانگی قرار پائی۔ ۱۰ اور دو سکر روز انگریزی وائس کونسل (نائب قونصل) متعینہ اسکندریہ نے اپنے تمام وطن داروں کو صلاح دی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ دیں عربی پاشا کو ہر چند فہمائش کی گئی کہ مورچوں کی درستی نہ کریں اور سفرائے دول یورپ نے شہر پر گولہ باری کرنے کو ہر چند ٹلایا مگر آخر کار مجبور ہو کر ۹ جولائی ۱۸۸۲ء کو سربو کپ سیر نے عربی پاشا کے پاس اس مضمون کا الٹیمیم (آخری پیام) بھیج دیا کہ اگر کل صبح تک صلح

خالی نہ کرو یا جائے گا تو انگریزی بیڑہ سے گولہ باری شروع ہو جائے گی۔ بندرگاہ میں جو جہاز لڑائی کے قابل نہ تھے وہ علیحدہ چلے گئے اور لڑائی کی بالکل تیاری ہو گئی۔ فرانسیسی بیڑہ اگرچہ دھکی دینے کے واسطے انگریزی بیڑہ کے ساتھ اسکندریہ آگیا تھا مگر گورنمنٹ فرانس نے اپنی قوت کا موازنہ کر کے لڑائی میں ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

۲۷ جولائی کو جب وقت ماؤس آف کانس (انگلستان کی پارلیمنٹ) میں اس معاملہ پر بحث ہوئی تو ۱۹ کے مقابلہ میں ۲۷۵ رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت فرو کرنے کے واسطے لڑائی شروع کی جائے۔ برخلاف اسکے جب وقت یہ معاملہ ۲۹-۳۰ مہ ذکور کو فرانس کی پارلیمنٹ (چیمبر آف ڈیپوٹیز) میں پیش ہوا تو مقابلہ ۷۵ کے ۴۱۶ رائے کے غلبہ سے یہ قرار پایا کہ فرانسیسی بیڑہ لڑائی میں شامل نہواور قومی مجلس نے بھی اس خرچ کے واسطے روپیہ کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ اس لیے جس روز امیر البحر انگریزی نے عربی پاشا کے پاس الیڈیٹم بھیجا فرانسیسی بیڑہ بندر سعید کو چلا گیا اور انگریزی بیڑہ تنہا عربی پاشا کے مقابلہ کے واسطے رہ گیا۔

جب وقت لڑائی شروع ہوئی ۳۱ جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود تھے۔ ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء کو صبح کے سات بجے کے وقت انونیل نامی جہاز سے فیر کا اشارہ کیا گیا پہلا فیر جہاز انگلینڈ ریاسے ہوا۔ مصری توپ خانہ سے بھی گولہ باری ہوتی رہی۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب دو جہازوں سے جو شہر کے مغرب کی طرف کھڑے کیئے گئے تھے گولہ باری موقوف ہو گئی۔ پونے بارہ بجے جہاز کانڈر سے جو بائیں سمتی لاٹوچا رس بیہ سفر ڈگولہ باری کر رہا تھا فیر موقوف ہوئے۔ ڈیڑھ بجے کے وقت جہاز سوپر بکے



اسکندریہ پر انگریزی جہازات کا گولہ باری کرنا

گولہ سے قلعہ عدہ کا جو روشنی کے مینارہ کے قریب ہے میگزین اُڑ گیا۔ قریب ساٹھ پانچ بجے شام کے امیر البحر نے لڑائی ملتوی ہونے کا اشارہ کیا۔ لڑائی میں آہن پوش جہازوں پر نقصان بہت کم ہوا۔ چالیس سے کم آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور کوئی جہاز بیکار نہیں ہوا۔ مصری فوج میں ۹۰۰ آدمیوں کے نقصان کا اندازہ کیا گیا۔ شہر کی چار دیواری کو گولہ باری سے بہت کم نقصان پہنچا۔ مگر جہاز انگریز نیل کے گولوں سے جس سے سترو سو پانچ گولے فیر ہوئے مصری فوج کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا لڑائی سے دوسرے روز قلعہ حوالہ کر دیئے گئے۔ انگریزی فوج کی ایک عجات نے خشکی پر اتر کر انگریزی مکانات کو ٹوٹ مار سے بچایا اور شہر کے جن حصوں میں گولہ باری سے آگ لگ رہی تھی اُسکو بجھایا۔ خدیو مصر نے جاسوت اسکندریہ کے قریب مقام رملیہ میں موجود تھے عربی پاشا کی موقوفی کا اعلان دے دیا۔ لیکن عربی پاشا اسکندریہ سے ۶ میل کے فاصلہ پر مقام کفر داو کو چلے گئے جہاں پر ایک انگریزی مہم نے اُن کا تعاقب کیا۔

۵۔ اگست ۱۸۸۲ء کو انگریزی مہم باہمتی سرگارنٹ وولزلی اسکندریہ پہنچا۔ اسوقت یہ خیال تھا کہ فوج ابوکر میں جہازوں سے اتر کر کفر داو پر حملہ کرے گی مگر سرگارنٹ نے اپنی نقل و حرکت کی تجویز کو ایسا خفیہ رکھا تھا کہ اُن کے ساتھی بھی کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی کیفیت اخباروں کے وقایع نگاروں کی تھی۔ اس لئے اسکندریہ کی گولہ باری کے چھ ہفتہ بعد جو وقت آٹھ جنگی جہاز جن پر چھ ہزار انگریزی فوج تھی اسکندریہ سے مشرق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ خیال تھا کہ بندر ابوکر میں بیڑوں لنگر انداز ہوگا۔ مگر برخلاف اسکے نہر سویس میں داخل ہو کر تمام جہازات بندر اسمیلیہ

انگریزی سواروں کا دھوا

جنگ قضا میرٹھ



میں لنگرانداز ہوئے اور فوج خشکی پر اتر پڑی۔ سرگرنیٹ کا مشاقل الکبیر کے قلعہ پر حملہ کرنے کا تھا جو اُس نہر پر واقع ہے جو دریائے نیل اور بحر قلزم کو قاہرہ اور اسماعیلیہ کے قریب ملاتی ہے۔ اسلئے فوج اسماعیلیہ میں اتر کر براہ نہر ویل روانہ ہوئی۔

۲۸۔ اگست کو جنرل جیرلڈ گریم کا جو دوسرے ڈویژن کے افسر تھے عربی پاشا سے مقابلہ ہوا۔ عربی پاشا نے خود بڑھ کر حملہ کیا چونکہ معرکہ سخت تھا اسلئے جنرل گریم نے ڈوروی لوصاحب سے جو رسالہ کے افسر تھے مدد طلب کی۔ تمام دن میدان کا رزار گرم رہا۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد رسالہ نہر ڈراگون گاڑ ڈا اور اسی توپ خانہ نے دھاوا کیا۔ توپ خانہ نے کچھ فاصلہ سے گولہ باری شروع کر دی اور رسالہ عربی پاشا کی فوج سے دست بدست ہو گیا۔ یہ معرکہ بہت سخت تھا اور جانبین میں سخت نقصان ہوا مگر لڑائی کا فیصلہ کسی کے حق میں نہوا۔

یہی جنرل سرجی گریم آرسای۔ وی سی



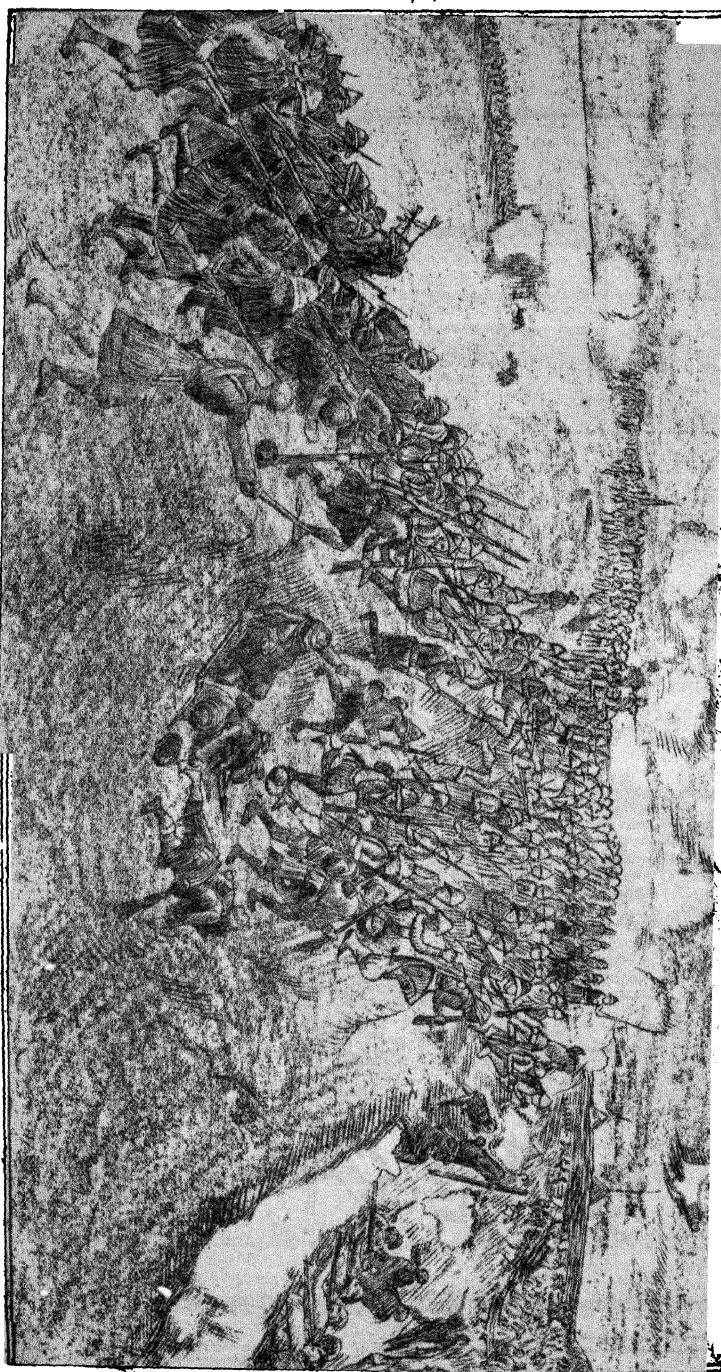
سرگرنیٹ اپنی تمام فوج عربی پاشا کے قلعہ سے ایک کونج کے فاصلہ پر لیگے اس قلعہ کو عربی پاشا نے خوب محکم کیا تھا اور اسکی چار دیواری سے انگریزی فوج کو ٹھکانا

تھا۔ سرگارینٹ نے یہ تجویز کی کہ دن کو حملہ کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے ایسی رات کو کوچ کر کے ایسے طریقہ سے قلعہ تک پہنچنا چاہیے جس سے مصری فوج کو خبر نہ ہو۔ سرگارینٹ لکھتے ہیں کہ ”ایسی فوج ہے جو میرے پاس موجود تھی ایسے مستحکم قلعہ پر دن کے وقت حملہ کرنا سخت نقصان کا باعث تھا اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ چھ میل کا فاصلہ جو میرے کپ اور دشمن کے قلعہ کے درمیان تھا تاریکی میں طے کر کے طلوع آفتاب سے پہلے حملہ کرنا چاہیے۔“

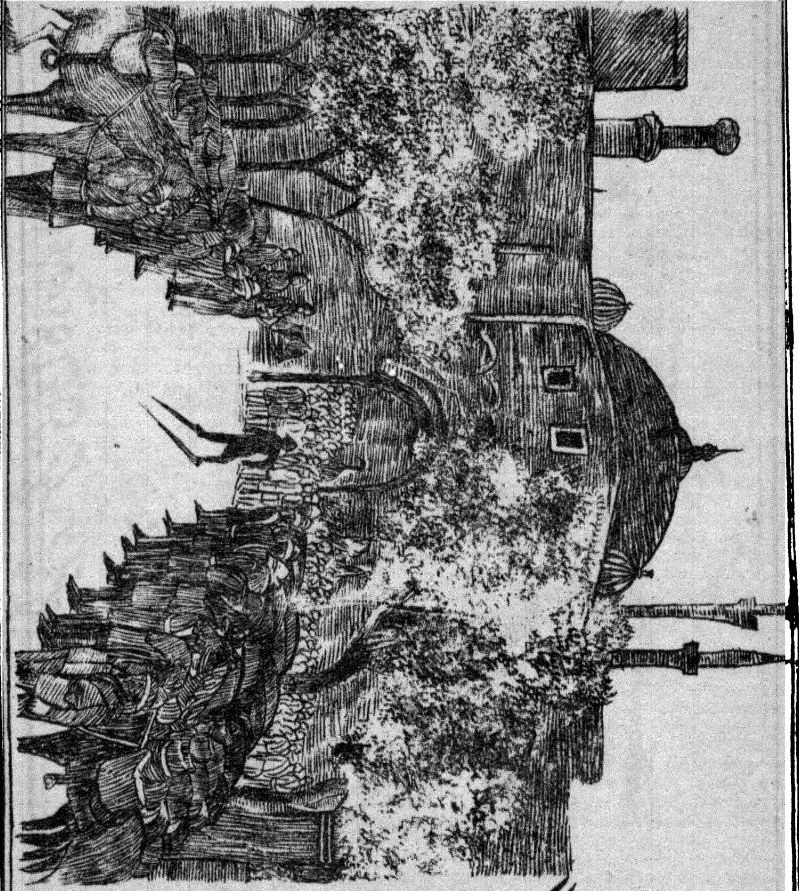
سرگارینٹ کی یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوئی اور آجتک اُسکی تقلید کی جاتی ہے ۱۳۔ ستمبر کو رات کے ایک بجے کے وقت فوج میں صف بندی ہوئی اور دھیمی آواز سے کوچ کا حکم ہوا۔ فوج چپ چاپ بڑبڑتی رہی اور ریتیلی زمین کی وجہ سے پیروں کی آواز نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی ہتھیاروں کی جھک اُس خاموشی کے عالم میں خلل انداز ہوتی تھی۔ علی الصبح انگریزی فوج عربی پاشا کی فوج کے مقابلہ میں ایک ہزار گز کے فاصلہ پہنچ گئی گوروں کی فوج جو ہالینڈرز کے نام سے مشہور تھی۔ خاموشی کے ساتھ تیزی سے بڑبڑتی رہی۔ نہ کسی قسم کی آواز ہوئی اور نہ کوئی فیر کیا گیا یہاں تک کہ مورچوں سے ۳۰ گز کے فاصلہ پر فوج جا پہنچی گویا مصری فوج کو خبر ہی نہ تھی کہ حملہ آور فوج چلی آرہی ہے۔ جو وقت ۳۰ گز کے فاصلہ پر انگریزی فوج جا پہنچی یہاں تک کہ مورچوں سے خوفناک آگ برسنے لگی۔ ہالینڈرز نے دھاوا کیا اور تھوڑے عرصہ میں تل الکبیر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا عربی پاشا کی فوج کو بالکل مہلت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ کی تیاری کر سکے اور انگریزی فوج کے اس قدر قریب آ جانے پر اُسکی دھواں دھار گولہ باری کچھ کارگر نہ ہوئی۔

فتح تل الکبیر سے دوسرے روز ڈوروی لو صاحب پندرہ سو فوج کے ساتھ قاہرہ

تل الکبیر انگریزی فوج کا دھوا



مصری فوج کا ۱۴ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو قاہرہ کو خالی کرنا



اور انگریزی فوج کا قابض ہونا



عربی پاشا قید خانہ قاہرہ میں

پہنچ گئے۔ قاہرہ میں اسوقت ستائیس ہزار فلاحین مصر اور دس ہزار فوج قلعہ میں موجود تھی مگر کسی نے روک ٹوک نہ کی اور ۱۵ ستمبر کو بے کھٹکے انگریزی فوج مباحثی وولنٹی صاحب قاہرہ میں داخل ہوئی۔ اور ۲۵ ماہ مذکور کو خدیو معظم بھی قاہرہ پہنچ گئے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد وولنٹی صاحب نے یہ تار ولایت کو روانہ کیا :-

”لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ اور فوج دب بھیجی جائے۔“

عربی پاشا پر کورٹ مارشل ہو کر سزائے موت کا حکم ہوا۔ مگر یہ سزا جلاوطنی سے تبدیل ہو کر وہ جزیرہ سراندیپ میں بھیجے گئے جہاں پر اب تک زندہ ہیں۔

مہدی کا آغاز

عربی پاشا کی بغاوت فرو ہونے سے ایک مہینے کے بعد یعنی اکتوبر ۱۸۸۲ء میں خرطوم سے یہ خبر ملی کہ جو فوج عبدالقادر پاشا کو زجرزل نے مہدی کے مقابلہ میں بھیجی تھی وہ سب کلام آئی ایلئے اور فوج بھیجی جائے۔ مہدی کا نام کچھ عرصہ سے سواحل نیل پر مشہور ہوتے ہوئے قاہرہ تک پہنچ گیا تھا مگر انگریز جو حال ہی میں قاہرہ میں داخل ہوئے تھے اس نام سے نا آشنا تھے۔

مہدی جس کا اصلی نام محمد احمد تھا۔ ۱۸۸۲ء میں ایک چھوٹے سے جزیرہ میں جو ملکوتہ قدیم و حال کے درمیان واقع ہے پیدا ہوا۔ مہدی کے باپ کا نام عبدالامد اور ماں کا نام آمنہ تھا اور اُس کا باپ کشتی بناتا تھا۔ مہدی کے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے اُس کے والدین جزیرہ آبا میں جو خرطوم سے شمال کی جانب نیل امیض پر واقع ہے نقل مکان کر گئے۔ مہدی نے جزیرہ آبا میں ہوش سنبھالا اور اپنی زندگی ایک غار میں یاد آئی میں بسر کرنی شروع کی۔ ہزار ہا آدمی جو قہر مہدی کے وعظ و نصیحت کو سُننے آتے اور رفتہ رفتہ اُس کی خدا پرستی کا شہرہ سوڈان کے مسلمانوں میں پھیل گیا۔

محمد احمد

مہدی سوڈانی



مسیحیوں میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی جزیرہ آبا میں جمع ہونے لگی مہدی نے وحدانیت اور رسالت کا وعظ کرنا شروع کیا۔ اور اپنے آپ کو مہدی اور رہبر بتایا کچھ عرصہ کے بعد اس مذہبی گروہ نے پولیٹیکل رنگ اختیار کیا اور ملک گیری کے واسطے دعوتِ اسلام شروع ہوئی۔ مہدی کا قول تھا کہ ”ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہیں جیسا تم زندگی کو۔ موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے۔ اور سب سے زیادہ عزیز چیز ہمکو موت ہے“ مہدی کے ان الفاظ میں کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنوں میں ہزار ہا آدمی اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ مصر کی فوجیں جو سوڈان میں العبدہ۔ سنار۔ فشوڈا۔ اور کسالا وغیرہ مقامات میں متعین تھیں ایک ایک کر کے

مہدی کی جماعت کا شکار ہو گئیں۔ بہت سے گورنر جنرلوں نے جو خرطوم میں مقیم تھے مہدی کی ترقی کو روکنے کی کوشش کی مگر لاکھوں روپیہ کا صرف اور ہزار جانیں اس بہادر گروہ کے نذر ہو گئیں۔ سوڈانیوں نے مہدی کے جھنڈے نیچے جمع ہو کر اپنی بہادری کا وہ سکہ جابجا کہ مصر اور تمام دنیا میں اُن کا آواز گونج اٹھا اور جس قدر مہم اُنکے مقابلہ میں بھیجے گئے سب کا سوڈان میں خاتمہ ہوا۔

اکتوبر ۱۸۸۵ء میں گورنر جنرل خرطوم نے رپورٹ کی کہ جعفر ملک یرے قبضہ میں ہے وہ نکلا چلا جاتا ہے اور اگر کوئی معقول انتظام نہ ہو تو تمام علاقہ پر مہدی کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس رپورٹ نے مصر میں انتشار پھیلادیا اور یہ سوال پیش ہوا کہ مصر انگلستان کو کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے کہ جس سے ملک اس رونا فریوں بہادر قوم کے پنجہ سے بچے۔ عرصہ تک یہ معاملہ زیر بحث رہا اور بالآخر یہ قرار پایا کہ سوڈانیوں کے مقابلہ کے واسطے ایک مہم بھیجی جائے۔

سوڈان میں پہلی مہم

جس وقت انگریزی فوج عربی پاشا کو شکست دے کر قاہرہ میں داخل ہوئی تھی مہدی نے صوبہ کروخان کے صدر مقام العبید پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ اکتوبر ۱۸۸۵ء میں عبد القادر گورنر جنرل خرطوم کی رپورٹ پہنچنے پر قاہرہ میں یہ قرار پایا کہ عربی پاشا کی فوج کے آدمی جن سے ہتیار لے لیے گئے تھے مہدی کے مقابلہ میں بھیجے جاویں۔ اس لیے ایک مہم بہا تھی جنرل کہس تیار کی گئی۔ انگریزی و انسٹیٹیوٹس مہم میں شامل ہوئے اُن کی حالت خوف کی وجہ سے ناگفتہ بہ تھی کیونکہ وہ جانتے

تھے کہ موت کے سٹھ میں جانا ہے۔ پانچ ستمبر ۱۸۸۲ء میں جنرل کہس مس ہزار فوج کے ساتھ جس میں نو یورپین افسر تھے خرطوم پہنچ گئے تاکہ وہاں سے العبید کو روانہ ہوں جو مہدی کے محاصرہ میں تھا۔ اس مہم کے ساتھ لندن کے انگریزی اخبارات کے قائل نگار بھی گئے تھے



کہس پاشا

۵۔ نومبر کو العبید سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر مہدی نے کہس صاحب کی فوج پر حملہ کیا جو ہی مصری فوج سامنے پہنچی مہدی کی فوج اس طرح اُپر ٹوٹ پڑی جیسے شکاری جانور اپنے شکار پر گرتا ہے۔ مصری فوج کی تمام قواعد و پرہیزگاریاں میں مل گئی۔ اور فوج والوں میں اس قدر سراسیمگی پھیلی کہ دوست دشمن کی کچھ تمیز نہ رہی اور ایک دوسرے پر فیر کرنے لگے۔ سوڈانیوں نے چاروں طرف سے اُس فوج کو گھیر لیا اور تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور آں کی آن میں تمام فوج کے ٹکڑے کر ڈالے۔ جنرل کہس بھی داؤدِ شجاعت دے کر مارے گئے۔ نو یورپین افسر اور دس ہزار فوج میں سے ایک بھی سوڈانیوں کے ہاتھ سے بچ کر اس مصیبت کی خبر سننے کاہرہ نہ پہنچا۔ جو وقت مہدی کی فتح کی خبر مشہور ہوئی تمام افریقہ میں ڈنگولہ سے خط استوا تک

اور بحر قلزم سے میدان صحارا تک یہ خیال بچتے ہو گیا کہ مہدی مسعودی ہی ہے۔

اس خیال کی تائید زیادہ تر اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حضرت امام مہدی کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اُس میں سے چند باتیں مہدی سوڈانی کے حالات سے بالکل مطابق تھیں۔ سنن ابوداؤد میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک شخص مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام کے مانند اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مانند ہوگا اور وہ زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ كُنْتُ بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللَّهُ تَعَالَى ذَٰلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ
فِيهِ رَجُلًا مِثِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ لِسْمَهُ لِسْمِي وَلَا سُمُّ أَبِيهِ لِسْمِي
إِنِّي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُ ظُلْمًا وَجَوْرًا

ترجمہ۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہے دنیا میں مگر ایک دن البتہ بڑھا دے اللہ تعالیٰ اُس دن کو یہاں تک کہ بھیجے اُس میں ایک روز کو مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے مطابق ہوگا نام اُس کا میرے نام سے اور نام اُس کے باپ کا میرے باپ کے نام سے بھر دے گا وہ زمین کو عدل و داد سے جیسی کہ بھری گئی ظلم و جور سے۔

ایک دوسری روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کی والدہ کا نام بھی اپنی والدہ ماجدہ کے نام کے مطابق فرمایا۔

مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد۔ باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ اس مطابقت سے سوڈانیوں کو یقین ہو گیا کہ مہدی سوڈانی مہدی موعود ہے۔ مگر مہدی سوڈانی کے اور بہت سے حالات حدیث شریف کے برخلاف ثابت ہوئے کیلئے آئندہ یہ عقائد سوڈانیوں کے دل سے جاتا رہا۔

بہس پاشا کی فوج کی شکست سے قاہرہ اور انگلستان میں اوداسی چھا گئی۔ ابھی اس مصیبت کا غم پورا نہ ہو چکا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یعنی سواکن کے علاقہ کی طرف جو بحر قلزم پر واقع ہے متوجہ ہونا پڑا۔ مہدی نے اپنے سپہ سالار عثمان دغنه کو سواکن پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس نے سنکاٹ اور ٹوکر کی مصری فوجوں کو شکست فاش دی اور چاروں طرف سے گھیر کر بالکل نیت و نابود کر دیا۔

سپہ سالار مہدی



عثمان دغنه

۴۔ نومبر ۱۸۸۳ء کو محمد پاشا طاہر ایک مہم سواکن سے لیکر ٹوکر کی فوج کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ انگریزی سفیر لیننڈاک ماکروف بھی تھے سواکن سے روانہ ہونے کے ایک گھنٹہ بعد اس مہم جہیں میں ۵۰ آدمی تھے

عثمان وغنہ کے ۵۰ آدمیوں نے حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں تاریخیں (۴-۵-۱۹۴۳ء) انگلستان اور مصر کی واسطے ایک دوا انگیز واقعہ کی یادگار ہیں۔

سوڈان پر دوسری مہم

کرو فان اور سواکن کے واقعات نے قاہرہ میں ایک ہیبت ناک اثر پھیلا دیا اور آخر کار جنرل ولینٹائن بیکر پاشا کی ماتحتی میں سوڈان پر دوسری مہم بھیجنے کی تجویز کی گئی۔



بیکر پاشا

اس مہم میں دو ہزار پیدل اور ۵۲۰ سوار مصری فوج کے اور ۱۰۰ والنتیئر انگریزی پولس کے اور نو پورپن افسر شامل تھے۔ بیکر پاشا معہ ۴۰۰ فوجی آدمیوں کے سواکن کے جنوب میں ٹرنکیٹ میں جہازوں سے اترے۔ اور ۴- فروری ۱۹۴۱ء کو آگے روانہ ہوئے۔ جو وقت یہ فوج الطیب کے قریب پہنچی درویشوں نے حملہ کیا اور اللہ کا نعرہ مار کر انگریزی فوج پر آپڑے۔ بیکر پاشا نے یہ دیکھ کر رسالہ کو پیچھے ہٹا لیا اور پیدل سپاہیوں سے حملہ کر دینے کی کوشش کی مگر مصری سپاہی اور انگریزی

دائیں ہاتھ کے دلوں میں پہلے ہی سے درویشوں کی مصیبت چھا گئی تھی بالکل از خود رفتہ ہو گئے۔ بیکر پاشا نے فوج کو مربع کی شکل میں جمایا تھا مگر جب دل ہی کام نہ کرے تو فقط ہاتھ پاؤں کیا کر سکتے ہیں۔ فوج میں درویشوں کا حملہ ہوتے ہی اتری ہسپتالیں اور میدان سے پیر اکھر گئے نہ کرب توپوں نے کام دیا اور نہ بندوقوں نے۔ درویشوں کے نیزوں اور پرانی وضع کی ڈھال اور تلواروں نے سب کو آگے رکھ لیا مصری فوج کو نہ اپنی جانوں کی خبر رہی نہ ہتھیاروں کی۔ ہم کرب توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار بندوقیں عثمان دغنے کے ہاتھ لگیں ۷۰۰ سپاہیوں میں سے صرف ۱۴۰۰ آدمی پریشان حال ٹرنکٹ پیچے اور وہاں کے کشتیوں پر سوار ہو کر سواکن لوٹ گئے۔ انگریزی افسر تمام مارے گئے۔ اس لڑائی میں عثمان دغنے کے ساتھ ۱۲۰۰ آدمی تھے۔

بیکر پاشا کی شکست سے انگلستان اور مصر میں اور بھی انتشار پھیل گیا۔ اس وقت سواکن کی بھی حالت نازک تھی کیونکہ وہاں پر بہت ننھوڑی جمعیت حفاظت کے واسطے رہ گئی تھی۔ اب مصر اور انگلستان کو بحیرہ قلزم اور وادی نیل میں مصیبت کا سامنا تھا کروغان اور درفر ہاتھ سے نکل گئے تھے خرطوم اور کسالاپ درویشوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور سواکن چاروں طرف سے مہدی کی فوج سے گھرا ہوا تھا۔ دولڑائیوں میں جنمیں انگریزی افسر کمانڈر تھے مہدی کو پوری فتح حاصل ہو چکی تھی۔ مہدی کی سلطنت خرطوم کے پاس چھ تو میل تک پھیل گئی تھی مغرب کی جانب علاؤ کروغان و درفر اور درفر تیت اس میں شامل ہو گئے تھے۔ مشرق کی طرف حبش تک تمام سنار اس میں آگیا تھا۔ اور شمال و مشرق کی جانب سواکن تک سرحد جا پہنچی تھی۔ مہدی کے اقبال کا ستارہ عروج پر تھا اور رفتہ رفتہ اس کا اقتدار ان صوبجات میں پھیل گیا۔ الائی



بیکر پاشا کا اطمینان شکست کھانا

نیل پر واقع ہیں۔ کچھ عرصہ میں مہدی کا اثر علاقہ الغشیر تک پہنچ گیا اور سلاطین بے کوجہ اُس علاقہ کے حاکم تھے نئی مصیبت کا سامنا ہوا۔ خود سلاطین بے کے افسروں میں بغاوت کا مادہ پیدا ہونے لگا۔ سلاطین بے نے اس خیال سے کہ میرا سوخ بڑھ جائیگا اور انتظام میں بھی فرق نہ آئے گا۔ مذہب اسلام اختیار کر لیا مگر اس امر کی بالکل امید چھوڑ دی کہ میری فوج مقابلہ میں عمدہ براہو سکے گی۔ سلاطین بے نے اپنے بچاؤ کے واسطے یہ چال چلی کہ ایک خط تو دو گل بدر درآ کے ہاتھ جنرل کہس کے پاس طلب آمد کے واسطے بھیجا اور دوسرے میں مہدی سے اظہار اطاعت کر کے اپنا علاقہ حوالہ کرنے کی درخواست کی۔ جنرل کہس کی طرف سے سلاطین بے کو مایوسی ہو گئی کیونکہ جو کاغذات اور انگریزی سپاہیوں کے کپڑے دو گل میدان جنگ سے اٹھا کر لایا وہ زبان حال سے جنرل کہس کی مصیبت کا حال بتلا رہے تھے۔ دو گل خود بھی مہدی کے گردہ میں شامل ہو گیا اور واپس آنے پر سلاطین بے کو بھی صلاح دی کہ مہدی کی اطاعت اختیار کریں کیونکہ تمام ملک خرطوم تک مہدی کے قبضہ میں آچکا تھا۔ اور اسی حالت میں مقابلہ کرنا بیفایہ تھا۔ سلاطین بے نے مہدی کی اطاعت اختیار کی اور انکو یہ ہمت ہوئی کہ اپنا نام عبدالقادر رکھیں اور العبید کو آجائیں جہاں پر مہدی کا پورا تسلط ہو گیا تھا۔ اور جبکہ مہدی نے اپنا صدر مقام بنا کر گرد و نواح سے ملک و بانا شروع کر دیا تھا سلاطین بے مہدی کی ہدایت کے موافق العبید چلے گئے اور وہاں سے مہدی کے ساتھ خرطوم آ گئے۔ مہدی کے انتقال کے بعد خلیفہ عبداللہ نے سلاطین بے کو اپنے باڈی گارڈ میں ملازم کر کے ادرمان میں رکھا اور جب تک وہ چھپ کر بھاگے ادرمان میں مقیم رہے۔

جنرل گارڈن کی ماتحتی میں سوڈان پر تیسری مہم

جنرل گارڈن قبل اس کے کہ آخری مرتبہ خرطوم کو گئے اور ہمیشہ کے لئے وہاں رہ گئے دو مرتبہ اُس علاقہ کی عنان حکومت اپنے ماتحت میں رکھ چکے تھے۔

گارڈن



جنرل

۱۸۷۷ء میں بجائے سر سیمون بیکر کے وہ خرطوم کے گورنر جنرل مقرر ہوئے اور پھر دوبارہ ۱۸۸۴ء میں وہاں گئے۔ لیکن ان دونوں مرتبہ مہدی کا ظلم نہیں ہوا تھا اور صرف بردہ فروشی موقوف کرنے اور بد نظمی دور کرنے کے واسطے دونوں مرتبہ جنرل گارڈن کا خرطوم میں تقرر ہوا تھا چونکہ وہ دو مرتبہ اُس علاقہ میں رہ چکے تھے۔ اس لئے تمام ملک سے اچھی طرح واقف تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر اپنی مستعدی۔ دیانت داری اور بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ جب باوجود متواتر فوج کشی اور بیشمار صرف و نقصان کے انگلستان کو اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ملی تو جنوری ۱۸۸۵ء میں جنرل گارڈن کو خرطوم بھیجنے کی تجویز کی گئی تاکہ سوڈان میں امن قائم کریں اور غور

کریں کہ درویشوں کی روز افزوں قوت کے مقابلہ میں کیا تجویز مناسب ہے۔ بنگلہ تان سوڈان کی حکومت۔ سے اٹکنا گیا تھا اس لیے یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن تمام فوجوں کو جو مختلف مقامات میں محصور تھیں نکال لائیں حقیقت میں ایسی نازک حالت میں سوڈان پر ہم لیجانے کی ذمہ داری کرنا ایک سخت اور خطرناک کام تھا۔ اور بڑے سے بڑا بہادر بھی گھبرا جاتا مگر جنرل گارڈن نے نہایت دلیری اور استقلال سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔ اور اس مہم پر جانے کے واسطے اس طرح تیار ہو گئے جیسا کہ کوئی شخص کسی معمولی کام کے واسطے ہوتا ہو۔ یہ خبر ونگیٹ اپنی تاریخ ”ہسٹری آف مہذم“ میں جنرل گارڈن کی روانگی کے بابت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :-

”جنرل گارڈن کالڈن۔ سے روانہ ہونا اور قاہرہ پہنچنا یکساں تھا ڈیوکلنٹ کیمبرج اور لارڈ وولزلی ایشین پر روانگی کے وقت موجود تھے مگر اس طرح کہ گویا ایک تیسرا شخص کسی دعوت میں جاتا ہے اس کو رخصت کرتے ہوں جو وقت اسپیشل ٹرین قاہرہ پہنچی ایک مسافر کالاکوٹ پہنچے ہوئے گاڑی سے اترے۔ نہ اس کے ساتھ کوئی نوکر تھا نہ سامان سفر جو انتظام اور احکامات ضروری تھے ان کے واسطے جنرل گارڈن نے پہلے سے جب وہ جہاز پر تھے لکھ دیا تھا۔ قاہرہ کے ہلکے شدیدین سے موسم سرما میں شام کے وقت جنرل گارڈن ریل پر سوار ہوئے اور جو وقت گاڑی نے حرکت شروع کی جنرل گارڈن۔ کرنل اسٹورٹ۔ اور جنرل گریہم کے بشاش جہرے گاڑی کی دھندلی روشنی میں نظر آتے تھے۔ اس طرح سے جنرل گارڈن کو کرنل اسٹورٹ کے اس سفر دراز پر روانہ ہوئے۔“

جنرل گریہم مقام کو رسکو میں جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ سے علیحدہ ہو کر

واپس آگئے تاکہ عثمان دغنه سے مشرقی ساحل پر لڑیں۔ اس وقت تمام انگلستان کی آنکھیں سواکن پر لگی ہوئی تھیں اور یہ کوشش تھی کہ بیکرپاشا کی شکست کا دہشتہ مٹا کر سواکن کو مہدی کی دست درازی سے بچایا جائے۔ فروری ۱۸۵۷ء میں کونسل وزارت انگلستان میں یہ معاملہ پیش ہوا اور بعد غور کامل قرار پایا کہ سواکن کی حفاظت کی جائے۔

اس عرصہ میں انگلستان کو اشتعال دلانے کا ایک دوسرا سبب پیدا ہوا۔ مصر کی فوج مقام سنکوٹ میں تھی اُس نے چھ مہینے تک محصورہ کر مجبور عثمان دغنه کی فوج پر حملہ کر دیا اور ایک میل تک برابر لڑتی چلی گئی۔ محمد توفیق سپہ سالار فوج معہ تمام ہمراہیوں کے اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خبر نے انگلستان اور مصر میں اور بھی جوش پھیلادیا۔ اور ٹوکر کی فوج کی امداد کے واسطے تیاری شروع ہوئی جو ابھی تک گھری ہوئی تھی۔ سر جبریل گریہم کی ماتحتی میں ایک انگریزی مہم بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ مصری فوج درویشوں کے مقابلہ سے تنگ آ گئی تھی اور متوازن زکیں اٹھا رہی تھی۔ اس لیے اس مہم میں انگلستان نے انگریزی فوج تیار کی اور یہ پہلا موقع تھا کہ انگریزی جہتوں کو عثمان دغنه اور مہدی کی فوج سے مقابلہ کا اتفاق پڑا۔ انگلستان اس مہم کے نتیجہ کو کامیابی کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مگر جو لڑائی انگریزی فوج اور درویشوں کے درمیان ہوئی اُس نے انگلستان کو متحیر کر دیا۔

جنگ الطیب و تمانی

سرگرمیم کی مہم کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا گیا تھا۔ چار ہزار گوروں کی فوج اُن کے واسطے تیار کی گئی۔ اور بار برداری اور رسد وغیرہ جہدِ ردِ کار تھی تمام مصری فوج نے مہینا کی۔ سرگرمیم معہ اپنی فوج کے سواکن سے چند میل جانب جنوب بندرگاہ ٹرنکیتھ میں لنگر انداز ہوئے اور وہاں سے براہِ خشکی ٹوکر کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں مقام الطیب کے قریب عثمان دغنے کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج ایک جگہ ٹک گئی اور اس بات کی منتظر رہی کہ درویش بڑھکر مُقابلہ کریں گے۔ مگر عثمان دغنے نے آدمی بندو قوں اور دوکرپ توپوں سے جو انہوں نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنا کر اسپرچڑھالی تھیں فیر کرتے رہے۔ جنرل بیکر جو انگریزی فوج کے ساتھ تھے زخمی ہوئے۔ انگریزی افسر نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اُسوقت انگریزی فوج کو درویشوں کے مُقابلہ کی حقیقت نظر آئی۔ عثمان دغنے کے آدمیوں نے تلوار اور نیزوں سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ انگریزی فوج نے مربع کی شکل میں صف بندی کی تھی۔ اس لیے کبھی ایک ایک اور کبھی اکٹھے ہو کر درویش سنگینوں کی آہنی دیوار پر حملہ کرتے تھے۔ آدھ گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج درویشوں کے قلعہ تک پہنچ گئی اور جو توپیں بیکر پاشا کی شکست کے بعد درویشوں کے ہاتھ لگی تھیں وہ انگریزوں نے واپس چھین لیں۔ رات کو فوج وہاں مُقیم رہی اور صبح کو ٹوکر میں داخل ہوئی۔

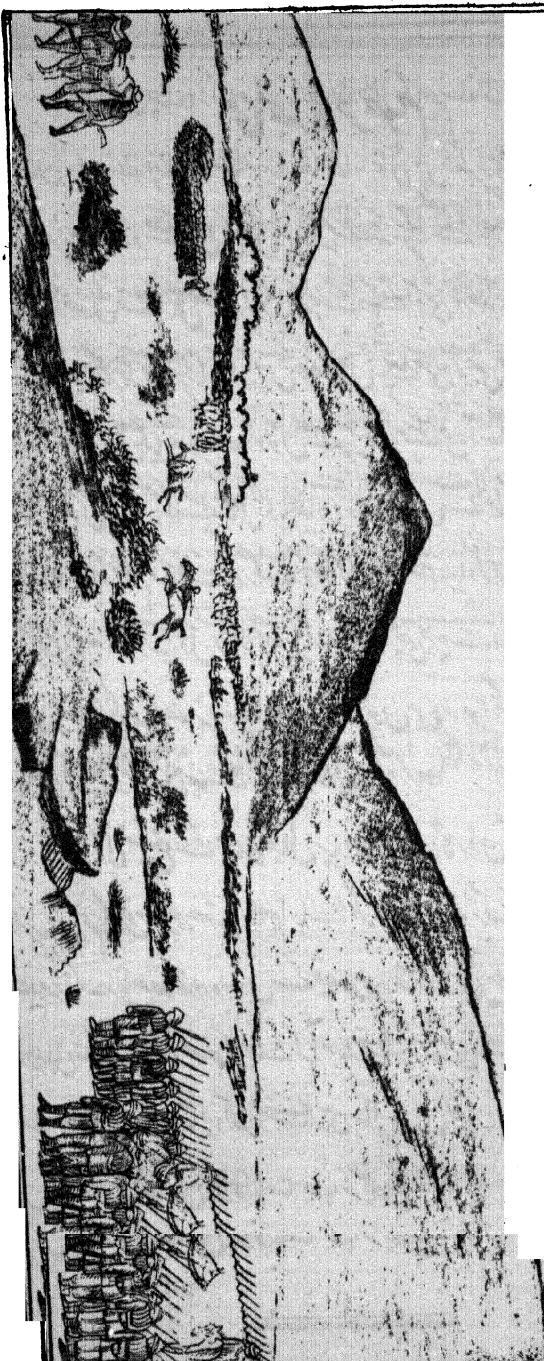
الطیب کی دوسری لڑائی - ۲۹ - فروری ۱۹۶۸ء



ٹوکر میں چند روز آرام لینے کے بعد جنرل گریم نے تہائی پر حملہ کیا جس کو عثمان وغنہ نے اپنا صدر مقام ہنار کھا تھا۔ تہائی میں انگریزی فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ فوج کے دو حصے برج کی شکل میں آراستہ کیئے گئے پہلے برج کو عثمان وغنہ کے آدمیوں نے بالکل منتشر کر دیا اور بہت سے آدمی مارے گئے مگر دوسرا برج درویشوں کے حملہ کو روکنا اور اس عرصہ میں پہلے برج کو بھی جمع ہو کر صف بندی کرنے کا موقع مل گیا۔ جو قوت دونوں حصے جمع ہو گئے فوج آگے بڑھی۔ اور عثمان وغنہ کے آدمیوں کو اس نلہ سے نکال دیا جہاں سے انھوں نے حملہ کیا تھا۔ انگریزی فوج نے تہائی میں پہنچ کر تمام مکانات اور کپ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس لڑائی میں انگریزی فوج نے خوب دل توڑ کر کام دیا۔ اور انکو اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا کہ کیسے سخت دشمن سے انکو واسطہ پڑا ہے۔ دونوں لڑائیوں میں ۳۳ انگریزی افسر اور ۳۵ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔

تہائی کی فتح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے جنرل گریم کی فوج کا کچھ حصہ بر بھیجا جائے مگر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا کیونکہ سواکن سے بربر تک تمام علاقہ درویشوں کے قبضہ میں تھا اور اس علاقہ میں ہو کر امن اور کامیابی کے ساتھ گزرنے کی بہت کم امید تھی۔ نیز سواکن سے تعزیری مہم کا چلا جانا بہت مضرت ثابت ہوا تھا کیونکہ دوسرے ہی سال وہاں پھر لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے تہائی سے فوج کا لیجانا مناسب نہ سمجھا گیا۔

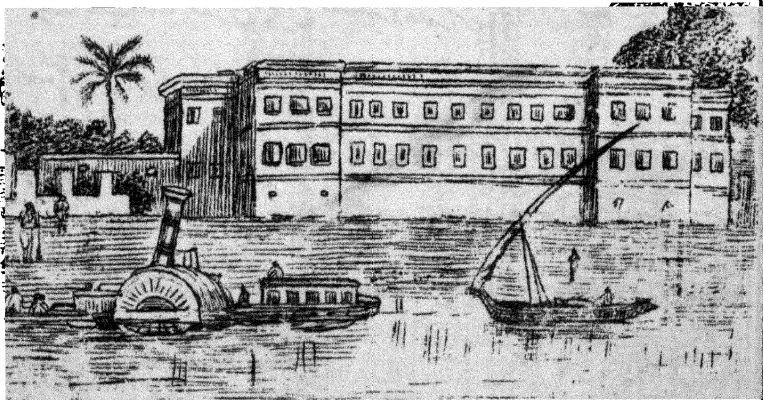
جنگ تالی ۱۳-۱۴ سال ۸۸۸ م



محاصرہ خرطوم

جو وقت الطیب اور تمائی کی لڑائی ہو رہی تھی جنرل گارڈن کو خرطوم میں پہنچے ہوئے بہت تھوڑا زمانہ ہوا تھا۔ خرطوم میں انگریزی اور مصری سپاہی جنرل گارڈن کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے لیکن یہ خوشی چند روزہ تھی اور جنرل گارڈن کو بہت جلد ایک نئے فکر کا سامنا ہوا۔ خرطوم میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ انگریزی گورنمنٹ نے مصر کو لیکر خرطوم کو بالکل چھوڑ دیا ہے تاکہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرے اور جنرل گارڈن کا خرطوم آنا صرف دفع الوقتی اور حیلہ سازی ہے۔ اس خبر نے خرطوم میں ایک عجیب پریشانی پھیلا دی۔ اور ہر طرف سے نالہ و فریاد کی آواز آنے لگی۔

گورنمنٹ باؤس خرطوم جس میں جنرل گارڈن رہتے تھے



جنرل گارڈن نے یہ کیفیت دیکھ کر خرم کے محاصرہ کی تیاری کی اور کئی مہینے کا سامان جمع کر کے شہر کے مورچوں کی دہائی کر لی۔ کیونکہ انکو یقین ہو گیا تھا کہ فوج بالکل بے اطمینان ہو گئی ہے اور اسکو خرم سے نکال کر قاسرہ لیجانا دشوار ہو گیا تھا۔

چند روز کے بعد مہدی نے جنرل گارڈن کے نام مسندِ رجبہ ذیل پیام بھیجا:-
 ”تم اپنے آپ کو الہ کر دو اور پتھے مذہب کے پیروں جہاں جس سے ملکودین و دنیا کی عزت ملے اور تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی جان بچے ورنہ تم سب کے ساتھ اپنی جان دے بیٹھو گے۔ میں تمھارے واسطے کپڑوں کا ایک جوڑا۔ ایک پیٹی اور ایک تسبیح بھیجتا ہوں۔ یہ ان لوگوں کی پوشاک ہے جنہوں نے دنیا اور مافیہا کو ترک کر دیا ہے۔ اگر تم دل سے چاہتے ہو کہ خدا کے پاس آؤ اور نیک زندگی بسر کرو تو فوراً ان کپڑوں کو پہن کر یہاں آ جاؤ اور دائمی خوش نصیبی حاصل کرو۔“

اس پیغام کا جواب جنرل گارڈن نے صرف یہ دیا کہ ”میں اب تم سے اور زیادہ خط و کتابت نہیں کر سکتا۔“

ایک مہینے کے بعد یعنی اپریل ۱۸۸۷ء میں جنرل گارڈن نے سراپولن بیرنگ کو ایک چٹھی میں یہ تحریر کیا:-

”جب تک ممکن ہو گا میں خرم کو نہ چھوڑوں گا۔ اور حتی الامکان مٹا دینا بھی ضرور کروں گا اور جب یہ ہو سکے گا تو یہاں سے چلا جاؤں گا اور یہ الزام ہمیشہ تمھارے اوپر رہے گا کیونکہ تم نے سنا۔ کسلاؤنگولہ۔ اور بربر کے قلعوں کو خالی کر دیا حالانکہ یہ یعنی امر تھا کہ تم مہدی کی قوت کو توڑ دو گے۔“

مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۷ء میں بربر کو فتح کیا اور دو روز تک اس نامہ شاہی

لوٹ مار موقی رہی۔ قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ جاتا تھا وہ کاٹ ڈالا گیا اور آئندہ جنرل گارڈن اور ان کی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا۔ انگریزی فوجوں پر جو جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ کی ماتحتی میں سوڈان میں موجود تھیں وہ ویشیوں کے نیزوں کی گھٹنا چھا گئی جنرل گارڈن اور کرنل اسٹورٹ ایک ایسی سلطنت پر تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتے تھے جو دوسروں کے ماتوں میں پہنچ چکی تھی اور ایسٹے انکے تمام ارادوں اور کوششوں کا منتہی ناکامی تھا۔

سلسلہ کی موسم سرما میں جنرل گارڈن کے متعلق کچھ خبر قاہرہ میں نہ پہنچی جس سے روز بروز فکر بڑھتا گیا۔ مہدی کی فوج نے برابر فتح کر کے ڈنگولہ پر اپنا قبضہ کر لیا مگر مصطفیٰ یاور مدیر ڈنگولہ نے بڑی دلیری سے اُسکے حملہ کو روکا۔ موسم برسات میں جب رود نیل میں طغیانی ہوئی جنرل گارڈن نے ارادہ کیا کہ بذریعہ کشتیوں کے قاہرہ سے سلسلہ خط و کتابت جاری کریں۔ اس لیے کرنل ہیل اسٹورٹ کے ہاتھ جو مشرپا اور سفیر انگریزی۔ اور ایم ہرلن سفیر فرانسیسی کے ساتھ جہاز عباس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ مسفضل رپورٹ قاہرہ بھیجی۔ روانگی خرطوم سے آٹھ روز بعد ۱۸ ستمبر ۱۸۸۵ء کو جہاز عباس ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ اور ہر چند ملاحوں نے کوشش کی کہ سلامتی سے بحال بس مگر اسی جگہ ڈوب گیا۔ کرنل اسٹورٹ مع اپنے ساتھیوں کے کشتیوں میں سوار ہو کر سارہ پر پہنچے اور موضع بہتہ میں چلے گئے جہاں پر گاؤں والوں نے سازش کر کے ان سب کو مار ڈالا۔ اور قاہرہ تک جنرل گارڈن کی خبر پہنچانے کو ایک بھی نہ بچا۔

جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے سودان پر چوتھی مہم

جنگ ابوالکلیہ و غبات

جو وقت کرنل اسٹوارٹ کے مارے جانے کی خبر قاہرہ اور انگلستان میں پہنچی اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ جنرل گارڈن خرطوم میں گھرے ہوئے ہیں۔ انگلستان نے ایک امدادی مہم خرطوم کو بھیجنے کا ارادہ کیا۔ یکم ستمبر ۱۸۹۸ء کو مشرکلیڈ سٹون نے جو اس وقت وزیراعظم تھے ایک تقریر میں بیان کیا کہ گورنمنٹ انگلستان اس امر پر غور کر رہی ہے کہ جو خدمات جنرل گارڈن نے انجام دیں ان کا شکریہ کس طرح سے ادا کیا جائے۔ کامل غور اور بحث کے بعد یہ امر قرار پایا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے ایک مہم ہاتھی لارڈ وولزلی بھیجا جائے جنرل ایشیسن کمانڈنگ افواج قاہرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ مہم براہ بحیرہ قلزم بندرگاہ ٹرکیٹ پر اترے اور وہاں سے براہ سواکن و بربر خرطوم کو جائے کیونکہ سواکن سے بربر تک براہ خشکی اور بربر سے براہ رودنیل خرطوم تک ۸۰ میل کا فاصلہ تھا اور قاہرہ سے رودنیل میں ہو کر خرطوم جانے میں ۱۶۵۰ میل کا سفر ہے مگر گورنمنٹ انگلستان نے لارڈ وولزلی کی رائے پر چھوڑا کہ جس ۲۵ سے وہ پسند کریں مہم کو لے جائیں۔ لارڈ وولزلی نے نیل کا راستہ پسند کیا۔ دریا کے پتہ سے اس قدر دور و راز ایسی جری مہم کا جانا ایک تعجب خیز بات تھی اور عام طور پر یہ تجویز دیکھی جاتی تھی۔ آٹھ سو کشتیاں اس مہم کے واسطے تیار کی گئیں۔ لگ بھگ اینڈ سنر کمپنی کو بار برداری کا ٹھیکہ دیا گیا اور کینڈیا کے ملاح جو اپنے فن میں کامل نیاں کیئے جاتے تھے ملازم رکھے گئے لارڈ وولزلی کو گورنمنٹ انگلستان نے حکم دیا کہ

جنرل گارڈن کو خرطوم سے لے آویں اور اُسکے بعد مہدی سے کوئی تعرض نہ کریں
کیونکہ بڑے کرہا ہے کہ مصر کی حکومت وادی حلفہ تک رہے گی۔ اور سوڈان
کی قسمت درویشوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے حقیقت میں درویشوں کی قوت
اس قدر بڑھ گئی تھی کہ گورنمنٹ انگلستان کو سولے اسکے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہزار ہا
فوج۔ لاکھوں روپیہ اور سینکڑوں یورپین افسروں کی قیمتی جانیں درویشوں کے
جوش کے نذر ہوئیں اور تمام کوششیں ناکام رہیں۔

۹۔ ستمبر ۱۸۸۵ء کو لارڈ ڈوونلی اسکندریہ پہنچے اور ۲۹۔ ماہ مذکور کو قاہرہ سے سوڈان
کی طرف روانہ ہوئے۔ دریا سے نیل جواتنی بڑی مہم کا گذرگاہ تھا ایک عجیب
منظر بن رہا تھا۔ ایک طرف کشتیوں پر مصری جھنڈے ہوا میں لہرا رہے تھے۔
اور دوسری جانب دفاعی جہازوں کی جہینوں سے دھواں نکل کر سیاہ بادل کی طرح
آسمان پر چھا رہا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی کشتیوں کے بادبانوں اور دُخان
جہازوں کے لنبے لنبے مسلولوں سے دریا بھر ہوا نظر آتا تھا۔

قاہرہ سے روانہ ہو کر یہ مہم ۳۔ نومبر کو ڈنگولہ پہنچا اور دہلی پر لارڈ ڈوونلی نے محمد
یادو ریڈنگولہ کو جس نے مہدی کے حملہ کو روکا تھا۔ کے۔ سی۔ ایم۔ جی کا تمغہ و خطاب
عطا کیا۔ محمد یادو نے تمغہ پہننے کے وقت نہایت انکساری سے گورنمنٹ کا شکریہ
ادا کیا اور کہا کہ یہ اعزاز میری حیثیت اور لیاقت سے زیادہ ہے۔ میں اپنے آپ کو
اس کے قابل نہیں سمجھتا۔ مگر مناسب ہے کہ جس وقت عطاے خطاب کا جلسہ ہو چکا
محمد یادو نے غسل کیا اور تمام کپڑے بدل ڈالے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے
مزاج میں تعصب بہت تھا اور عیسائی کا ہاتھ لگانا باعث نجاست سمجھتا تھا۔

یکم نومبر کو سراپولن بیرنگ کے پاس قاہرہ میں ایک خط جنرل گارڈن کا پہنچا جو ۱۳ جولائی کا لکھا ہوا تھا۔ اس خط میں جنرل گارڈن نے لکھا تھا کہ ”ہم خیریت سے ہیں اور چاہیں گے کہ خرطوم کو قبضہ میں رکھ سکتے ہیں“۔ جو وقت خط پہنچا پارلیمنٹ گزر چکے تھے اس لئے اور بھی زیادہ فکر ہوا۔ ماہ دسمبر میں انگریزی مہم مقام کورٹی میں پہنچنا شروع ہو گئی اور بڑے دن تک تمام فوجیں وہاں جمع ہو گئیں جنرل گارڈن کے پارلیمنٹ گزر چکے تھے اور مہنوز امدادی مہم خرطوم سے بہت دور تھی۔ کورٹی سے لاڈوولزلی نے گورنمنٹ کو ذیل کی مراسلت روانہ کی :-

”اس امر کا سخت افسوس ہے کہ میں اس مقام پر پہلے سے نہ پہنچ سکا۔ اس جگہ سے جو سمندر سے براہ نیل چوڑا ٹولمیل ہے میری روانگی میں توقف کی وجہ یہ ہوئی کہ کافی سامان رسد جمع ہونے میں وقت پیش آئی کیونکہ ایک ایسے مقام پر جو عرصہ سے محصور ہے اور جس میں رسد کی بہت کمی ہے اور گرد و فواج کا تمام علاقہ ویران ہو گیا ہے بغیر کافی سامان کے فوج کا لیجانا مناسب نہیں ہے“۔ حقیقت میں اس مہم کے انگلستان سے روانہ ہونے میں بہت دیر ہوئی۔ اول مشر گلینڈ سٹون کو اس بات کے سوچنے میں کئی مہفتہ گزر گئے کہ کس طریقہ سے جنرل گارڈن کی خدمات کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور جب مہم بھیجے جانے کی تجویز ہوئی تو بہت زیادہ وقت ضروری سامان کی فراہمی میں صرف ہو گیا۔ یہ ایسی غلطی تھی کہ جبر انگلستان کو ہمیشہ بچتا نا پڑا اور بڑا الزام اس دیر کا مشر گلینڈ سٹون کی وزارت پر ہے۔

مقام کورٹی میں لاڈوولزلی نے اپنی فوج کے دو حصے کیئے۔ ایک کو کورٹی سے

براہِ خشکی سمتہ تک اور وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر خرطوم پہنچنے کا حکم دیا اور دوسرا براہِ روڈ نیل بربر ہو کر خرطوم جانے کے واسطے رہا۔ کورٹی سے سمتہ کا فاصلہ ۱۵ میل ہے اور خرطوم جانے کا اس سے سیدھا کوئی راستہ نہیں ہے چونکہ دریا کے راستہ سے سفر کرنے میں اندازہ سے زیادہ وقت صرف ہو گیا تھا اور نیز جنرل گارڈن کی تحریر سے بہت تشویش تھی اس لیے یہ خیال کیا گیا کہ فوج کا پہلا حصہ سیدھے راستہ سے خرطوم پہنچ کر جنرل گارڈن کی جان بچائے۔ یہ حصہ سرسہر بٹ اسٹورٹ کی ماتحتی میں رکھا گیا۔ فوج کے دوسرے حصہ سے یہ غرض تھی کہ اول سہدا بکے گرد و نواح میں بلوائیوں کی سرزنش کرے اور اس کے بعد سبتہ والوں کو سزا دے جنہوں نے کرنل اسٹورٹ وغیرہ کو مار ڈالا تھا۔ اور پھر وہاں سے ابو حامد پر قبضہ کرے اور کورسکو تک شرک کی حفاظت کرے تاکہ وہاں سے سامانِ رسد بربر کے حملہ کے واسطے جمع ہو جائے لارڈ وولزلی کی یہ تجویز دورانِ دیشی پر مبنی تھی مگر وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور خرطوم کے وقوعہ سے جسکا ذکر کر کے ایک نامام اسیدوں کا خون ہو گیا۔

قوال بر کلفہ زو منشتے کہ بعد از جنگ یا د آید

لارڈ وولزلی کی تجویز کے موافق ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۴ء کو سرسہر بٹ اسٹورٹ کی فوج کا کچھ حصہ جس میں ۱۲۰۰ آدمی اور ۲۰۰ اونٹ تھے کورٹی سے غدکل کو روانہ ہوا۔ کورٹی سے روانہ ہونے کے ۷۷ گھنٹہ کے بعد فوج غدکل پہنچ گئی جو ۹۵ میل تھا۔ ۲ جنوری ۱۸۸۵ء کو یعنی جس روز فوج وہاں پہنچی سراسٹورٹ نے ۴۰۰ آدمی گارڈز اور انجینئرز کے کنوؤں کی مرمت اور قلعوں کی تعمیر کے واسطے

وہاں چھوڑ دیئے اور خود کورٹی سے اُپس چلے آئے جہاں ۵- ماہ مذکور کو پہنچ گئے۔

ہیربرٹ سٹورٹ



ہیربرٹ سٹورٹ

اس اثنا میں لارڈ دولزلی کے پاس کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرچے پر جنرل گارڈن کا لکھا ہوا یہ پیغام آیا کہ :-

”خزطوم میں خیریت ہے۔ سی۔ جی گارڈن۔ ۱۴- دسمبر ۱۹۱۷ء۔“

یہ تحریری پیغام تھا مگر وہ کہ دینے کے واسطے تھا۔ اس خیال سے کہ شاید مہدی کے ہاتوں نہ پڑ جائے۔ اصل پیغام جو زبانی سنا نے کیواسطے قاصد کو کہا گیا تھا وہ حسب ذیل تھا :-

”ہماری فوج کو خوراک کی کمی سے سخت تکلیف ہے جو خوراک ہمارے پاس ہے وہ بہت قلیل ہے یعنی کچھ تھوڑا سا غلہ اور بسکٹ۔ ہماری خواہش ہے کہ تم جلد آؤ۔“

جو وقت جنرل گارڈن نے یہ پیغام بھیجا ایک دوسرا خط اپنے ایک دوست کے نام پر روانہ کیا اُس میں لکھا تھا کہ ”بس اب خاتمہ ہے۔ یقین ہے کہ دس روز میں

ہمکو مصیبت کا سامنا ہو گا۔ اگر اہل ملک اپنے ارادوں سے پورے طور سے
آگاہ کرتے رہتے تو یہ فوج نہ آتی۔ سی۔ جی۔ گارڈن۔“

۸۔ جنوری کو سراسٹورٹ پھر غدکل کو روانہ ہوئے اور ۱۲ کو وہاں پہنچے
۱۴۔ ماہ مذکور کو فوج ابوکلیہ کو روانہ ہوئی اور غدکل کی حفاظت کے واسطے ۴۰ آدمی
سکس رجمنٹ کے چھوڑ دیے گئے جو فوج ابوکلیہ کو روانہ ہوئی اُس میں ۱۰۰۰
پہاڑی ۴۴ ساربان اور ۲۸ اونٹ تھے۔

۱۶۔ جنوری کو کرنل بارون نے سر ہربرٹ اسٹورٹ کے پاس یہ رپورٹ بھیجی
کہ ابوکلیہ سے شمال و مشرق کی جانب پہاڑیوں پر مددی کے آدمی نظر آتے ہیں
اُسی روز دو بجے کے وقت فوج ابوکلیہ سے روانہ ہو کر تین میل کے فاصلہ پر پہنچی
اور اس وقت متمتہ سے قریب ۲۶ میل کے اور خرطوم سے ۱۲ کے فاصلہ پر تھی۔ درویشوں
کی فوج انگریزی فوج سے ۲ میل کے فاصلہ پر مقیم تھی اور اُن کا کپ نشانوں کی قلا
سے صاف معلوم ہوتا تھا۔

۱۷۔ کی صبح کو فوج کے تک سراسٹورٹ نے اس امر کا انتظار کیا کہ درویش خود
حملہ کریں گے مگر وہ آگے نہ بڑھے اور اس لیے سراسٹورٹ نے انگریزی فوج کو بڑھنے
کا حکم دیا۔ جو وقت پندرہ سو گز کے فاصلہ پر درویشوں کا کپ رہ گیا انگریزی توپوں
سے فیر ہونے شروع ہوئے۔ اسپر درویشوں نے یکایک حملہ کیا۔ پانچہزار آدمی اسی
تیزی اور سرگرمی سے انگریزی فوج پر بڑھے جیسے کہ جنگ تالی میں حملہ آور ہوئے
تھے۔ حملہ کرتے وقت اُن کے نعروں کی آواز سے تمام میدان گونج اُٹھا۔ یہ لڑائی
دست بدست ہوئی۔ بندیوں کی باڑھوں نے حملہ آور درویشوں کو بہت نقصان

پہنچایا تاہم وہ فوج کے اندر گھس گئے اور سنگین اور نیزوں کی لڑائی ہونے لگی۔ کئی گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد مہدی کی فوج کے پیر اکھڑ گئے اور میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ اس لڑائی میں درویشوں کے بارہ سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ انگریزی فوج میں ۹ فسر اور ۶۵ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی مارے گئے اور ۸ زخمی ہوئے۔ رات کے وقت فوج اسی میدان میں بغیر خیموں کے پڑی رہی اور کھانا بھی نصیب نہ ہوا۔ ۱۸ کی صبح کو جو قوت سامان پہنچے سے آگیا فوج کو ۲۴ گھنٹہ کے بعد کھانا ملا۔ کھانے سے فلع نہوئے اور کچھ آرام لینے کے بعد فوج آگے بڑھی۔ ۱۹ کو درویشوں کی فوج پھر سامنے نظر آئی۔ انگریزی افسروں نے فوج کو مربع کی شکل میں جا لیا۔ بارہواہی کے اونٹ مربع کے وسط میں رہے۔ سراسٹو رٹ نے اونٹوں کی کاٹھیوں اور سامان کے صندوقوں کو سورجہ کی شکل میں جمع کرادیا تاکہ فوج کو پناہ ملے۔ درویشوں نے اس مرتبہ فوج کی لمبی قطار بنا کر فیر کرنے شروع کیئے۔ دس بجے کے قریب سراسٹو رٹ ایک کاری زخم سے بیکار ہو کر گر پڑے اور فوج کی کمان سرچارلس سن نے لی

ولسن۔ آر۔ ای

سرچارلس





جنگ غبات ۱۹ جنوری ۱۸۶۵ء

سرچارلس نے ارادہ کیا کہ اس مقام کو محفوظ کر کے تھوڑی سی فوج وہاں چھوڑ دیں اور باقی فوج لیکر نیل کی طرف بڑھیں مگر درویشوں کی آلتی باری سے تمام سوچے سمجھے ہو گئے۔ اخبار اسٹینڈرڈ اور مارننگ پوسٹ کے قلع نگار مشر کیرن اور ہربرٹ اس لڑائی میں کام آئے۔ سہ پہر کے وقت ۲ بجے کے قریب انگریزی فوج جس کی تعداد ۱۲۰۰ تھی جھنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ اچھی طرح درویشوں کی زد میں پہنچ گئی جو متواتر گولیوں کی آگ برسا رہے تھے۔ اس وقت درویشوں نے نیزوں سے حملہ کیا مگر انگریزی بندوقوں سے اس مستعدی اور چھرتی سے جواب دیا کہ تین سو گز کے فاصلہ پر آنے سے پہلے درویشوں کو پسپا ہونا پڑا۔ غرض آفتاب کے قریب انگریزی فوج کے دراندہ آدمی دریاے نیل پر پہنچے جہاں عرصہ کے بعد ان کو پانی نصیب ہوا۔ فوج نے رات اُسی جگہ بسر کی۔ اور دو سو گز روز موضع غنات پر جو متمہ کے قریب ہے قبضہ کر لیا۔ جو مختصر حصہ فوج کا ابو کلبہ میں لگیا تھا وہ بھی شامل ہو گیا اور اس طرح امدادی محم کا وہ حصہ جو کوربی ٹی سے روانہ ہوا تھا غنات میں جمع ہو گیا۔

۲۱۔ جوزی سہ ماہ کو چار مصری دُخانی جہاز خرطوم کی طرف سے وڈیل میں آتے ہوئے نظر پڑے۔ انگریزی فوج نے انکو دیکھ کر خوشی کے نعرے بلند کیے افسران جہاز نے فوج میں پہنچ کر یہ پیغام پہنچایا:-
”خرطوم میں بالکل خیریت ہے اور برسوں تک محفوظ رہ سکتا ہے۔“

سی۔ جی۔ گارڈن ۲۹۔ دسمبر ۱۸۸۵ء

یہ پیغام بھی ایک کاغذ کے چھوٹے سے پرچہ پر لکھا ہوا تھا اور مثل سابق اس سے

یہ غرض تھی کہ اگر درویشوں کے ہاتھ لگ جائے تو انکو جزل گارڈن کی قوت کا اندازہ ہو اور یکایک خرطوم پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو۔ یہ پیغام صرف درویشوں کو دہو کہ دینے کے واسطے تھا۔ اصل پیغام جو افسر اعلیٰ مهم امدادی کے نام ۱۴ دسمبر کا لکھا ہوا تھا وہ یہ تھا:-

”جہاں تک مجھ سے ہو سکتا تھا میں نے خرطوم کے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن اب میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے خیال میں حالت بہت نازک ہو گئی ہے اور قریباً درجہ یا بوسی کو پہنچ گئی ہے۔ میں ہر جوشی کی گورنمنٹ سے ناراض ہو کر نہیں کہتا بلکہ جو کچھ اصل حقیقت ہے وہ بیان کی ہے۔ اگر یہ شہر درویشوں کے قبضہ میں آجائے تو یہ امر قابل غور ہوگا کہ آیا مهم کا آگے بڑھنا مناسب ہے یا نہیں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ خرطوم کے فتح ہونے سے کسالا اور سنار بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے۔“

مصری افسروں نے جو جہازوں پر آئے تھے سرچارلس ولسن سے یہ رپورٹ کی کہ خرطوم کی حالت بہت نازک ہے جزل گارڈن اچھی طرح سے ہیں مگر ان کے سپاہی مدد پہنچنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ چند یورپین افسران کی امداد کے واسطے بہت جلد خرطوم پہنچیں عبدالحمید بے افسر جہاز بورڈین نے سرچارلس سے بیان کیا کہ جبوقت میں ۱۴ دسمبر کو خرطوم سے روانہ ہوا۔ جزل گارڈن نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر تم انگریزی فوج لیکر دس روز میں واپس نہ آؤ گے تو پھر قتل کی جائیگا۔ ۲۲ جنوری کو سرچارلس نے شنیدی کی طرف جو سمتہ کے مقابل واقع ہے جہازوں کا گشت کیا اور درویشوں کے اُس مقام پر گولہ باری کی جو انگریزی کسپ واقع غبات کے سامنے انھوں نے بنایا تھا۔

۲۳۔ جنوری کا تمام دن اس میں صرف ہوا کہ روانگی کے واسطے جہازوں پر سپاہیوں اور سامان کا تغیر و تبدل ہوا۔ اور جلانے کے واسطے لکڑی جمع کی گئی جس کی بڑی وقت تھی۔ ۲۴۔ جنوری کو یعنی جنرل گارڈن کے پیغام کے پہنچنے سے تین روز بعد دو جہاز معہ بیس انگریزی سپاہیوں کے خرطوم کی طرف روانہ ہوئے ۲۵۔ کو شکریہ قوم کے دو آدمی جہاز پر آئے اور انھوں نے بیان کیا کہ پندرہ روز سے خرطوم میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ۲۶۔ جنوری کو ایک شخص نے کنارہ پر چلا کر جہاز والوں سے کہا کہ جنرل گارڈن مارے گئے۔ ۲۸۔ کو ایک دوسرے آدمی سے یہی بات معلوم ہوئی مگر دونوں جہاز برابر بڑھتے رہے۔ خرطوم کے قریب پہنچنے پر درویشوں نے اپنی فیر کرنے شروع کر دیئے اور جو وقت جزیرہ توئی کے قریب پہنچے جس کی نسبت خیال تھا کہ جنرل گارڈن کے قبضہ میں ہو گا درویشوں نے توپوں و رہند و قوس سے آگ برسانی شروع کی۔

سر چارلس وین لکھتے ہیں کہ ”ہم اُس مقام تک بڑھے چلے گئے جہاں نیل کی دونوں شاخوں کا اتصال ہوتا ہے۔ اُس جگہ پہنچ کر سب کو یقین ہو گیا کہ خرطوم مہدی کی فوج کے قبضہ میں آ گیا ہے کیونکہ مہدی کے ہزار آدمی خرطوم کے قریب ریت کے ٹیلوں پر جھنڈوں کے نیچے صف بستہ کھڑے تھے اور اس بات کے منتظر تھے کہ ہمو خوشکی پر اترنے سے روکیں۔ علاوہ اسکے خرطوم پر مصری جھنڈا بھی نہیں تھا اور نہ ہماری مدد کے واسطے شہر میں سے کوئی فیر درویشوں پر ہوا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ دونوں جہاز جنرل گارڈن کے قبضہ میں تھے لہذا اس مقام پر ضرور ملیں گے میں نے فوراً حکم دیا کہ جانوں کو لوٹا یا جائے اور جہد ر جلد ہو سکے واپس چلیں۔“

جنرل گارڈن کے مارے جانے سے انگلستان کے مطلع پر اُداسی کا ابر چھا گیا۔
 پہلک اپنن گورنمنٹ کی طرف سے بہت متاثر ہوئی ساورگو رنمنٹ پر اس امر کا سخت
 الزام لگایا گیا کہ امدادی مہم کے بھیجنے میں بہت دیر کی۔ سرچارلس ولسن سے جواب
 طلب کیا گیا کہ جہازوں کے خرطوم پہنچنے میں اس قدر وقفہ کیوں ہوا۔ سرچارلس نے
 اپنے جواب میں یہ عذر پیش کیا کہ جوقت جہازات ۲۱ جنوری کو بمقام غبات پہنچے۔
 میری فوج سمتہ میں درویشوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں مصروف تھی۔ اُس کے بعد
 چند آخری جہازات سے فوج کی روانگی میں توقف ہوا یعنی اول تو کثرتِ اموات سے فوج
 کی حالت بہت کمزور ہو گئی تھی دوسرے یہ خبر پہنچی تھی کہ درویش ایک بڑی جمعیت کے
 ساتھ امداد مان سے آ رہے ہیں۔ پس ایسی حالت میں اس امر کا اطمینان کئے بغیر میں
 روانہ نہ ہو سکا کہ انگریزی فوج حملہ کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے جنرل گارڈن
 کی منشاء کے موافق یہ ضروری تھا کہ جہازوں کے سپاہیوں میں تغیر و تبدل کیا جائے
 اور میرے نزدیک اس بات کے خیال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ جس خطرہ کا اندیشہ تھا
 وہ آئندہ چند ہی روز میں وقوع میں آئے گا کیونکہ ایک عرصہ سے ٹل رہا تھا مچکوا سید
 تھی کہ ابو کلیہ کی لڑائی سے یہ خطرہ اور چند روز کے واسطے ٹل جائیگا مگر ملک کی بد قسمتی سے
 برعکس نتیجہ ہوا۔ اگر میں ۲۲ جنوری کو غبات سے روانہ ہو جاتا اور اُسی رفتار سے چلتا
 جس سے کہ اس وقت تک آیا تھا تو ۲۴ کو دوپہر کے وقت خرطوم پہنچتا۔ اور اس سے پہلے
 خرطوم فتح ہو چکا تھا اور جنرل گارڈن مارے جا چکے تھے۔

فتح خرطوم قتل جنرل گارڈن

۲۶ جنوری کی صبح کو جو وقت سرچارلس ولسن کے ہما خرطوم کی طرف بڑھ رہے تھے اور انگریزی فوج منٹہ میں خیمہ زن تھی خرطوم ایک غناک وقوعہ کا منتظر بن رہا تھا۔

سلاطین پاشا جہمدی کی قید میں تھے اور اس وقت اپنے خیمہ کے سامنے زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اپنی کتاب "فایرا اینڈ سورڈان سوڈان" ایں جو سوڈان کی لڑائیوں کے متعلق ایک بسیط کا نامہ ہے اُس موقعہ کا حال اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

"آفتاب نے جو سرخ آئینہ کی طرح چمکنا تھا اُفق سے چڑھنا شروع کیا۔ میں سوچتا تھا۔ کہ دیکھئے آج کا دن کیا مصیبت دکھاتا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا تھا اور میں نہایت بیصبری سے نتیجہ کا منتظر تھا۔ اسی عرصہ میں دور سے خوشی اور فتح کے نعروں کی آواز آئی جو لوگ میری حفاظت کے واسطے تعینات تھے وہ اس شور و غل کی خبر لانے کے واسطے دوڑے چند منٹ میں وہ واپس آئے اور اُن کے بیان سے معلوم ہوا کہ خرطوم فتح ہو گیا ہے اور جہمدی اس پر قابض ہے۔ جہمدی اور غلیفہ کے مکانات کے سامنے آدمیوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اور چونکہ میرے خیمہ سے وہ مکانات زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اس لئے میں اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا کہ لوگ میری طرف آ رہے ہیں۔ سب آگے تین سیاہ پوش سپاہی تھے اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں جبکا نام شتا تھا ایک کپڑا تھا کہ جس میں کوئی چیز پیٹی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسکے پیچھے پیچھے بہت سے آدمی روتے ہوئے آ رہے تھے جنہوں میں سیاہ پوش سپاہی میرے خیمہ کے قریب آکر بیٹھے اور میری طرف بُری بُری نگاہوں سے دیکھنے لگے شتا نے کپڑے کو کھول دیا اور جنرل گارڈن کا سر مجھ کو دکھایا۔ اس کیفیت سے میرا خون دماغ

چڑھنے لگا اور قریب تھا کہ میرا دل حرکت کرنے سے رہ جائے مگر میں نے طبیعت پر
 بہت جبر کر کے خود داری سے کام لیا۔ اور خاموشی سے اُس خوفناک منظر کو دیکھنے لگا
 جنرل گارڈن کی آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں چہرہ بالکل اصلی حالت پر تھا۔ اور سر اور
 موچھوں کے بال قریباً بالکل سفید تھے۔ نشانے سر کو میرے سامنے کر کے کہا:-

سلاطین پاشا کو جنرل گارڈن کا
 سر دکھایا جانا



’کیا یہ تیرے چچا کا سر نہیں ہے جو ایمان نہیں لاتا تھا؟‘

(سلاطین پاشا) ’کیا افسوس ہے۔ وہ ایک بہادر سپاہی تھا جو اپنی جگہ پر پارا گیا۔ وہ
 خوش قسمت تھا کہ اُسکا کام تمام ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی تمام تکلیفوں کا بھی خاتمہ ہوا۔
 (رشتا) ’آہ۔ اب بھی تم اُس کا فری قریف کرتے ہو۔ تم جلد اسکا نتیجہ دیکھو گے۔
 ’’اُسکے بعد رشتا مجھ کو چھوڑ کر بہدی کے پاس لوٹ گیا اور اُسکے پیچھے پیچھے تمام آدمی

گرمیوں اور پست پھیرلی۔ اسپر شاہیں نے دوسرا وار کیا جس سے ایک ٹھلک زخم پہنچا اور
جنرل گارڈن زمین پر گر پڑے۔ تینوں آدمی جو شاہیں کے ساتھ تھے دوڑے۔ اور
انہوں نے تلواروں سے جنرل گارڈن کا کام تمام کیا جنرل گارڈن نے نہ مقابلہ کیا
اور نہ پتہ سے کوئی فیر کیا۔ جہانک بجو معلوم ہے جنرل گارڈن کا ارادہ اپنے آپ کو حوالہ کرنے
کا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ جنرل گارڈن کا سر ایک درخت کی شاخوں کے پتوں میں کھنسا ہوا
تھا اور تمام آنے جانے والے اُسکی طرف پتھر پھینکتے تھے۔

مہم سواکن شہداء

جنرل گارڈن کچھ مائے جانے کی خبر سے انگریزی پبلک کے خیالات گورنمنٹ کی
طرف سے بہت بدظن ہو گئے اور کل خرابی کا ذمہ وار گورنمنٹ کو قرار دیا گیا۔ اسی
حالت میں گورنمنٹ انگلستان سخت متروک تھی کہ ان خیالات کا بدل کس طرح پر ہو۔
امدادی مہم کا جو حصہ مقام کوئیٹ سے براہ نیل خرطوم کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اُس سے
ایک لڑائی درویشوں کے ساتھ مقام کربیکان میں ہوئی جس میں جنرل ارل مارے گئے
ابو حامد کے قریب اس فوج نے اُن لوگوں کا مال و اسباب غارت کر دیا جنہوں نے
کرنل اسٹورٹ اور اُن کے ہمراہیان کو قتل کیا تھا جو قوت لاڈ و ولزلی نے خرطوم کے
فتح ہو جانے کی خبر سننے فوراً اُس فوج کو واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اور آئندہ موسم خزاں تک
بربر پہنچنے کا تمام خیال دل سے دور کر دیا۔ اسکے بعد لاڈ و ولزلی سے گورنمنٹ انگلستان
نے خط و کتابت شروع کی کہ آئندہ کیا تدبیر کی جائے تاکہ اس نقصان اور بدنامی کا وہبتہ

انگلستان کے نام سے ملے۔ لارڈ وولزلی کو اس ناکامی کا اور بھی رنج تھا کیونکہ برسرِ پیک
مستند فوجی افسروں کا یہ قول تھا کہ جو سپاہی ایسی مستعدی کے ساتھ اس محصور شہر
پر جارہے ہیں اور جو ایسی بہادری سے لڑتے ہیں وہ سپاہی نہیں ہیں بلکہ
سورماہیں۔ اس لئے لارڈ وولزلی کو اس بدنامی کے رفع کرنے کی اور بھی زیادہ
کوشش تھی۔

بہت سی خفہ و کناہت کے بعد یہ قرار پایا کہ مہمدی کی روز افزوں قوت کے
روکنے کے واسطے سب سے زیادہ مناسب تجویز یہ ہے کہ بربر قبضہ کر لیا جائے
۶۔ فروری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ انگلستان نے سر ایرون بیرنگ کے نام اس مضمون
کی ایک مراسلت روانہ کی کہ گورنمنٹ نے یہ امر بالکل لارڈ وولزلی کی مرضی پر چھوڑ دیا
ہے کہ بربر پر فوج کشی کے واسطے جو طریقہ وہ مناسب سمجھیں اختیار کریں اور نیز اس
بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جقدر مدد ان کو درکار ہوگی وہ دی جائے گی۔ خواہ سواکن
اور بربر پر فوج طلب کریں یا اور کچھ چاہیں۔

۷۔ فروری کو لارڈ وولزلی نے لارڈ ہیزنگٹن کو اس مضمون کا تار دیا :-
”جقدر جلد عثمان و غنہ سے تصفیہ کیا جائے بہتر ہے۔ میرے نزدیک مناسب
ہے کہ حتی الامکان بہت جلد ایک بریگیڈ ہندوستانی پلٹن کا اور ایک رجمنٹ پٹنجا
کے سواروں کی ہندوستان سے سواکن کو بھیج دیا جائے تاکہ موسم گرما میں سواکن پر
قابلِ رسہ اور بربر کی سرک کی حفاظت کرنے میں میری مدد کرے۔“

گورنمنٹ انگلستان نے اس تجویز کے پورے کرنے میں بالکل توقف نہ کیا اور
فوراً اونٹوں کی خریداری اور فوج کے دیگر انتظامات میں مصروف ہو گئی۔ سواکن سے

بربنک ریل بنانے کا کام دلاہت کی ایک کمپنی کو سپرد ہوا۔ لارڈ وولزلی کا قول تھا کہ اس ریل کی پوری ترقی ہونے سے مہدی کو ثابت ہو جائے گا کہ ہم خرطوم کی حکومت کا فیصلہ کرنے پر دل سے متوجہ ہو گئے ہیں مگر یہ امر تحقیق کو نہیں پہنچا کہ سواکن سے بربنک ریل بنانا کس واسطے ضروری سمجھا گیا تھا کیونکہ بعد میں اُسکی طرف کچھ توجہ نہ ہوئی۔ اور جس جگہ چند میل تک ریل کی شرک بنی تھی۔ وہاں اب نہ کسی سلیپر کا پتہ ہے۔ نہ ریل کی شرک کا۔ غالباً اس ریل کی تیاری کے واسطے گورنمنٹ انگلستان کا یہ خیال محرک ہوا تھا کہ جنرل گارڈن کے قتل کی وجہ سے جو ناراضگی پبلک میں پھیلی ہوئی ہے اُسکے رفع کرنے کے واسطے مہم کی تیاری اُس چانہ سے بڑھا دی جائے جو لارڈ وولزلی نے تجویز کیا ہے اور اس لیے ریل کی بھی تیاری کا حکم دیدیا ورنہ اور کوئی خاص ضرورت ریل کے تیار ہونے کی نہ تھی۔ مہم سواکن کے واسطے ۱۳۰۰ سہا ہی جن میں چار جمین ہندوستان کی اور ایک پلیٹن اسٹریلیا کی بھی شامل تھیں معہ کثیر تعداد اونٹوں کے تیار کئے گئے۔ اور اخراجات کی زیادتی کا کچھ لحاظ نہ کیا گیا ریل کا سامان جہازوں پر بار کر کر روانہ ہوا اور جنرل چیرلڈ گریم اس مہم کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔

پانچ مئی میں فوجوں کے جہاز سواکن کے قریب ایک چھوٹے سے بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ گوروں کی فوجیں جو انگلستان سے روانہ ہوئی تھیں اور ہندوستان کی جمین جو ریگیڈیر جنرل ہڈسن کی ماتحتی میں بھیجی گئی تھیں۔ معہ اسٹریلیا کی پلیٹنوں کے خشکی پر تریں۔ انگریزی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسٹریلیا اور انگلستان کی فوج بازو سے بازو کا کر ایک جگہ کھڑی ہوئیں۔

ریل کا کام سامان پہنچا دینا شروع ہو گیا ہزار ہا آدمی صبح سے شام تک مٹی کی کھدائی کا کام کرتے تھے اور لوہے کی شرکوں کے بجائے کام توپوں کی چوڑیوں سے کیا جاتا تھا۔ ویسی مزدور ریل کے سیلے سروں پر رکھ کر لیجاتے تھے جزیرہ قرنطیہ پر جو سواکن کے بندرگاہ میں واقع ہے ایک بڑا ورک شاپ (پمپنی گھر) بن گیا۔ سواکن کا بندرگاہ جہازوں سے بھر گیا۔ اور رات دن انجنوں کے ذریعہ سے کام ہونا شروع ہو گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بحیرہ قلزم کا ایک مختصر بندر ایک ایسے بڑے کارخانہ کا منظر بن رہا تھا جس رستہ پر ریل بنانے کی تجویز تھی وہاں برابر فوج سے گرد اور سی کی جاتی تھی۔ مقام ہندوب اور ہاشین میں چھوٹے چھوٹے قلعے تیار کیئے گئے اور یہ تجویز تھی کہ تمائی کی شرک پر ایک ضریبہ (فوجی کمپ جسکی حفاظت چاروں طرف جھاڑو وغیرہ لگا کر کی جائے) قائم کیا جائے۔ یہ مقام اگرچہ ریل کی شرک سے علیحدہ تھا مگر درویشوں کا مرکز اور صدر مقام تھا اسلئے ہمیشہ وہاں سے حملہ کا اندیشہ تھا۔

۱۲۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو جنرل گریہم سواکن پہنچے اور اس فوج کی کمان لی جو وہاں موجود تھی۔ اس فوج میں ۷۹۱ افسر ۱۰۲۲۲ نان کمیشنڈ افسر و سپاہی ۸۶۱۶ گھوڑے ۲۷۹۵ اونٹ۔ ۷۹۱ خچر۔ اور ۲۶۲۹ شاگرد پیشہ تھے جو مہم سال گذشتہ میں سواکن پر بھیجی گئی تھی اس سے یہ فوج دو چند سے بھی زیادہ تھی۔ جنرل گریہم کو لارڈ ہیرنگٹن نے یہ ہدایت کی تھی کہ سب سے مقدم اور ضروری کام یہ ہے کہ عثمان و غنہ کا خاتمہ کر کے جنگل کو ریل کے واسطے ایسا صاف کیا جائے کہ کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور اسکے بعد دوسرا کام ریل کی تیاری ہے۔

۲۰۔ اپریل کو جنرل گریہم دس ہزار فوج کے ساتھ ہاشین کی طرف روانہ ہوئے جو سواکن

سے چند میل جانب شمال و مغرب واقع ہے۔ اس جگہ درویشوں سے ایک لڑائی ہوئی جس کا نتیجہ انگریزی فوج کے واسطے مُضر ہوا۔ ایک انگریزی اور ایک دیسی افسر اور ۱۶ سپاہی مارے گئے اور قریب پچاس کے زخمی ہوئے۔ اس لڑائی سے درویشوں کی بہادری کا تازہ ثبوت پہنچتا تھا کیونکہ جو قوت بنگال سینئر نے حکم کیا مہدی کے پیدل آدمی بلا لحاظ اس امر کے کہ اُن کے مُقابل سوار ہیں اُن پر بلا کی طرح ٹوٹ پڑے۔ سطح سے دوسرے مقام پر درویشوں کے ۵۰ آدمیوں نے گارڈز کے تمام بریگیڈ پر حملہ کر دیا اور کامیابی کے ساتھ اُن کو پسپا کیا۔

ہاشمین کی لڑائی سے دو روز بعد یعنی ۲۲-۲۳ کو جنرل گریم نے ہاشمین میں ایک فوجی کمپ قائم کر کے تائی کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں پر گزشتہ سال میں درویشوں کی ایک جماعت پر فتح حاصل کی تھی۔ سر جان میک نیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد فوج کی جس میں ہندوستانی فوج بھی شامل تھی سواکن سے اٹھ میل کے فاصلہ پر ایک (ضربہ) فوجی کمپ بنانے کے واسطے روانہ ہوئی۔ جس مقام پر یہ کمپ بنایا جانا تجویز ہوا تھا وہ سواکن اور تائی کے درمیان تھا اور اس کمپ سے خاص غرض یہ تھی کہ تائی پر فوج کشی ہونے کے وقت وہاں سے پانی اور رسد کی امداد پہنچتی رہے اس تجویز سے انگریزی فوج کو ایک ایسی خوشخوار اور سخت لڑائی کا سامنا ہوا جس کا اب تک اُنکو موقع نہ پڑا تھا۔

جنرل گریم کی ہدایت کے موافق سر جان میک نیل کی ماتحتی میں کچھ فوج روانہ ہوئی اور راستہ میں کسی جگہ درویشوں نے اُن کا مقابلہ نہ کیا چھ میل پہنچ کر فوج کو ٹھہرنے کا حکم ہوا۔ اور اسی مقام پر کمپ بننا شروع ہو گیا جس کی حفاظت کے واسطے چاروں

طرف جھاڑ اور لکڑیوں کا احاطہ بنایا گیا۔ ابھی ایک تہائی احاطہ بھی تیار نہ ہوا تھا کہ فوجی چوکیداروں نے جو گھوڑوں پر گشت کر رہے تھے خبر دی کہ دہلیش ان کے قبا میں لگے چلے آ رہے ہیں۔ یہ خبر سنکر انگریزی فوج میں عجیب سرسبکی اور اتہری پھیل گئی اور جو حال سال گذشتہ میں تہائی کی لڑائی میں درویشوں کے یکایک حملہ کرنے سے ہوا تھا اُس سے بھی بدتر ہو گیا۔ تمام چٹروں، گھوڑوں اور اونٹوں کو بے ترتیبی سے ایک جگہ گڈ بڈ کر دیا۔ آدمیوں اور جانوروں کی چیخ و پکار اور بند و قوتوں کے فیروں کی آواز سے تمام جنگل گونج اٹھا۔ ۲۰ منٹ تک معرکہ حشر برپا رہا اور کشت و خون کا ایسا بازار گرم ہوا کہ تاریخ میں اسکا نظیر بہت کم پایا جاتا ہے۔ ۴۰۰ آدمی درویشوں کے مارے گئے اور انگریزی فوج کے ۵۰۰ فسر و سپاہی مجروح و مقتول ہوئے۔ بارہواری کے جانوروں کا سخت نقصان ہوا۔ ۹۰۰ سے زیادہ صرف اونٹ درویشوں اور انگریزوں کی بند و قوتوں کا نشانہ ہوئے۔ اس لڑائی میں برک شارر رجٹ کو بہت سختی کا سامنا ہوا یعنی حملہ کا پورا زور انھیں پر تھا مگر بڑی بہادری اور ہمت سے ان لوگوں نے حملہ کو روکا اگر ذرا بھی اس رجٹ کے پیر اکھر جاتے تو انگریزی فوج کا میدان میں جتنا مشکل تھا تاہم فوج کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ جو لوگ میدان سے بھاگ کر سواکن پہنچے انھوں نے مشہور کر دیا کہ تمام فوج تباہ ہو گئی اسلئے دوسرے روز جنرل گریم خود گاڑ کا بریگیڈ لیکر موقع پر پہنچ گئے اور اُس مقام کو خوب مستحکم کر لیا۔

۲۵۔ پانچ کو اسٹریلیا کی کشتیجٹ فوج جس میں ۲۸ فسر اور ۵۶۳ سپاہی تھے

بامستی کرل رچرڈسن سواکن پہنچی اور گو ۲۲ جنوری کے معرکہ میں کام نہ دیکھی مگر دوسری لڑائی کے واسطے بہت کار آمد سمجھی گئی۔ چھوٹ اسٹریلیا کی فوج کے جہاز لنگر گاہ میں پہنچے

ایک نہایت دلفریب منظر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف نئی آبادیوں کی فوجیں جمع تھیں اور ان کے پہنچ میں اسٹریلیا کی فوج لال وردی اور سفید خود پہننے ہوئے بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جو فوجیں اول سے وہاں پہنچ گئی تھیں انھوں نے اس نووارد فوج کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔

۳۔ اپریل کو جنرل گریم معہ آٹھ ہزار عمدہ فوج کے جس میں اسٹریلیا والے بھی تھے تائی کی طرف بڑھے۔ عثمان دغنے نے بڑھکر مقابلہ نہ کیا اور صرف دوسرے فیروزے رہے جس سے انگریزی فوج کے ۶ سپاہی زخمی ہوئے اور ایک مارا گیا۔ انگریزی فوج نے عثمان کے کمپ کو جلا دیا اس سے زیادہ اور کچھ نہ کر سکی۔ باوجودیکہ اس قدر کوشش کی گئی اور فوج کے بڑھانے کے واسطے بار برداری کے انتظام کی دقتیں اٹھائی گئیں اور تمازت آفتاب کی سختی بھی برداشت کی گئی اور سر جان میکنیل کی فوج کو سخت نقصان بھی اٹھانا پڑا مگر نتیجہ سوائے اسکے اور کچھ نہ ہوا کہ ایک چھوٹے سے گانوں کو جلا کر انگریزی فوج کو ہٹانا پڑا کیونکہ پانی کی کمی کی وجہ سے آگے بڑھ کر حملہ نہ کر سکی۔

سر جان میکنیل کی فوج کی نہایت اور بعد کی کارروائیوں کی ناکامی سے انگریزی افسروں کے دل چھوٹ گئے اور ہم سواکن اور توسیع ریلوے کا خاتمہ ہوا عثمان دغنے کا خاتمہ کرنا آسان کام نہ تھا جنرل گریم کو جو اس مہم کے افسر اعلیٰ تھے سخت ندامت تھی۔ اور وہ یہ چاہتے تھے کہ جب تک کوئی کار نمایاں ظہور پذیر نہ ہو واپس نہ جانا چاہیے ان کے خیال میں عثمان دغنے کے خاتمہ پر ملک کے امن اور دیسی مددگار رئیسوں کی حفاظت کا دار و مدار تھا لیکن عثمان دغنے قابو میں نہ آتا تھا اور جب موقع ملتا تھا تا را دریل کی ٹکر کو جو تیار ہوتی تھی توڑ جاتا تھا۔

جنرل گریم اسی فکر میں تھے کہ کس طرح یہ بدنامی کا دہشتہ مٹا کر گورنمنٹ سے سرخ
روٹی حاصل کریں کہ لارڈ وولزلی نے خود سواکن پہچکڑم کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور
اُن کو بکدوش کیا۔ گورنمنٹ انگلستان نے مہم سواکن کی ناکامی اور معاملات کے
بہرہلو پر نظر ڈال کر یہ فیصلہ کیا کہ سواکن - بربریلو سے نہ بنائی جائے - اسپرلارڈ وولزلی
نے لارڈ ہیرنگٹن کو اس مضمون کا تادیاکہ اگر گورنمنٹ نے یہ طے کر لیا ہے کہ ریل نہ بنے
تو میرے خیال میں یہ مناسب ہے کہ گاڈز - اشربلیا کی فوج اور ریل کے مزدوروں کو
روانہ کر دیا جائے اور ریل کی سرکیں اور تمام سامان جہازوں پر لدوا کر انگلستان کو
بھیج دیا جائے۔ مگر گورنمنٹ نے اس تجویز کو منظور نہ کیا اور اس مضمون کا جوابی تادیاکہ
تا تجویز ثانی سب سامان وٹاں موجود رہے۔ لارڈ وولزلی نے دوبارہ بذریعہ تادیارڈ وولزلی
کی کہ اگر سواکن کی فوج اس قدر کم کر دی جائے گی جیسی کہ تجویز ہے تو ریل کے سامان کو اٹھا
لینا چاہیے کیونکہ جب تک گورنمنٹ سوڈان کے متعلق اپنی پالیسی قرار نہ دے لے
ریل کے کام کے واسطے فوجی تیاری کرنا قیمتی جانوں کا ضائع کرنا ہے۔ بہت سی
مراسلت کے بعد آخر کار یہ طے پا گیا کہ ریل کا سامان ولایت کو واپس بھیج دیا جائے
اور فوج سواکن چھوڑ دے۔ اس لئے ریل کا کام بند کیا گیا اور فوج جو مقام اوتا وٹاک
پہنچ گئی تھی واپس بلا لی گئی۔ جو وقت اس فوج کے سامان کی آخری گاڈی روانہ ہوئی
عثمان دغنه کے آدمیوں نے اُسکا پیچھا کیا اور محارت کی راہ سے دھچا فراسکی طرف
کر کے انگریزی مہم کو خیر باد کہی۔ پس نہ عثمان دغنه کا خاتمہ ہوا اور نہ بربریلو تیار ہوئی۔
نتیجہ سوائے اسکے اور کچھ نہ ہوا کہ ملک پنج کے بار سے دب گیا۔ اور نہرا کا قیمتی
جانیں درویشوں کے نذر ہوئیں۔

انخلائے سوڈان

ماہ جون ۱۹۵۷ء میں مشرکلیڈ سٹون کی وزارت تبدیل ہونے پر کنسر ویٹو گورنمنٹ با اختیار ہوئی۔ اس وقت لارڈ سالبری سکے پیش نظر سب سے ضروری اور اہم کام مسئلہ سوڈان و مصر تھا۔ مصر کے متعلق لارڈ سالبری نے بلا تامل یہ طے کر دیا کہ انگلستان کو مصر میں ایک بڑا کام کرنا ہے اور جب تک وہ پورا نہ ہوگا انخلائے مصر کا کوئی خیال نہیں ہو سکتا۔ سوڈان کا معاملہ اسکے برعکس تھا۔ مشرکلیڈ سٹون نے اپنی غلط پالیسی کے بدولت سوڈان کا معاملہ لاعلاج کر دیا تھا جسکی وجہ سے ڈنگولہ تک تمام سوڈان کو خالی کرنا پڑا۔ مشرکلیڈ سٹون کی متعصب طبیعت جو اسلام کے ہمیشہ مخالف رہی ہے اور ان کی مفترت رساں فصاحت و بلاغت سے گورنمنٹ انگلستان اور انگریزی ہبلک کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور اسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ برل پارٹی کے ہاتھ سے وزارت نکل گئی۔

چونکہ لارڈ وولزلی سوڈان کے معاملات سے بخوبی واقف تھے اس لئے لارڈ سالبری نے مسئلہ سوڈان پر ان کی رائے طلب کی۔ ۲۷ جون ۱۹۵۷ء کو لارڈ وولزلی نے ذیل کی رپورٹ ارسال کی :-

”گورنمنٹ چند سال تک سوڈان خالی نہیں کر سکتی۔ اگر انخلائے سوڈان کی موجودہ پالیسی پر زور دیا جائے تو مہدی روز بروز دور پکڑتا جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو اپنی فوج بڑھانی پڑے گی۔ اور اس امر کی ذلت گوارا کرنی پڑے گی کہ مہدی سے ڈر گئی ہو مصر میں اپنا تسلط قائم رکھنے کے واسطے گورنمنٹ کو ایک نہ ایک دن مہدی سے

لڑنا پڑے گا۔ اور یہ لڑائی ایسے لوگوں کے بیچ میں ہوگی جو اپنے اختلافات گورنمنٹ سے باغی ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اگر مصر اور سوڈان کی حد بندی کی پالیسی اختیار کی جائے تو یہ پالیسی بھی مہدی کو نہیں روک سکتی اور یہ ضرور ہوگا کہ جلد یا بدیدہ مہدی کا قلع قمع کیا جائے ورنہ وہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچائے گا۔ موسم خزاں میں خرطوم پر حملہ کر کے مہدی کو خاص اُسکے ملک میں شکست دینے سے یقیناً اُس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر یہ کارروائی غور سے کی جائے تو بہت معمولی بات ہے اور نتیجہ ایسا یقینی ہے جیسا کہ ہونا چاہیے۔ جب تک یہ نہ کیا جائے گا مصر میں امن ہونا مشکل ہے اور فوجی اخراجات زیادہ اور روز افزوں ہوں گے۔ اس لیے میری یہ صلاح ہے کہ حسب تجویز سابقہ موسم خزاں میں براہ نیل مہم روانہ کی جائے۔ سو اکن کو بحالت موجودہ چھوڑ کر میں چلا آؤں گا۔“

۲۔ جو لائی کو گورنمنٹ انگلستان نے جو اس وقت لارڈ سالبری جیسے صلح پسند مال اندیش مدبر کے ہاتھ میں تھی لارڈ وولزلی کے نام ذیل کا تار روانہ کیا:۔

”حضور ملکہ مظفر کی گورنمنٹ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اب یہ نہیں چاہتی کہ ڈنگولہ سے فوج کی واپسی کے حکم کو تبدیل کر کے پہلے حکم کو منسوخ کرے۔“

پس مہم سوڈان کی جو جہز لگا رہا کی مدد کے واسطے بھیجی گئی تھی اور مہم سوڈان کی جو عثمان دغنه کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانے کے واسطے روانہ ہوئی تھی خاتمہ ہوئی اور سوڈان مہدی کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اب مہدی کی سلطنت چار سو میل تک بحر قزیم کے کنارہ پر پھیلی ہوئی تھی اور اندرون ملک میں اُس کا علاقہ نیل اور سرحد جنش تک یعنی پانچویں عرض البلد سے دو تہ تک جنوب میں پہنچ گیا تھا اور مغرب کی طرف میدان

صحارا حد فاصل تھا۔ یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضہ سے نکلیا۔ اور انگلستان اور مصر کی مجموعی قوت درویشوں کے مقابلہ میں ناکارہ ثابت ہوئی۔ انگلستان جیسی عظیم الشان سلطنت کا اس قدر صرف اور نقصان کے ساتھ درویشوں کے مقابلہ سے ناکام واپس آنا ایک ایسی عجیب بات تھی جسکی ہرگز توقع نہو سکتی تھی۔ درویشوں کی قوت صرف چند روزہ بھی نہ اُن کے پاس کافی سامان اور اسلحہ تھے صرف نیزوں اور تلواروں سے اُن لوگوں نے اسٹریلیا۔ ہندوستان۔ مصر اور انگلستان کی چیدہ فوجوں کے جو اعلیٰ قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھیں اُنھیں پھیر دیئے اور اپنی ذاتی عسکری اور جویش نہ بھی کے زور سے ایسا سکھ جایا کہ انگلستان اور مصر کو مجبوراً اپنی فوجوں کو ہٹانا پڑا اور سوڈان کی ایک علیحدہ سلطنت تسلیم کر لی گئی۔ اگر انگلستان اور درویشوں کی قوت اور حالت کا موازنہ کر کے نتیجہ جنگ پر خیال کیا جائے تو نہ بے پروا و تقدیر کا ایک صریح فیصلہ ہمارے استعجاب کو دور کر دے گا۔ وہ کون سی تدبیر تھی جو انگلستان نے اٹھارہویں صدی میں ایزدی اسی طرح پر تھی کہ درویشوں کی سلطنت بھی کچھ عرصہ تک آزادی کے ساتھ نشوونما پا کر اپنا نام دنیا کی تاریخ میں چھوڑ جائے۔ ورنہ حقیقتاً نتیجہ آخر پر خیال کیا جائے تو یہ کہنا درست ہو گا کہ سمندر میں پانی کا ایک بلبل اُٹھا تھا جو کچھ عرصہ تک دریائی موجوں کی مگر سہکر پھر اُسی میں بل گیا۔

اعتبار سے نیت ہرگز ظاہر اقبال را ایں کبوتر روز و شب مشتاقِ بامِ دیگر است

مہدی کا عروج

مہدی نے ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء کو خرطوم فتح کر کے اپنا ڈانگہ جا بجا یا اور اطراف و جوانب میں علم حکومت بلند کیا۔ اب مہدی وہ مہدی نہ تھا جو جزیرہ آبا میں رو کر ہر وقت ذکر الہی کیا کرتا تھا اور ہزار ہا آدمی اس کا وعظ سننے جاتے تھے بلکہ اب بادشاہوں کی طرح جاہ و جلال سے بسر وقات کرنے لگا۔ اب فقیری کا زمانہ نہ تھا بلکہ ایک عظیم الشان سلطنت ہاتھ میں تھی جس نے انگلستان اور مصر کو لوہا منوایا تھا اور بادشاہان روئے زمین کی نگاہوں میں قدر و منزلت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔ پادری ابرو ولد رجو کئی سال تک مہدی کی قید میں رہے مہدی کے حالات اس طرح بیان کرتے ہیں :-

”اسوقت رمضان شریف کا مہینہ تھا اور جو شخص پابند سستی ہونے نہ رکھتا تھا اس کو سزائے موت دی جاتی تھی۔ دوپہر سے آدھی رات تک مخلوق ایک بڑی مسجد میں جمع ہوتی تھی۔ اور یہ مسجد اسوقت ایک بڑے احاطہ کی شکل میں تھی جس کے چاروں طرف باؤلگی ہوئی تھی۔ ہزاروں درویش اس بڑے مستطیل میدان میں جمع ہو سکتے تھے اور ان کے نیروں کی جھنکار بتلا دیتی تھی کہ جسوقت مہدی آتا تھا وہ اس کے دیکھنے کے واسطے بہت بے صبر ہوتے تھے۔ سینکڑوں مرتبہ ان لوگوں نے مہدی کو پہلے دیکھا تھا مگر ان کا اعتقاد و اشتیاق اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ مہدی کی طرف دیکھنے سے کبھی سیر نہ ہوتے تھے جس صحراب میں مہدی نماز پڑھتا تھا اکثر اس جگہ پہنچنے کے واسطے آپس میں لڑ پڑتے تھے جبکہ ہزاروں آوازوں کا شور مچا کر کہہ رہے

کہ مہدی کے مسجد میں آنے کا وقت قریب ہی ہم ایک لمحہ کے واسطے مہدی کے حرم سرا کی طرف متوجہ ہونے میں جو کچھ میرے دوستوں نے دہاں دیکھا ہے ذیل میں اسکا صحیح فوٹو کھینچا جاتا ہے۔

مہدی ایک عمدہ قالین پر لیٹا ہوا ہے اور سر زینت کے تکیہ سے لگ رہا ہے۔ بہت اچھا بنا ہوا سنی کا کرتہ۔ پاجامہ اور غلابیہ زیب تن ہے اور ریشمین کا چوٹی تحت الحنک نیب سرتیس سے زیادہ عورتیں اسکے ارد گرد کھڑی ہیں۔ کچھ شتر مرغ کے پروں کے بننے ہوئے پنکھے کر رہی ہیں اور کچھ آہستہ آہستہ ماتھے اور پیروں پر ہاتھیں ہیں۔ اور مہدی اپنی بی بی عایشہ کے ساتھ خواب استراحت میں ہے۔ پادری اسرولڈر کے بیان کے وثوق پر مہدی کے اوقات اور طرز معیشت کی نسبت انگریزی محتج سخت الزامات لگاتے ہیں اور حرم سرا کے تفصیلی حالات بیان کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مہدی نے خرطوم کی فتح کے بعد عیش و عشرت سے اپنا وقت بسر کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ بعض نے یہاں تک رائے زنی کی ہے کہ مہدی کی قبل از وقت موت کا سبب اسکی عیاشی تھی۔ مگر یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ جس شخص نے ہوش سنبھالتے ہی بغیر کسی تعلیم و تربیت کے فقیرانہ زندگی بسر کی ہو اور بہت سادہ آس کی عمر کا یاد آتی اور وعظ و نصیحت میں گزرا ہو وہ یہاں تک عیش و عشرت میں پڑ جائے کہ جان بھی کھو بیٹھے۔ پادری صاحب کے وہ کون سے دوست جنہوں نے مہدی کی حرم سرا کے تمام تفصیلی حالات اٹھنا، بیٹھنا، سونا، ہانا وغیرہ وغیرہ اس طرح سے دیکھے تھے کہ گویا چشم دید واقعہ ہے۔ پادری صاحب خود قیدی تھے جو اور چند یورپین وہاں موجود تھے وہ بھی جیل خانہ میں تھے اور ایسے لوگوں کی حفاظت

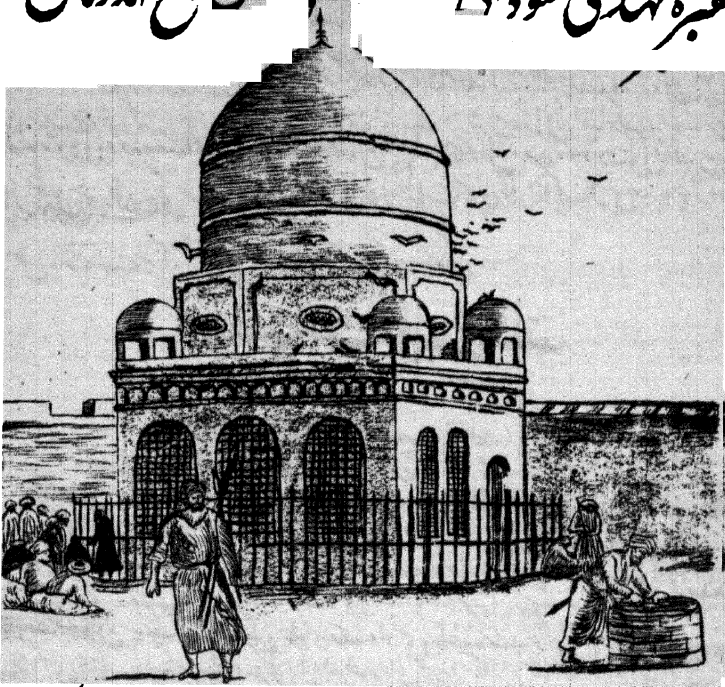
میں تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ پس ایسی حالت میں حرم سرا کے حالات ان لوگوں کے کان تک پہنچنا ایک خلاف قیاس امر ہے۔ پادری صاحب کے بیان کی مناسبت خود کہہ رہی ہے کہ یہ ایجاوندہ ہے ورنہ رمضان المبارک کے مہینے میں تیس عورتوں کی موجودگی میں شہوانی خواہشات کا پورا کرنا ایک ایسی بے جوڑ اور مہمل بات ہے جس کا عقل سلیم ہرگز تسلیم نہ کرے گی۔

مہدی کی وفات

۲۲ جون کو جبکہ مہدی کا ستارہ عروج پر تھا مہدی نے ادرمان میں سفر آخرت اختیار کیا۔ مہدی کے انتقال سے تمام شہر میں کھرامچ گیا اور ہزار ہا آدمی تجہیز و تکفین کے واسطے جمع ہو گئے۔ مہدی کے ایک قریبی رشتہ دار احمد داؤسی سلیمان نے اسی پلنگ کے نیچے مہدی کی قبر کھدوائی جس پر اس کا دم نکلا تھا اور تمام اسلامی رسوم ادا ہونے کے بعد جنازہ کو خوشبو سے معطر کر کے دفن کیا۔ حاضرین نے اپنے ہاتھ سے مٹی دیکر دعائے مغفرت پڑھی۔

مہدی کا مقبرہ جس کی تصویر اس مقام پر دی جاتی ہے ادرمان کی مشہور عمارتوں میں سے ہے۔ یہ مقبرہ نیچے سے مربع ہے جس کا طول و عرض ۳۶ + ۳۶ فٹ ہے اور دیواروں کی بلندی ۳۰ فٹ ہے۔ ان دیواروں کے اوپر مسدس دیواریں شروع ہوتی ہیں جنکی اونچائی ۱۵ فٹ ہے اور مسدسی دیواروں کے اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔ مہدی کی قبر چھ کی بنائی گئی تھی اور گنبد کے بیچ میں آہنی زنجیر سے ایک کا فوری بتیوں کا جھاڑ لٹکا رہتا تھا جو پہلے گورنمنٹ ہاؤس خرطوم میں لگا ہوا تھا۔

مقبرہ مہدی سوڈانی قبل از فتح ادرمان



مقبرہ کی دیواروں پر خوبصورت نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اور مقبرہ سے کچھ فاصلہ پر وضو کے واسطے ایک حوض بنا ہوا ہے۔ انگریزی موتخ خیال کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کا نقشہ ایک انگریزی افسر نے تیار کیا تھا جو ادرمان میں میر عمارت تھا مگر ادرمان کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ مقبرہ خلیفہ عبداللہ کی تجویز سے تیار ہوا۔ سلاطین پاشا تیار کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کا بنیادی پتھر خلیفہ عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اور قریب ۳۰ ہزار آدمیوں کے اس رسم میں شامل ہوئے۔ اس مقبرہ کے واسطے پتھر خرطوم سے منگا کر دریا کے کنارہ پر جمع کیے گئے تھے۔ خلیفہ عبداللہ نے ایک پتھر اپنے کندھے پر رکھ کر بنیاد مقبرہ تک پہنچایا اور اس کے پیچھے پیچھے تمام

لوگ اسی طرح پتھر اٹھا کر لیکئے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ میں یہ مقبرہ تیار ہوا اور جب تک تعمیر جاری رہی خلیفہ خود جا کر کام کو دیکھتا تھا۔ گذشتہ جنگ اُردمان میں گولہ باری کی وجہ سے اس مقبرہ کو نقصان پہنچا جس کا حال معہ اس وقت کی تصویر کے آئندہ لکھا جائے گا۔

عہدِ حکومت خلیفہ عبداللہ

(مصر پر ویشول کا پہلا حملہ)

مہدی نے اپنی زندگی میں خلیفہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اس لئے مہدی کی وصیت کے بموجب خلیفہ عبداللہ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ انخلا سے سوڈان کے بعد مصر کی حکومت وادیِ حلفہ تک رہ گئی تھی۔ مہدی نے اپنے مرنے سے پہلے مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اس واسطے خلیفہ عبداللہ نے اُس حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کی۔ اول کوشیہ کے قلعہ پر حملہ کیا جو وادیِ حلفہ سے ۲۰ میل جنوب میں واقع ہے۔ اور جہاں کیمرن ہائی لینڈز اور نمبر ۵ سوڈانی پلیٹنیں تعینات تھیں۔ جنرل اسٹیفنسن جو مصر میں افسر فوج تھے خلیفہ کے حملہ کو روکنے کے واسطے کوشیہ کی فوج کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء کو مقامِ گنس میں ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں خلیفہ کے ایک ہزار آدمی مارے گئے۔ انگریزی اور مصری فوج کا بہت کم نقصان ہوا۔ یعنی صرف پالیس آدمی مارے گئے۔ اس سخت سے مہدی کی سچاویز کو بہت صدمہ پہنچا مگر مصر پر حملہ کرنے کی تجویز بدستور قائم رہی۔ اپریل ۱۹۱۹ء میں خلیفہ کی فوج کے ایک بہادر افسر واد النجی نے مصر پر حملہ

کرنے کی بیماری کی اور اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک مصر فتح نہ ہوگا واپس نہ آؤں گا مگر دارفہیں خلیفہ کے خلاف بغاوت ہو جانے سے یہ تجویز ملتوی رہی۔

انگریزی فوج کے سواکن چلے آئے کی وجہ سے دوسرے ہی سال عثمان دغنه نے اُس علاقہ پر ٹوٹ مار شروع کر دی جو خطوط عثمان دغنه نے مہدی کے پاس بھیجے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی مہم کی نسبت اُسکے کیا خیالات تھے جنگ الطیب و تمانی کی رپورٹ میں عثمان دغنه نے تحریر کیا کہ ”خدا نے اُنکے انگریزی فوج کے دلوں پر خوف طاری کر دیا اس لئے وہ بھاگ گئے“ عثمان دغنه کی فوجات اور عالی ہمتی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے کبھی اپنی کسی تحریر میں ایسی ظاہر نہیں کی جس جگہ اپنے نقصان کا ذکر کیا اُسکو بہت کم ظاہر کیا ہے۔

جنوری ۱۸۸۲ء میں عثمان دغنه نے پھر تمانی پر اپنا تسلط کیا جہاں پر دو مرتبہ انگریزی فوج سے مقابلہ ہو چکا تھا تمانی کو عثمان دغنه نے اپنا صدر مقام بنا کر چاروں طرف حملہ کرنا شروع کر دیا مگر اس دفعہ عمر رقوم کے آدمی اُس کی ترقی کے سد راہ ہوئے اور اُسکو تمانی سے باہر نکلنے کا موقع نہ دیا کچھ دن یہاں رہ کر عثمان دغنه حسب اطلب خلیفہ عبدالعزیز کو مان واپس چلا گیا۔ اگست ۱۸۸۲ء میں علاقہ سواکن سے بہت سے سربراہان و لوگ گورنر سواکن کے پاس آئے اور بتائی ہوئے کہ عثمان دغنه نے حملوں کے روکنے کا انتظام کیا جائے ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے ہیں اور ہم اُسکے مقابلہ کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ستمبر میں عثمان دغنه کے چلے جانے کے بعد عمر رقوم کے آدمیوں نے تمانی پر قبضہ کر لیا اور دو سو آدمی درویشوں کے جو دہاں موجود تھے مارے گئے۔ یہ توپیں اور سامان حرب اُن کے ہاتھ لگا جس دن ان

لوگوں نے عثمان دغنه کے کپ کو غارت کر کے تہائی پر قبضہ کیا اُس سے دوسرے روز نقشب کر نل کچر (لاڈ کچر فاتح سوڈان) جو میجر واٹسن کی جگہ گورنر سواکن مقرر ہوئے تھے تہائی کے معائنہ کے واسطے گئے۔ تہائی پر قوم عمرہ کا قبضہ ہونے کے کئی سال بعد تک سواکن میں امن رہا۔ ٹو کرویشوں کے قبضہ میں تھا مگر قرب وجوار کا علاقہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔

حضرت سلطان المعظم حضور ملکہ معظمہ اور خدیو معظم کے نام خلیفہ عبداللہ کے خطوط

اگست ۱۸۸۶ء میں مصر کو اپنی گذشتہ قیمتی کیلید لانے کے واسطے ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ وادی حلفہ میں خلیفہ کے چار قاصد پہنچے جو حضور ملکہ معظمہ حضرت سلطان المعظم اور خدیو مصر کے نام خلیفہ کے خطوط لائے تھے۔ حکام گورنمنٹ مصر متعینہ وادی حلفہ نے ان شخصوں کو خدیو معظم کی خدمت میں پیغام پہنچانے کے واسطے قاصد جانے کی اجازت دیدی۔ خدیو معظم کے خط میں خلیفہ نے اپنی گذشتہ کامیابی کا ذکر کر کے خدیو کو ہدایت کی تھی کہ تم سچا مذہب اختیار کرو اور اطاعت قبول کرنے کے واسطے فوراً امرمان چلے آؤ۔ اور اگر اس کی تعمیل نہ کرو گے تو مصر پر حملہ کیا جائے گا۔ حضرت سلطان المعظم کے خط میں بھی اسی قسم کا مضمون تھا اور دونوں خطوط کے ساتھ خلیفہ نے مہدی کے اور ادو ظائف کی کتاب بھیجی تھی اور یہ ہدایت کی تھی کہ اسکو غور سے پڑھو۔

”تیسرے خط کا جو حضور ملکہ معظمہ کے نام تھا یہ مضمون تھا:-

”بندہ خداوند قادر مطلق جانشین مہدی علیہ الرحمۃ خلیفہ عبد اسد ابن محمد کی طرف سے وکٹوریہ ملکہ انگلستان کے نام۔ اگر تم نے غلطی سے یہ خیال کر لیا ہے کہ مہدی کا کردہ جو قانون محمدی کے اصول پر ہے اسی قسم کا ہے جیسے کہ احمد عربی پاشا کے سپاہی تھے جن میں دنیا کا مکرو فریب بھر گیا تھا اور اس سبب سے وہ اپنے مذہب سے نکال دیے گئے تھے اور ان کا جھنڈا افتخاری سے خارج کر دیا گیا تھا اور اسکی وجہ سے تم نے مصر کے ملک پر قبضہ کر لیا اور وہ لوگ ادنیٰ درجہ کے قیدی بن گئے اور اپنا بچاؤ نہ کر سکے تو یہ خیال بالکل بے سود اور خطا پر مبنی ہے کیونکہ مہدی کے آدمی لوہے کے آدمی ہیں۔ خدا نے انکو اس قسم کی طبیعت عطا کی ہے کہ وہ مرنے کو پسند کرتے ہیں اور موت کو انکے واسطے اس سے بھی زیادہ میٹھا بنایا ہے جیسے کہ پیاسے کے واسطے ٹھنڈا پانی۔ اُس عقلمند اور بہادر آدمی اور اُس کی فوج کی موت (کس پاشا سے مراد ہے) تمھاری سوء تدبیری اور اندھے پن سے وقوع میں آئی تم نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور اُسکے بعد برابر اپنے سپاہیوں کو خدا۔ اُسکے رسول اور مہدی سے لڑایا۔ کبھی سواکن میں کبھی وادی حلفہ میں اور کبھی وادی عمر میں۔ یہاں تک کہ اپنی بیوقوفی سے تم نے اپنے ہزاروں آدمیوں کو مرداؤالا۔ اسکے بعد تمھاری فوج کے بہت سے افسر مارے گئے۔ گارڈن پاشا خرطوم میں قتل ہوا۔ جنرل اسٹورٹ ابو کلیہ میں اور کرنل اسٹورٹ معہ سفیروں کے وادی عمر میں۔ تم اس بات کو سمجھو کہ میں بجز نہ تعالیٰ بہت قوی ہوں جو شخص ہمارا دشمن بن کر ہمارے مقابلہ میں آتا ہو وہ خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہمارے ہاتھوں سے مارا جاتا ہے۔ خواہ وہ آدمی ہو یا جن اگر تم خدا کے حکم کو نہ مانو اور اسلام اور مہدی علیہ الرحمۃ کے پیروں میں نہ داخل ہو

تو اپنی فوج کے ساتھ خدا کے گروہ سے لڑنے کے واسطے آؤں اور اگر تم مقابلہ میں نہ آؤ گی تو اپنی جگہ پر تیار ہو انشاء اللہ تعالیٰ خدا کا لشکر تمہارے گھر کو اجاڑ دے گا اور تم کو افسوس کا مزا چکھائے گا۔

یہ ایک عجیب قسم کا خط تھا اور شاید اس سے زیادہ عجیب کوئی تحریر انگلستان کے دفتر میں نہ آئی ہو گی۔ خلیفہ نے ہر جگہ حضورِ ملکہ معظمہ کو لفظ تو اور تیری سے خطاب کیا ہے مگر ہم نے پارس ادب آن لفظوں کو قلم انداز کر کے لفظ تم اور تمہاری استعمال کیا ہے۔ قاہرہ سے ان تینوں خطوط کو قاصدوں کے ہاتھ واپس کر دیا اور صرف زبانی کہلا بھیجا کہ حضراتِ مروجِ خلیفہ کے پیغام کو منظور نہ فرمادیں گے۔ جنوری ۱۸۷۷ء میں عثمان و غنہ پھر سواکن کا رخ کیا اور چونکہ قومِ عمر ان مقابلہ کی تاب نہ لاسکی۔ اس لیے مقامِ ہندوب کو جو سواکن سے چند میل شمال و مغرب کی جانب ہے اپنا صدر مقام قرار دے کر معاملات میں خرابی کے آثار پیدا کر دیئے کر نل کچنر نے جو اس وقت سواکن میں تھے خیال کیا کہ یکا یک حملہ کر کے عثمان و غنہ کو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ ان کو اجازت مل گئی کہ اپنی فوج اور ان قوموں کے آدمیوں کو لیکر حملہ کر دیں جو گورنمنٹ سے موافق تھیں۔ ۱۷ جنوری کو کر نل کچنر مع پانچ سو آدمیوں کے سواکن سے رات کے وقت روانہ ہوئے اور جو وقت عثمان و غنہ کے آدمی صبح کی نماز میں مصروف تھے انگریزی فوج نے یکا یک حملہ کر دیا اور عثمان و غنہ کے ضربہ پر قبضہ کر لیا۔ سوڈانیوں کی پلٹن گاؤں کی طرف بڑھی کیونکہ یہ خیال تھا کہ عثمان و غنہ گاؤں میں موجود ہے۔ چند منٹ گزرے تھے کہ اس پلٹن نے دُور سے عثمان و غنہ کو دیکھا اور اس کے گھوڑے کوس کے پیر میں پگانہ باندھا ہوا تھا پکڑ لیا۔ مگر عثمان و غنہ

نے اس وقت بھی اپنی چالاک اور ہوشیاری کا ثبوت دیا یعنی ایک رہ گزرا ونٹ کو
 پکڑ کر اُس پر سوار ہو گیا اور پہاڑوں کو چل دیا۔ انگریزی فوج کے آدمی اپنا سامنہ لیکر رہ گئے
 عثمان وغنہ کے آدمیوں نے اپنے آپ کو محصور دیکھ کر مقابلہ کیا اور ایک سخت لڑائی ہوئی
 جس میں کرنل کچنر کی پیشانی پر شدید زخم آیا اور اُس کی وجہ سے وہ قاہرہ چلے گئے۔

محاصرہ سواکن

پانچ ستمبر ۱۹۱۵ء میں آخر کار سواکن کو ان تمام خرابیوں کا خیانہ بھگتنا پڑا جبکی
 وجہ سے چار برس تک انگریزی فوج کو ناکامی کا سامنا رہا۔ مہدی کی فوج نے خاص
 سواکن کو آگھیرا اور شہر کے دروازہ سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر سو پچھے قائم کر کے شہر بنایا
 پر گولہ باری شروع کر دی۔

فتح سوڈان



لارڈ کچنر

اس واقعہ کی خبر پہنچنے پر کرنل کچنر قاہرہ سے سواکن آگئے مگر چونکہ وہ مصری فوج کے ایڈجوٹنٹ جنرل مقرر ہو گئے اس لئے ستمبر میں وہ واپس چلے گئے اور بجائے ان کے کرنل ہالڈاسٹھ گورنر جنرل سواکن مقرر ہوئے۔ کچنر عرصہ کے واسطے درویشوں نے سواکن سے محاصرہ اٹھالیا مگر اسی مہینہ میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ پھر موسیٰ چلے گئے اور اس دفعہ یقین ہو گیا کہ درویش شہر پر دھاوا کریں گے۔ درویشوں نے اس طرح شہر پر تاک کر گولہ باری شروع کی کہ شہر والوں کو روز بروز تشویش زیادہ ہوتی گئی۔ اس عرصہ میں گورنمنٹ مصر نے جنرل گرینفیل کو قاہرہ سے روانہ کیا تاکہ معاملات سواکن پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ چنانچہ انھوں نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ درویشوں کو اس مقام سے ہٹانا ایک بہت ضروری بات ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ سواکن پر قبضہ کر لیں گے اور انگریزی فوج کو سخت نہایت ہوگی۔ اس خبر سے

جنرل سرائف۔ ڈبلیو گرینفیل۔ کے۔ سی۔ بی۔



قاہرہ میں بہت تشویش پھیل گئی اور فوراً حکم ہوا کہ نمبر ۷۰۰ اسوڈانی پلٹنیں کو سیر سے سواکن کو روانہ ہو جائیں اور ساتھ ہی گوروں کی ایک پلٹن قاہرہ سے روانہ کی گئی۔ ان فوجوں کے پہنچ جانے سے جنرل گرینفیل کی ماتحتی میں ایک معقول تعداد فوج کی جمع ہو گئی جس میں ۵۰، انگریزی دو ہزار پندرہ سو اور دو ہزار سوڈانی سپاہی تھے۔ درویشوں نے اپنا مورچہ بڑھا کر ایک توپ قلعہ غمازہ سے ۵۰۰ گز کے فاصلہ پر لگا دی اور قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور بند وقوں سے گولیوں کا مینہ برسائے رہے جس سے بہت سے انگریزی سپاہی مارے گئے۔ اخبار گریفک کے مصوڑہ میں ایک بھی درویشوں کی بند وقوں کا نشانہ ہوئے۔ ۲۰ دسمبر کو انگریزی فوج نے جس میں نویں دسویں اور گیارھویں سوڈانی پلٹنیں تھیں درویشوں کے مورچوں پر دھاوے کی تیاری کی۔ مورچوں سے دو سو گز کے فاصلہ تک یہ پلٹنیں بغیر فیر کیے بڑھتی ہیں اور درویشوں کی باڑوں کو بڑی ہمت اور استقلال سے بردہشت کیا۔ جس وقت فاصلہ بہت کم رہ گیا فوراً دھاوا کر کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ درویشوں کے پانچو آدمی مار گئے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ اس لڑائی میں درویشوں کے چار سرب اور وہ امیر کام آئے اور عثمان دغنے کا چچر بھائی گرفتار ہو گیا۔ سواکن میں چار برس کے بعد یعنی جب سے کہ میکنیل صاحب کی فوج کو شکست ہوئی تھی یہ پہلی لڑائی تھی جس میں انگریزی اور پندرہ فوجوں نے درویشوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی۔ سوڈانیوں نے جو پندرہ فوج میں ملازم تھے اس لڑائی میں بڑی ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور اس وقت سے ان کی پلٹنیں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

مصر پر درویشوں کا دوسرا حملہ

جنگ توسلی - ۳ - اگست ۱۹۱۹ء

درویشوں کی فوج کا بہادر سپاہی واد النجی جس کا صدر مقام ڈنگولہ تھا ہمیشہ مصر پر تاک لگائے رہتا تھا اور جو عہد اُس نے اپریل ۱۹۱۸ء میں امدان سے روانہ ہونے کے وقت کیا تھا اُسکے پورا کرنے میں رات دن اُسکو اُدھیر بن لگی رہتی تھی۔ واد النجی نے اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کے واسطے خلیفہ عبداللہ سے اجازت طلب کی چنانچہ اُس کی درخواست منظور ہوئی اور مئی ۱۹۱۹ء میں وہ چار ہزار جزیر فوج لیکر وادی حلفہ سے سویل کے فاصلہ پر آپہنچا اور ماہ جولائی میں حدود مصر میں داخل ہوا۔ نجی کی خبر سے مصر میں بہت تشویش ہوئی اور فوز ایک عہدہ انگریزی اور مصری فوج کشیوں پر سوار ہو کر براہ روویل روانہ ہوئی۔ خشکی پر اُترنے کے بعد یہ فوج درویشوں کی فوج کی متوازی بڑھتی رہی اور اساؤن گل فوج کے جمع ہونے کے واسطے ایک کیمپ مقرر ہوا۔ اساؤن میں پہنچ کر سردار ایف گر نیفیل نے کچھ آدمیوں کو بھیج کر نجی کی فوج کا معائنہ کرایا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کئی رسد کی وجہ سے فوج کی حالت خراب ہے۔ اونٹ - گھوڑے اور خچر کھا کر فوج کے آدمی گذر کرتے ہیں اور بہت سے آدمی بھوک سے تنگ آکر مصری کیمپ میں شامل ہو گئے۔ سردار گر نیفیل نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں نجی کی فوج نہ ٹر سکے گی۔ اور اس لیے نجی کو خوف دلانے کے واسطے اس مضمون کا ایک خط اُس کے نام روانہ کیا :-

”ہمارے پیچھے ہزاروں مصری اور انگریزی فوج براہ نیل آ رہی ہے۔ ہمارا ارادہ

تکوا بالکل نیست و نابود کرنے کا تھا مگر یہاں آکر ہم نے تنکو ایک غریب اور کمزور گروہ
 پایادراںخالیکہ جھوک اور پیاس سے مرتے ہو۔ یہ واضح ہو کہ ہماری گورنمنٹ رحمدل ہے
 اور یہ نہیں چاہتی کہ بیچاری عورتیں اور بچے جو تمہارے ساتھ ہیں مارے جائیں۔ اسلئے
 میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم یہاں آکر اپنے آپ کو حوالہ کر دو۔

دوسرے ہی روز نجفی نے سردار گرنیفیل کو ذیل کا جواب تحریر کیا :-

”تم نے جو تحریر کیا ہے کہ ہمارے ساتھ بہت فوج ہے اور عنقریب پہنچنے والی ہے
 اس سے جھوک بالکل خوف نہیں ہے۔ ہم کسی سے خوف نہیں کرتے صرف خدا سے
 ڈرتے ہیں۔ تم اپنی فوج کی کثیر تعداد تو پتہ گولہ اور بارود کے دھوکے میں نہ رہو دراصل ایک
 خدا کی مدد تم سے بہت دور ہے۔ تمہارے واسطے یہ کافی سبق ہے کہ تمہارے سردار
 کا روٹن اور کس وغیرہ معہ اپنی کثیر فوج ہتھیار اور سامان کے تباہ ہوئے۔ اس لئے اگر
 تم اپنے آپ کو حوالہ کر دو گے تو تمہاری جان بچ جائے گی اور تمپر خدا اور رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی علیہ الرحمۃ اور خلیفہ سلمہ اللہ تعالیٰ کا رحم ہوگا۔ لاجل
 ولا قوۃ الا باللہ۔ ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

جو شخص دادالنجفی کا خط لایا تھا اس نے بیان کیا کہ نجفی نے اپنے امیروں کو جمع
 کیا اور تلوار نکال کر عہد کیا کہ میں کبھی اپنے آپ کو حوالہ نہ کروں گا۔ نجفی کے امیروں نے بھی
 اسکی تقلید کی اور معلوم ہوتا تھا کہ سب لڑائی کے مشتاق ہیں جس روز لڑائی شروع ہوئی
 علی الصباح نجفی نے اپنی فوج کو آہستہ کیا اور سب سے بااثر بلند کہا کہ ”ہم کو آج اپنے مالک
 سے ملنے کے واسطے تیار ہو کر کھڑا ہونا چاہیئے۔“

اسوقت مصری اور انگریزی فوج کو ایک ایسے شخص کا سامنا تھا جس کے مقابلہ

میں کوئی تدبیر کارگزمیں ہوتی تھی۔ اس شخص نے کہیں پاشا کے لشکر کو تباہ کیا اور اسی نے خرطوم کو فتح کیا۔ مصری فوج کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور نہ کوئی خوف اسکو اپنے ارادہ سے باز رکھ سکتا تھا اور نہ کسی قسم کی دھمکی سیدان جنگ سے ہٹا سکتی تھی۔ اسکا یہ قول تھا کہ مہارا ارادہ تمام ملک کو فتح کرنے کا ہے اور خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہم سب کو مسلمان کریں گے۔

جسوقت یہ ثابت ہو گیا کہ سوائے لڑائی کے اور کسی طرح فیصلہ نہ ہوگا جنرل گرنفیل نے ۲۹ جولائی کو اپنی فوج کو تو سکی میں جمع کیا۔ اس مقام سے ۴ میل کے فاصلہ پر یعنی ان سنگلاخ اونچی پہاڑیوں کے قریب جو دریائے نیل سے مغرب کی طرف تین میل چلی گئی ہیں نجبی کا کپ تھا۔ ۳۔ اگست کو نجبی کی تمام فوج شمال کی طرف بڑھی اور لڑائی سے بچنے کے واسطے ریتلے جنگل کا راستہ اختیار کیا مگر انگریزی اور مصری فوج نے بڑھکر اسکا سامنا روکا۔ اسپر نجبی نے چار پہاڑیوں پر قبضہ کر کے اپنے نشانوں کو آگے کیا اور مقابلہ کے واسطے قراول فوج کو سامنے رکھا۔ نیزہ برداروں کو اس طرح آدھیں کھڑا کیا کہ انگریزی فوج کی نگاہ سے بچے ہوئے تھے۔ سردار گرنفیل نے حکم دیا کہ مصری فوج سیدھی پہاڑیوں کی طرف بڑھے اسلئے پہلی اور دوسویں مصری پلٹنوں نے بڑھکر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا اسوقت جانہین سے دل توڑ کر ٹوٹے۔ درویشوں نے پڑنے طریقہ کے موافق اپنے جھنڈوں کو حرکت دیکر بڑی بہادری سے حملہ کیا اور انگریزی بندو قچیوں سے چند قدم کے فاصلہ تک پہنچ گئے مگر انگریزی فوج کی باڈوں نے ہوش نہ لینے دیا۔ اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی کے بعد چاروں سوچوں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ درویش بڑی پریشانی کی حالت میں اپنے کپ

کی طرف بھاگے اور میدان میں صرف ایک شخص رہ گیا جو تمام فوج کے بھاگ جانے پر اُنکے پیچھے گھوڑا دوڑا کر جا رہا تھا۔ ایک عرب نے جو سردار گرنیفیل کے پاس قید تھا اس سوار کو دُور سے پہچان کر سردار سے کہا کہ دادا بلجی یہی ہے۔ اسلئے سردار گرنیفیل نے رسالہ کو حکم دیا کہ اس کا تعاقب کریں چنانچہ سواروں نے نجی کا تعاقب کر کے اُسکی طرف فیر کرنے شروع کیئے۔ نجی کا گھوڑا گولی سے مارا گیا اور نجی کے بھی زخم آیا مگر وہ بدقت تمام اپنے کپ میں جا پہنچا۔



جنگ روسی کا بعد نظارہ

میجر ونگیٹ جو اس لڑائی میں شامل تھے لکھتے ہیں کہ جبوقت لڑائی ختم ہو گئی
 دُور سے معلوم ہوا کہ جس شرک کی راہ سے درویش نہایت اٹھا کر لوٹ رہے تھے
 اسپرہنٹ سے آدمیوں کے درمیان ایک اونٹ لد اہو اجار ہا ہے۔ انگریزی فوج
 نے ان لوگوں پر فیر کیئے کہ جس سے دُور سے یہ معلوم ہوا کہ اونٹ اور بہت سے آدمی
 مارے گئے۔ سوار و ڈکرائن کے پاس گئے مگر جن لوگوں کی نسبت خیال تھا کہ مرے
 ہوئے پڑے ہیں وہ یکایک کھڑے ہو گئے اور یہاں تک لڑے کہ سب مار گئے
 صرف ایک آدمی بچا جو قریب سے گزرتے ہوئے ایک اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ گیا
 اونٹ کو جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اسپر کسی نامی سردار کی نفس لد رہی ہے۔ اس نفس کو
 تو سکی بھج دیا گیا اور وہاں قیدیوں نے پہچان کر کہدیا کہ واد النجی کی نفس تھی۔ اس کے
 بعد یہ امر تحقیق ہوا کہ جبوقت نجی زخمی ہو گیا تھا اُس کو اونٹ کے کباوہ میں بٹھا دیا

واد النجی کی وفات



تھا اور اُس جگہ سواروں کی گولی سے مارا گیا۔ نجی کا ایک بیٹا جسکی عمر پانچ برس کی تھی اونٹ کے پاس مرا ہوا ملا۔ اور دوسرے شیر خوار بچہ کو جسکی عمر مشکل سے ایک برس کی ہوگی اُس کی دایہ دوسرے روز انگریزی کمپ میں لائی۔ جسکی شفا خانہ قصر الائین قاہرہ میں اچھی طرح پرورش ہوئی۔“

اس لڑائی کا نتیجہ مصر کے واسطے نہایت قابل اطمینان ہوا کیونکہ مصر کو درویشوں کی پیشقدمی سے جو بظاہر بڑی کامیابی کے ساتھ ہو رہی تھی نہایت فکر تھا۔ اس لڑائی میں امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس لئے مصری اور انگریزی فوج نے لڑائی کے بعد نہایت گرجو جوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ درویشوں کی فوج کو آج تک ایسا سخت نقصان نہ پہنچا تھا جیسا کہ اس شکست سے ہوا۔ جس قدر مہم خلیفہ نے مختلف مقامات پر بھیجی تھیں اُن سب کا منزل مقصود مصر تھا اور مہمدی کے زمانہ سے خلیفہ کے وقت تک برابر اسکے واسطے کوشش ہوتی رہی لیکن ان تمام تجاویز اور کوششوں کا مالِ کار ناکامی ہوا۔

درویشوں کا ایک نامور جنرل مارا گیا اور جب قلعہ فوج مقام توسکی میں آئی تھی اُسیں سے بہت کم اس مصیبت کی خبر سنانے اور مان واپس پہنچی۔ اب کئی سال کی متواتر جنگ و جہل کے بعد سرحد مصر و سوڈان پر بالکل امن ہو گیا اور کوئی صورت آئندہ فساد ہونے کی بظاہر نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اس امن و چین کے زمانہ کو ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ عثمان و غنہ نے پھر سواکن کا رخ کیا۔ یہ مقام عثمان و غنہ کے واسطے ایک بہت اچھی شکار گاہ ثابت ہو چکی تھی اس لئے بار بار اسکی توجہ سواکن پر پائل ہوتی تھی۔ ہندو بہاؤ پھر مصری فوج کا

پہلے ہی قبضہ ہو چکا تھا۔ اب تو کرامہ النزاع تھا جہاں پر پہلے کسی مرتبہ سخت لڑائی ہو چکی تھی۔ کرنل ہالڈ اسمتھ گورنر جنرل سواکن نے عثمان وغبنہ کی عدم موجودگی میں جو فوج لیکر کسی مقام پر ٹپکس وصول کرنے گیا تھا یہ ارادہ کیا کہ توکر پر قبضہ کر لے لیکن اس عرصہ میں عثمان وغبنہ واپس آگیا اور کرنل ہالڈ اسمتھ کے ہاتھ سے یہ موقع نکل گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء میں ایک مصری فوج بماتحتی کرنل ہالڈ اسمتھ بندرگاہ ٹرنکٹیت پر جہازوں سے اترتی اور اس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہاں ۱۹۱۷ء میں لڑائی ہوئی تھی اور سفید ہڈیاں جو اس میدان میں پڑی تھیں بتلا رہی تھیں کہ ہم ان بہادروں کی یادگار میں حضورؐ نے اپنی جانیں اپنے ملک پر قربان کیں تھیں۔ مصری فوج مقام لطیب پر قبضہ کر کے سیدھی توکر پر بڑھی عثمان وغبنہ کے آدمیوں نے معمول کے موافق بڑی سختی سے حملہ کیا اور دست بہ دست لڑائی کی نوبت پہنچی جس میں جانبین سے سخت نقصان ہوا۔ مگر درویشوں کی فوج پسپا ہوئی اور توکر پر مصری فوج کا قبضہ ہو گیا۔ سات برس کے بعد پھر مصری جھنڈا توکر کی ویران سہ کاری عمارت پر چڑھایا گیا۔ فتح توکر کے بعد مصری فوج نے عثمان وغبنہ کے کسب پر جو مقام عفافیت میں تھا قبضہ کر لیا۔ اور عثمان وغبنہ نے کسلا کی راہ لی۔ توکر کا علاقہ مثل نیل کے ڈیلٹا کے بہت زرخیز تھا۔ اسلئے اس کے نکل جانے سے خلیفہ کی قوت کو بہت نقصان پہنچا۔ ۱۹۱۷ء کے اس علاقہ میں بردہ فروشی کثرت کے ساتھ ہوتی رہی جس سے خلیفہ کو بہت آملی تھی مگر عفافیت کی لڑائی کے بعد اس علاقہ سے خلیفہ کا اقتدار بالکل جاتا رہا۔

سواکن کے فتح ہونے کے بعد پانچ سال تک بالکل امن و امان رہا اور کچھ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ امن کا زمانہ مصری فوج کے واسطے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

اس عرصہ میں انگریزی افسروں نے مصری فوج کو بڑی کوشش کے ساتھ قواعد وغیرہ سکھا کر درست کیا۔ مصر کی فوج بڑھائی گئی اور سوڈان کو فتح کرنے کے واسطے برا تیار ہوئی رہی۔ مصری اور سوڈانی فوجوں نے اس امر کا کافی ثبوت دیا تھا کہ انگریزی افسروں کی ماتحتی میں وہ سخت لڑائیوں میں بہت اچھا کام دیکھتے ہیں اس لیے آئندہ ان پر بہت کچھ بھروسہ تھا۔ وہ وقت قریب تھا کہ جب ہمیشہ کے لیے سوڈان کا فیصلہ ہوا اور اس لیے اس وقت کے واسطے تیار ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ کرنل کچر مصری فوج کے سردار مقرر ہوئے اور تمام انگلستان کی انپرائزنگ لگ رہی تھی کہ وہ جنرل گارڈن کے قتل کا بدلہ لیں گے اور سوڈان میں جو سختی اور ناکامی انگلستان کو ہوئی اس کا دھتہ انگریزی تاریخ کے صفحوں سے منادینگے چونکہ کرنل کچر پہلے چند مرتبہ اپنی بہادری کا ثبوت دے چکے تھے اس لیے سردار ایف گرینفیل کے سبکدوش ہونے پر وہ مصری فوج کے کمانڈر انچیف (سردار) مقرر ہوئے۔ سردار کچر نے اپنا تمام وقت اپنی تمام کوشش اور اپنا تمام علم فلاحین مصر کی فوجی تعلیم میں صرف کیا اور چند سال کی محنت کے بعد انکو بہت اچھے سپاہی بنائے جو لوگ مہدی کے نام سے کانپتے تھے اور خوف سے انکی تلواروں کے سامنے سر جھکاؤ تھے انھیں لوگوں نے ڈنگولہ - ابو حامد - سواکن اور بربہ وغیرہ سے درویشوں کو نکال کر آخر اپنا جھنڈا خرطوم پر جا چڑھایا۔

آغان فتح سوڈان.

واقع ہو کہ کسالا کئی سال پہلے درویشوں کے قبضہ میں آ گیا تھا مگر اُس کے بعد اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اور اٹلی نے سپر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ عبد اللہ کا اسپر دانت تھا کچھ عرصہ پہلے درویشوں نے حبش والوں کو شکست دی تھی اور اُن کے بادشاہ جان کو مار ڈالا تھا اس لیے اُن کا حوصلہ بڑھ رہا تھا اور اٹلی کی فکر میں تھے۔ اس عرصہ میں ۲۹۔ فروری ۱۹۶۶ء کو اٹلی کو مقام ادوا میں حبش کے ہاتھ سے سخت نبردیت پہنچی اور اُس کی قوت افریقہ میں بہت کمزور ہو گئی۔ یہ موقع خلیفہ عبد اللہ کو کسالا کے لینے کا اچھا مل گیا۔ انگلستان کو خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کر لیا تو پھر سواکن کی طرف بڑھے گا اس لیے بظاہر اٹلی کی حمایت اور ورپردہ اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے یہ قرار دیا کہ درویشوں کو کسالا پر قبضہ کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اٹلی کی شکست ہونے سے ایک مہینے کے بعد کسالا کا معاملہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ سٹرکرزن نے ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ درویش کسالا پر قبضہ کر کے آگے بڑھیں گے اس لیے گورنمنٹ انگلستان نے بمشورہ گورنمنٹ مصر یہ حکم دیا ہے کہ اٹلی۔ انگلستان اور مصر کو خطرہ سے محفوظ رکھنے اور تمام یورپ کے حقوق کی حفاظت کرنے کے واسطے مصری فوج سرحد وادی حلفہ سے سو میل آگے بڑھ کر مقام اکاشیہ پر قبضہ کر لے۔ ۱۲۔ اپریل ۱۹۶۶ء کو سرسبرٹ کچنر کے نام لندن سے اس مضمون کا تار پہنچا کہ نیل کی راہ سے آگے بڑھنے کی تیار ہی نہ کی جائے۔ ۱۴۔ ماہ مذکور کو تمام فوج جو ضرورت کے واسطے جمع تھی بلالی گئی

اور ۱۵۔ کو فوج کا پہلا حصہ آگے بڑھا۔ سربربرٹ کچنر نے حکم دیا کہ اکاشیہ پر قبضہ کیا جائے اور ریل کی شرک جو درویشوں کی ٹوٹ مار سے ٹوٹ گئی تھی از سر نو تیار ہو چنانچہ مصری فوج اکاشیہ میں جمع ہو گئی۔ ابھی اس فوج کو یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ سو اکن سے عثمان وغنہ کے حملہ کی خبر آئی اس لئے سردار کچنر کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا مگر عثمان وغنہ خفیف لڑائی کے بعد واپس چلا گیا اور سردار کچنر کو اب فوج کے آگے بڑھانے کا اچھا موقع مل گیا۔

جنگ فرکیٹ

(الوحامد اور بربربر مصری قبضہ)

اکاشیہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیٹ میں درویشوں کی فوج خیمہ زن تھی۔ ۶ جون ۱۹۱۶ء کو رات کے وقت سردار کچنر نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھایا جو تدبیر لاڈ و وولنی نے تل الکبیر کی لڑائی میں عربی پاشا کے مقابلہ میں کی تھی اسی کی تقلید سردار کچنر نے اس موقع پر کی یعنی رات کو بڑھ کر طلوع آفتاب کے وقت درویشوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سردار کی فوج عین وقت پر فرکیٹ پہنچی اور درویشوں کے ساتھ سخت مقابلہ ہوا۔ چونکہ درویش پہلے سے مقابلہ کے واسطے تیار نہ تھے اس لئے یکایک مصری فوج کے حملہ کرنے سے انکے اوسان خطا ہو گئے اور تھوڑی دیر کی لڑائی میں میدان سے پیر اکھر گئے۔ اس لڑائی میں درویشوں کا ایک بڑا امیر محمودہ مارا گیا جس کی نعش کو سلاطین پاشا میدان جنگ میں شناخت کیا۔ یہ لڑائی مصر کے حق میں بہت نتیجہ خیز ثابت ہوئی کیونکہ اول تو سچاس میل تک وادی

جنگ فریٹ



نیل درویشوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ دوسرے اس امر کا اچھی طرح امتحان ہو گیا کہ مصر کی نئی فوج میدان جنگ میں کیا کام دے گی۔ تعمیرے خلیفہ کی جعفر باقاعدہ فوج سرحد پر موجود تھی سب کام آئی اور آئندہ سرحد پر کوئی کھٹکا باقی نہ رہا جو تھے مقام سودا جہاں سے درویش ہمیشہ وادی نیل کے گانوں پر چڑھائی کیا کرتے تھے مصر کے قبضہ میں آگیا۔ پانچویں اس لڑائی کا اثر دونوں فوجوں پر بہت اچھا ہوا۔ مصر کی نئی فوج کا جواول میدان جنگ میں آئی تھی آئندہ کو حوصلہ بڑھ گیا اور درویشوں کی فوج کے دل میں جو مصری فوج کو حقارت سے دیکھتی تھی اس کی وقعت ہو گئی۔ فرکیٹ کی لڑائی سے ڈنگولہ کی قیمت کا آسانی سے فیصلہ ہو گیا اور ستمبر ۱۸۹۶ء میں یہ مقام بھی مصر کے قبضہ میں آگیا۔ سردار کچھرنے اس لڑائی کے متعلق جو مراسلا انگلستان کو بھیجا اُس میں حسب ذیل تحریر کیا:-

”اس جنگ و جدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ درویش جو ہمیشہ وادی حلفہ میں ٹوٹ مار کیا کرتے تھے وہ موقوف ہو گئی۔ وادی نیل کا ۵۰ میل علاقہ مصر کے ملک میں شامل ہو گیا کہ جس میں سے ۳۰۰ میل بہت زرخیز ہے اور ڈنگولہ کی مظلوم رعایا کو درویشوں کی وحشیانہ اور ظالمانہ حکومت سے نجات ہو کر بچہ خوشی ہوئی۔“

فرکیٹ کی لڑائی کے بعد سردار کچھرنے وادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل تیار کرنے کی طرف توجہ کی۔ اس ریل کے تیار کرانے میں سردار کچھرنے بڑی مستعدی و محنت اور بہت سے کام لیا کیونکہ ایسے مقامات پر اتنے بڑے کام کے واسطے سامان فراہم کرنا آسان کام نہ تھا۔ حقیقت میں اس ریل نے فتح سودان کا بہتہ کھول دیا اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ جنرل گارڈن کی امداد کے واسطے خطوط پر فوج بھیجنے میں

کیسی کیسی وقتیں پیش آئی تھیں اور کب کب کا ہم سوڈان میں تباہ ہوا جو وقت یہ ل
ابو حامد تک تیار ہو گئی مصری فوج نے دھاوا کر کے ابو حامد پر قبضہ کر لیا اور بربر پر بڑھنے
کے واسطے راستہ کھل گیا۔

ابو حامد پر قبضہ ہونے کے بعد یہ امید نہیں ہو سکتی تھی کہ بغیر مقابلہ کے بربر
پر قبضہ ہو جائے گا مگر اس وقت بربر جنگی کشتیوں کے رحم پر تھا اور نہ صرف بربر کی یہ
حالت تھی بلکہ متمہ اور ادرمان تک پہنچنے میں آسانی ہو گئی۔ بربر پر مصری فوج نے بغیر
مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور فوراً آگے بڑھ کر اس مقام پر چچاؤنی ڈال دی جہاں دریائے
نیل اور اتبارا ملتے ہیں۔ تمام علاقہ وادی حلفہ سے اتبارا تک اس قدر جلد اور آسانی
سے مصر کے قبضہ میں آ گیا کہ جس کی امید نہیں ہو سکتی تھی اور اب درویشوں کے
مصر پر حملہ کرنے کا کوئی اندیشہ نہ رہا۔

جنگ اتبارا

اکتوبر ۱۹۶۷ء میں مصری جنگی کشتیوں نے اتبارا سے آگے بڑھ کر متمہ پر حملہ کیا
شرع کر دی مگر متمہ کے قلعہ سے جو اس کا جواب ملا اس سے ثابت ہو گیا کہ امیر محمود
اپنی فوج کے دہاں موجود ہے اس لیے سردار کچنر کو یقین ہو گیا کہ بغیر لڑائی ہونے کے
متمہ پر قبضہ نہ ہو گا جو فوج اس وقت سردار کے پاس موجود تھی وہ امیر محمود کے مقابلہ کے
واسطے کافی نہ تھی اس لیے سردار نے مصر سے امداد طلب کی۔ سردار کچنر کی درخواست
قاہرہ میں ۳۱۔ دسمبر ۱۹۶۷ء کو پہنچی۔ چونکہ امدادی فوج کے ساتھ ایک بریگیڈ گوروں کی
فوج کا بھی طلب کیا گیا اس لیے قاہرہ میں یہ یقین کیا گیا کہ کسی سخت لڑائی کا سامنا ہی

تین انگریزی جہتیں جو اس وقت موجود تھیں روانہ کر دی گئیں اور ایک بعد میں بھی گئی۔ فوج کی روانگی بہت عجلت کے ساتھ کی گئی اور جس طرح جلد ممکن ہوا بذریعہ ریل اور کشتیوں کے مصری اور انگریزی فوج اتبارا کے کیمپ میں جمع ہونے لگی جنگی کشتیوں سے اتبارا سے شنیدی تک گرداوری کی جاتی تھی اور خاصکر خبر سانی کے ذریعہ کی زیادہ حفاظت ہوتی تھی۔ کیونکہ اسی پرفوج کی نقل و حرکت اور رسد اور امداد کی آمد و رفت کا دار و مدار تھا اور اس امر کا پہلے تجربہ ہو چکا تھا کہ خبر سانی کا کافی انتظام ہونے کی وجہ سے کیسی کیسی قیمتی جانیں ترس کر برباد ہو گئیں اور کسی کو خبر تک نہ ملنے کی بنا پر کیا لگدڑ گیا۔ اس عرصہ میں مصری کیمپ میں متواتر یہ خبر پہنچی کہ درویشوں کی ایک بڑی فوج بربر کو فتح کرنے کے واسطے شمال کی طرف بڑھ رہی ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ امیر محمود خلیفہ کی منتخب فوج کے ساتھ دریا نے اتبارا کو عبور کر لیا ہے اور ایک دن میں فوج مقام العیاضے جو نیل اور اتبارا کے اتصال سے ۱۰ میل ہے نخیلا میں پہنچ گئی۔ امیر محمود نے نخیلا میں اپنی فوج کو ٹھہرا کر مورچہ بندی کی۔ سردار کچنر نے امیر محمود کی آمد کی خبر سنکر فوراً فوج کو آگے بڑھایا اور مقام اس الہودی میں جو مقام اتبارا سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے فوج خیمہ زن ہوئی۔

ادیل اپریل میں انگریزی اور مصری فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا اور ۱ اپریل کو رات کے وقت آخری کوچ ہوئے کی تجویز کی گئی۔ انگریزی افسر جنک فرکیٹ اور تل الکبیر میں یہ دیکھ چکے تھے کہ رات کو کوچ کر کے دشمن پر تینجہری میں حملہ کرنے سے بڑا کامیابی حاصل ہوتی تھی اسلئے اس وقت بھی سردار کچنر نے اُس نتیجہ خیز طریقہ پر عمل کیا جس کی رات کو ایک بجے ۱۱ سنٹ پر فوج کو آہستہ سے جگا کر روانگی کا حکم دیا گیا چنانچہ

فوج نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور سخیلا کی طرف بڑھی۔ جو وقت فوج چلتی تھی یا تھوڑی دیر کے واسطے سپاہیوں کی قطاروں کو ملانے یا بریکہڈوں کا باہمی فصل کم کرنے کے واسطے ٹھہرتی تھی تو اس وقت حکم دینے کے واسطے کوئی بولی نہیں بولی جاتی تھی بلکہ ہاتوں کے اشارہ سے حکم دیا جاتا تھا یا اگر زبان سے کہا جاتا تھا تو ایسے لہجہ سے جیسے کہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں صبح کے چار بجے کے وقت سردار کی فوج درویشوں کے مورچوں کی زد میں پہنچ گئی۔ جوں ہی آفتاب طلوع ہوا دوسرے دیکھا گیا کہ درویش لوگ مورچوں کی دیواروں پر کھڑے ہوئے سردار کچنری کی فوج کو آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ سواچھے بجے صبح کراکریزی تو چنانچہ سے سردار محمود کے مورچوں پر گولہ باری شروع ہوئی اور یکسہم توپوں نے گولوں کا مینہ برسا دیا۔ اٹھ بجے ہی سردار کچنری دھاوے کا حکم دیا۔ اس حکم کیساتھ ہی دھاوے کا بل بجا گیا۔ انگریزی باجا بجا شروع ہوا۔ ڈھول پر ڈنگہ ڈر الدفیریوں سے جوش دہانے والی صدائیں بلند ہوئیں۔ انگریزی۔ مصری اور سوڈانی فوجیں سیدھی مورچوں کی طرف بڑھیں اور کانٹوں کی بازو کو مورچوں کے آگے لگی ہوئی تھی ہٹا کر سنگڑ اور مورچوں میں گھس گئیں۔ اب کیا باقی رہ گیا تھا دست بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادروں کو اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا اچھا موقع مل گیا۔ دو انگریزی افسر جن کا نام کپتان فنڈلی اور آرکوٹ تھا سنگڑ پر چڑھتے ہوئے مارے گئے۔ درویشوں کے دو سرار آدمیوں نے جو مورچوں کے اندر ایک ضربیہ پر قبضہ کیے ہوئے تھے ایک سخت بازواری اسلحہ گیارھویں سوڈانی پلیٹن نے اُن پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں قریب سوا آدمیوں کے مجروح و مقتول ہوئے مگر ضربیہ پر سوڈانیوں نے قبضہ کر لیا۔ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد درویشوں کے پیر اکھر گئے اور میدان مصری اور انگریزی فوج کے ہاتھ رہا۔ یہ لڑائی



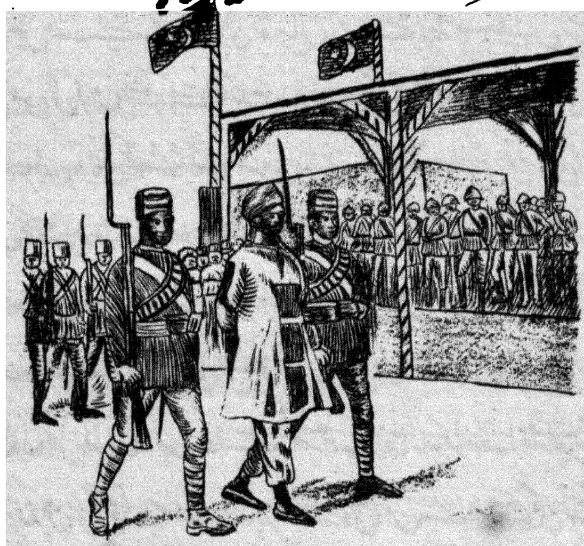
مقام ٹخیلا میں ہوئی جو دریائے اتبارا پر واقع ہے اسلئے اتبارا کے نام سے مشہور ہے فتح ہونے کے بعد جو قوت انگریزی۔ سوڈانی اور مصری فوجیں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کو دریائے اتبارا کے کنارہ پر جمع ہوئیں اسوقت اُنکا حال قابلِ دید تھا۔ سوڈانی خوشی سے ناچتے ہوئے انگریزوں کے پنج میں دوڑتے تھے۔ کوئی بندوق کو سربِ یہ لپکا کر پھرتا تھا اور کوئی ہاتھ بڑھا کر انگریزوں سے مصافحہ کرتا تھا۔ انگریز بھی دل کھول کر اس خوشی میں حصہ لیتے تھے اور اپنی ٹوپیاں اُچھالتے اور سنگینوں پر بچاتے تھے اس لڑائی میں دو کپتان۔ ایک لفٹنٹ۔ ۲۲ نان کیشنڈ افسر اور سپاہی مارے گئے اور ۱۰۔ افسر اور ۲۲ نان کیشنڈ افسر و سپاہی زخمی ہوئے۔ مصری فوج میں ۳۳ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ درویشوں کے تین ہزار کے قریب آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے قیدی و دش توپیں اور بہت سے نشان۔ طبل جنگ اور بندوقیں سردار کچنر کے ہاتھ لگیں۔ حبشی قیدی زنجیروں میں بندھے ہوئے یا ہتکڑی پہنے ہوئے میدان جنگ میں مرے ہوئے ملے۔ امیر محمود گرفتار ہو کر سردار کچنر کے سامنے پیش ہوا اور ذیل کی گفتگو جو سردار کچنر سے ہوئی اُس سے امیر محمود کی بہادری اور مردانگی کا اچھی طرح سے اندازہ ہو سکتا ہے :-

سردار کچنر :- ”تم ہمارے ملک میں جلائے اور مارنے کے واسطے کیوں آئے ہو؟“
 امیر محمود :- ”مجھے ایک سپاہی ہونے کی حیثیت سے بلا کسی عذر کے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ تیر خدیو کے حکم کی۔“

سردار کچنر :- ”عثمان و غنہ کہاں ہے؟ ہم نے سنا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ تھا۔“
 امیر محمود :- ”مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ وہ لڑائی میں موجود نہ تھا۔ وہ معہ رسالہ کے

چلا گیا تھا باقی تمام سردار میرے پاس ٹھہر گئے تھے۔ میں نے تمھاری فوج کو صبح کے پانچ بجے کے قریب دیکھا اور میں اسوقت گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے کپ کے چاروں طرف گیا تاکہ دیکھوں کہ سب اپنی مقررہ جگہ پر موجود ہیں یا نہیں۔ اُسکے بعد میں واپس آکر منتظر رہا۔ میں عورت نہیں ہوں جو بھاگ جاتا ۱۱

امیر محمود کا قید ہو کر بھیجا جانا



امیر محمود کو وادی حلفہ میں قید رہنے کے واسطے بھیجا گیا۔ اس جگہ وہ سلاطین پاشا کے روبرو پیش ہوا جو مدت تک ادرمان میں مہدی کی قید میں رہ چکے تھے۔ اور جنگی یاد امیر محمود کی نگاہ میں اسی حیثیت سے تھی جیسی کہ ایک قیدی کی۔ امیر محمود سلاطین پاشا کو خشم آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا اور چاہتا تھا کہ دل کا غبار لفظوں سے نکالے کہ سلاطین پاشا نے بہت ملائت سے کہا :-

”تمھاری حالت بدل گئی ہے۔ اب تم مجھ سے سزا کا خوف دلا کر روپیہ اور کام نہیں لے سکتے جو کچھ میں تم سے کہوں گا وہ کرنا پڑے گا۔ تم زبان کو سنبھالو۔“ محمود نے تیوری بدل کر جواب دیا ”کچھ دنوں کے واسطے یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن جبوقت خلیفہ تمھیں اور انگریزوں کو امداد مان پکڑ کر لیجائے گا تم کو سب باتوں کا جو درویشوں کے ساتھ کرتے ہو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جب تک امداد مان پہنچو۔ ذرا صبر کرو۔“

امیر محمود کی اس گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ کا بہت سا ملک مصر کے قبضہ میں آچکا تھا اور جنگ اتنا راہیں شکست پا کر امیر محمود خود بھی گرفتار ہو گیا مگر درویشوں کی ہمت ابھی تک بندھ رہی تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمام مفتوحہ ملک انگریزوں کے ہاتھوں سے یلینگے اور مصر تک قبضہ کر لیں گے یہ خیال اُنکا صرف ذاتی دلیری اور ہمت تھا اور نہ انگریزی اور مصری ہتھیاروں کے سامنے اُن کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ اب پہلا سا وقت نہ تھا کہ جب نہ بار برداری کا ایسا کافی انتظام تھا اور نہ مصری فوج اس قدر درست تھی۔ بخلاف اسکے اب ریل نے بہت آسانی پیدا کر دی تھی اور مصری فوج مل کو انگریزی افسروں نے برسوں کی محنت سے خوب درست کر لیا تھا۔ درویشوں کی قوت اور حالت کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا اور ان کے مقابلہ کے واسطے سامان حرب اور سدا کافی جمع کر لی گئی تھی اب صرف ایک آخری فیصلہ کی دیر تھی جس کا وقت قریب آ رہا تھا۔

امد رمان پر آخری حملہ

اتبارا کی لڑائی کے بعد جس نے درویشوں کو بربر کی طرف بڑھنے سے ہوش کے لیے روک دیا تھا کچھ دنوں کے واسطے مصری فوج کو مہلت کا زمانہ مل گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ دریائے نیل میں طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے کشتیوں کی آمد و رفت کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے آگے بڑھنے کے واسطے انگریزی اور مصری فوج مدیائے نیل کی طغیانی کی منتظر رہی۔ اس مہلت کے زمانہ میں سردار کچنر تو سیم ریلوے میں ہمہ تن مصروف رہے اور ابو حامد سے براہ بربر دریائے نیل اور اتبارا کے مقام اتصال تک ریل کی تیاری شروع کر دی۔

خرطوم پر آخری حملہ ہونے کے واسطے اس مقام پر فوجیں جمع کی گئیں۔ مصری فوج جو پہلے سے یہاں پہنچ گئی تھی آبشار شبلوقہ کے شمالی کنارہ پر وادی حبشی میں جمع ہو گئی جو تمام فوج کے جمع ہونے کے واسطے کپ قرار پایا تھا۔ درویشوں کی فوج کا طبعہ اس جگہ سے ۵ میل جنوب میں تھا۔ اوایل اگست ۱۸۹۸ء میں اس مقام پر بے انتہا فوج اور سامان حرب جمع ہو رہا تھا جہاں پر اتبارا کی ریل ختم ہوتی تھی۔ فوج کا میابی کے ساتھ اس میدان میں بڑھ رہی تھی جہاں ایک زمانہ میں بڑی مصیبت کی حالت میں چلنا پڑا تھا۔

۲۳۔ اگست کو سردار کچنر نے مقام وادی حمید میں اپنی تمام فوج سے قواعد کرائی تاکہ اس کی پوری حالت کا اندازہ ہو جائے۔ ایک وقت لنگار جو اس موقع پر موجود تھا لکھتا ہے کہ پریڈ کا میدان اٹا کھیلنے کی میز کی طرح سہوار اور صاف تھا فوج

بالکل حملہ کرنے کے طریقہ پر آگے بڑھ رہی تھی اور سب سے آگے کی قطار قریب چار ہزار گز کے لمبی تھی۔ کیفیت ایک اونچے مقام سے جو بڑھنے والی فوج کے سامنے تھا بہت دلکش معلوم ہوتی تھی۔



۲۴۔ اگست کو مصری فوج برما تھی جنرل ہنشر آبشار شبلوقہ کو روانہ ہوئی جو امداد سے ۴۱ میل کے فاصلہ پر ہے اور وادی حبشی سے آگے فوج کے لیے دوسرا مقام اجتماع مقرر ہوا تھا۔ جنگی کشتیوں اور سالہ نے اس مقام تک گرواوری کر کے دریافت کر لیا تھا کہ وہ بیٹوں کا طلوعہ پیچھے ہٹ گیا ہے اس لیے مصری فوج کو آگے بڑھنے میں کچھ پس و پیش نہ ہوئی اور آبشار شبلوقہ تک پہنچنے میں جو مقابلہ کا اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اب جنگی کشتیاں آبشار شبلوقہ میں بڑھ کر جنوبی کنارہ تک پہنچ سکتی تھیں جہاں سے امداد اور خرطوم کا سہارا بہت ہموار ہے۔ سردار کچنر نے اس امر کا اندازہ کیا تھا کہ فوج کوئی حبشی یعنی آبشار شبلوقہ کے جنوبی کنارہ پر ۲۲۔ اگست تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ یہ اندازہ

صحیح ثابت ہوا اور یوم مقررہ تک ستائیس ہزار آدمیوں کی ایک فوج وٹاں جمع ہوگئی اس فوج میں چیدہ گورے۔ سوڈانی اور مصری شامل تھے اور سامانِ حرب بہت کافی تھا۔ سردار کچنر نے یہ بھی اندازہ کیا تھا کہ وسط ستمبر میں فوج ادرمان میں داخل ہوگا چنانچہ اُس سے بھی پہلے فوج کا قبضہ ادرمان میں ہو گیا۔ فوج نے وادی حبشی میں جمع ہو کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد وادی العبید میں جو کیریری سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے جمع ہوگئی۔ سردار کچنر کو یقین تھا کہ خلیفہ عبد اللہ مقام کیریری میں ادرمان کی حفاظت کے واسطے اپنی فوج کے ایک حصہ سے مقابلہ کریگا اسلئے تمام فوج کو وادی العبید میں جمع کیا مگر یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ خلیفہ ادرمان سے آگے نہیں بڑھا۔ اس لئے تمام فوج بغیر روک ٹوک کے ادرمان سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور اب صرف ایک آخری اور فیصلہ کن لڑائی پر درویشوں کی سلطنت کا خاتمہ ہونا باقی رہ گیا تھا۔

سردار کچنر نے اپنی فوج کو بڑی ہوشیاری اور مستعدی سے ادرمان تک پہنچایا تھا اور چونکہ ہر جگہ درویشوں کے مقابلہ کا اندیشہ رہتا تھا اس لئے متمہ سے تمام سوار۔ پیدل۔ توپ خانہ اور جنگی بیڑہ صف بندی کر کے کوچ کرتے تھے تاکہ جس جگہ موقع ہو مقابلہ کر سکیں۔ جب فوج جبل رویاں کے قریب پہنچی جنرل گارڈن کے بھیجے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا کہ جنوب کی طرف افق پر ایک سیاہ خط کھینچا ہوا ہے اور اُس میں سفید داغ معلوم ہوتا تھا۔ یہ سیاہ خط ادرمان کی آبادی تھی اور سفید داغ جو اُس میں معلوم ہوتا تھا مہدی کا مقبرہ تھا۔ اس سفید داغ کو دیکھ کر جنرل گارڈن کے بھیجے کا خون جوش کھانے لگا اور اپنے چچا کے خون کا بدلہ لینے کی واسطے

اُس کی آرزو تازہ ہو گئی۔

جس وقت فوج کیریری سے جہاں خلیفہ عبد اللہ کے مقابلہ کا گمان واثق تھا گذر گئی چند روز تک سردار اور اُن کی فوج پر خاموشی چھا گئی۔ اب صرف ادرمان پر آخری لڑائی کا انتظار تھا۔ یہ دن لندن میں بہت تشویش کے ساتھ گزر رہے تھے کیونکہ جنرل گارڈن کا زمانہ آنکھوں کے سامنے تھا اور ابھی تک درویشوں کی قوت کے خاتمہ ہونے کا ایسا یقین نہ تھا جیسا کہ آسانی سے دیکھا گیا۔

جبل رویاں سے وادی العبدیہ سیال۔ سوروب اور اگنیا میں فوج کے مقامات ہوئے کجن میں سے مقام مؤخر الذکر کیریری سے ڈیڑھ میل اور ادرمان سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جنگ ادرمان

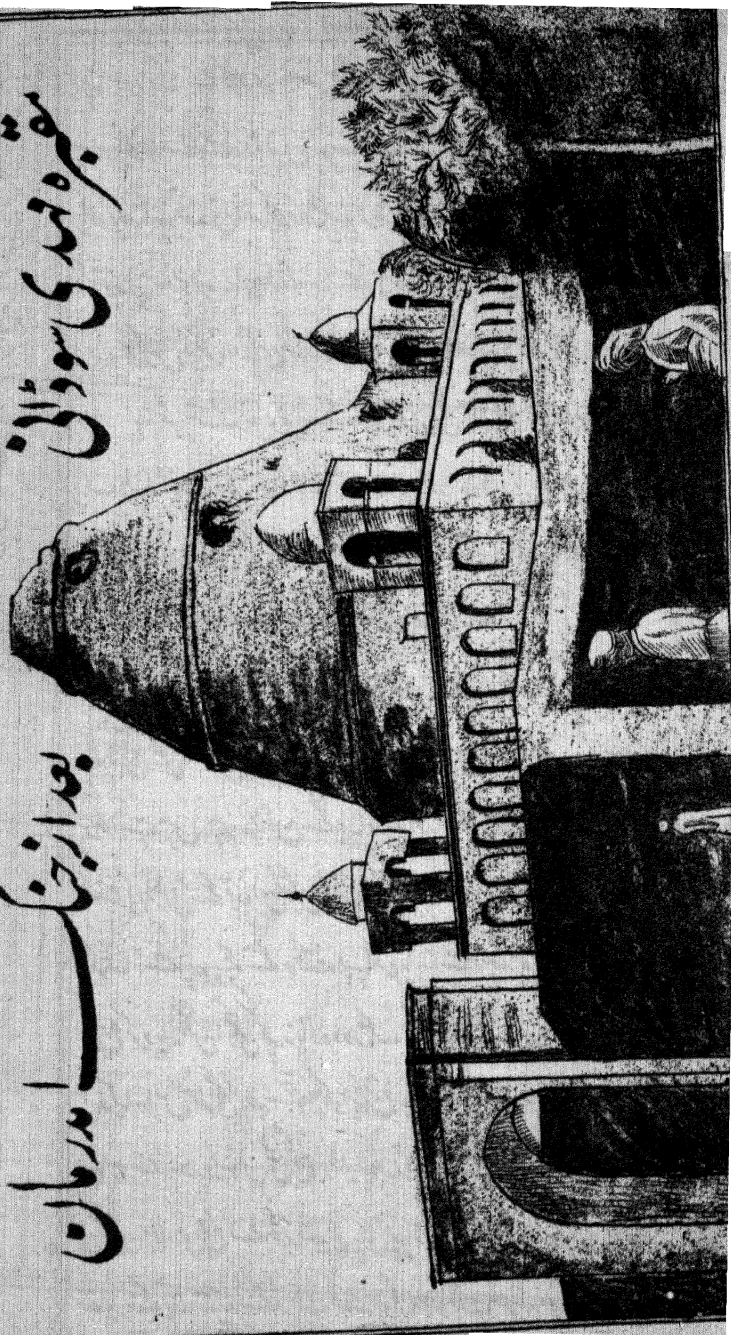
یکم ستمبر کو تمام جیشیں معہ اسپی توپخانہ کے خورشنبیل کی طرف بڑھیں جہاں خلیفہ عبد اللہ نے ادرمان سے آگے بڑھ کر اپنی تمام فوج کو مقابلہ کے واسطے جمع کیا تھا۔ خلیفہ عبد اللہ کی فوج ایک پہاڑی پر سے جو یہاں سے قریب تھی صاف نظر آتی تھی اور سردار کچنر کے تخمینہ میں وہ ۳۵ ہزار کے قریب تھی۔ گیارہ بجے دن کے یہ فوج آگے بڑھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حملہ کرنے کو بڑھی ہے مگر سردار کچنر کی فوج سے جنوب و مغرب کی طرف سہیل کے فاصلہ پر ٹھہر گئی۔ سردار کچنر نے اپنی فوج کو ایک کھلے میدان میں آہستہ کیا جہاں سے درویشوں کی فوج تک کوئی چیز حائل نہ تھی اور اس سے بہتر کوئی موقعہ انگریزی اور مصری توپ خانہ کو

نقشہ میدان جنگ مدیگان

اولیٰ شروع ہونے کی وقت طرفین کی موجودگی کی حالت	مدد اول کے بعد فوجوں کی حالت	اختتام جنگ پر فوجوں کی صورت

مقبره نندی سودانی

بعد از جنگ — ادرمان



اپنا جوہر دکھانے کا نہ تھا۔ مصری اور انگریزی فوج نے ایک نصف دائرہ کی شکل میں سورپے جمائے جسکے دونوں سرے دریائے نیل پر پہنچ گئے تھے اور سامنے سے کچھ دور تک خندق اور کچھ دور تک (مغزیہ) بارو وغیرہ سے حفاظت کی گئی تھی جنہی کشتیوں نے ادرمان کے سامنے پہنچ کر قلعہ اور شہر پر گولہ باری کی جس سے مدی کے مقبرہ کا کلس اڑ گیا اور کئی جگہ سے مقبرہ منہدم ہو گیا۔

۲۔ ستمبر ۱۹۰۷ء یوم جمعہ کو درویشوں کی تمام فوج مقابلہ کے واسطے بڑھی اور ایک ایسا سخت معرکہ ہوا کہ جسکا نظیر مصری اور سوڈانی تاریخ میں نہیں پایا جاتا اور جس نے بظاہر ہمیشہ کے لئے سوڈان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ سردار کچنر نے جو مراسلہ اس لڑائی کے متعلق ۲ ستمبر کو روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا:-

”کل (یکم ستمبر) رات تک درویشوں نے ہماری ساتھ کچھ مزاحمت نہیں کی تھی لیکن آج علی الصباح ہمارے مخبروں نے خبر دی کہ درویش ہمارے مقابلہ کے واسطے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے اُن کے بہادرانہ اور مستقل حملہ کا اپنی جگہ پر مقابلہ کیا اور ایک گھنٹہ کی لڑائی کے بعد جس میں انھوں نے ہمارے دونوں بازوؤں کو گھیرنا چاہا تھا ہم نے انکو ساڑھے چھ بجے کے وقت پسپا کر دیا۔ اسکے بعد ہم نے ادرمان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا لیکن ابھی کچھ زیادہ دور تک نہ پہنچے تھے کہ مینہ پر درویشوں نے پھر سخت حملہ کیا۔ اس حملہ کی وجہ سے ہکوا اپنا رخ بدلنا پڑا اور پھر درویش سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے۔ درویشوں کی فوج جو خلیفہ عبدالسد کی ماتحتی میں تھی دو پہر تک بالکل منتشر ہو گئی۔ ہماری فوج نے خورشید پر پانی پیا اور ۲ بجے پھر ادرمان کی طرف بڑھی جو خلیفہ عبدالسد کے بعد سہ پہر کے وقت قبضہ ہو گیا جو وقت ہم شہر میں داخل ہوئے خلیفہ عبدالسد

جو لڑائی کے بعد امداد مان واپس آگیا تھا بھاگ گیا اور اب رسالہ اور جنگی کشتیاں اسکا تعاقب کر رہی ہیں۔ نیوفیلڈ اور ۱۵۰ انگریزی قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں اور اب ہمارے ساتھ ہیں۔ امداد مان ایک بڑی جگہ ہے اور اب ہماری کل فوج شہر سے مغرب کی طرف میدان میں خیمہ زن ہے۔ میں فی الحال مقتولین اور مجروحین کی مکمل فہرست نہیں بھیج سکتا۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ لفٹنٹ آرگرنفیلڈ متعلقہ ۱۲ لینسز اور کپتان کیلڈ کی متعلقہ اول بیٹلین واروک شائر رجمنٹ مارے گئے اور بہت سے افسر زخمی ہوئے۔ انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد قریب ایک سو کے خیال کرنی چاہیئے۔ اکیسویں لینسز کا اس حملہ میں جمیں لفٹنٹ گرنفیلڈ مارے گئے سخت نقصان ہوا۔ ۲۱۔ آدمی مارے گئے اور ۲۰ زخمی ہوئے۔ ۱۱

اس مختصر رپورٹ سے سردار کچھ کی کسر نفی اور انکساری کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ کسی لفظ سے انھوں نے اپنی بہادری یا کارروائی کو نہیں جتلیا اور صرف سادہ الفاظ میں اُس نمایاں فتح کا حال لکھ بھیجا جسکے واسطے اس مستعدی اور محنت سے وہ فوج لیگئے تھے اور جو ان کی ہوشیاری اور تجربہ کاری کا نتیجہ تھا۔ انگریزی اخبارات کے نامہ نگاروں نے جو اس لڑائی میں شامل تھے میدان جنگ کے تفصیلی حالات تحریر کیئے ہیں جنہے انگریزی اور مصری فوج کی سپہگرمی اور دور ویشوں کی بہادری کا ثبوت پہنچتا ہے اور جو ناظرین کو دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

سردار کچھ کو یقین تھا کہ خلیفہ عبدالامداد مان کی چار دیواری میں انگریزی فوج کے حملہ کا انتظار کرے گا مگر خلاف اسکے بدھ کے روز خلیفہ معہ اپنی فوج کے گہرا کی جانب روانہ ہوا اور دو سے روزیہ لشکر کہ انگریزی فوج قریب پڑی ہے اُن کے

مقابلہ کے واسطے کیریسی کی جانب بڑھا۔ شب جمعہ کو خلیفہ کا تمام لشکر جبل غلام کے پیچھے سویا۔ فوج اور تمام اُمرا آگے کی جانب رہے اور خلیفہ اور امیر یعقوب فوج کے پیچھے مقیم رہے۔ خلیفہ کے ایک ذاتی ملازم عبد امد نے بیان کیا ہے کہ اُس رات خلیفہ کو بہت پریشانی رہی تمام رات کروٹیں بدلیں اور جہازوں پر بجلی کی روشنی دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ طلوع آفتاب پہلے خلیفہ نے اپنے خاص خاص اُمرا کو جمع کیا اور لڑائی کی تجاویز سنائیں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی ماتحتی میں کچھ فوج کو کیریسی کی پہاڑیوں کی طرف روانہ کیا اور خلیفہ معہ یعقوب کے جبل سر غلام کی جانب روانہ ہوا۔ عثمان دغندہ کو معہ اُسکی فوج کے دہاں چھوڑا۔ علی واعد ہیلو اور شیخ عدین کی ماتحتی میں درویشوں کی فوج جو نیزوں اور تلواروں سے مسلح تھی اپنے قدیمی جنگ و جدل کے طریقہ پر انداکبر کے نعرے مارتی ہوئی جھنڈے لیکر سیدھی انگریزی فوج کی طرف بڑھی۔ حقیقت میں اِس زمانہ کی توپوں اور رائفلوں کے سامنے جو اُن کی آن میں ہزاروں بہادروں کا اُنکی حسرتوں کے ساتھ خاتمہ کر دیتی ہیں۔ اس طرح سینہ سپر ہو نا بری غلطی ہے مگر درویش جو اپنی بہادری پر مغرور اور جوش مذہبی سے غمور تھے موج دریا کی طرح بڑھے چلے آئے۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے وقت جب درویشوں کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا ستائیس سو گز کے فاصلہ سے آپر گولہ باری شروع ہوئی۔ درویش برابر بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ انگریزی فوج سے سولہ سو گز کے فاصلہ تک آ گئے اس وقت درویشوں نے دھاوا کر کے توپ خانہ پر آپر کرنے کی کوشش کی اور باوجود توپ خانہ سے گولوں کا میخہ برس رہا تھا مگر درویش تین سو گز کے فاصلہ تک پہنچ گئے اب وہ بندوقوں کی زد میں پہنچ گئے تھے ایسے انگریزی اور مصری لپٹنوں نے بندوقوں

سے آگ برسانی شروع کر دی۔ اس سخت آتشباری کے سامنے درویش آگے نہ بڑھ سکے اور قلب لشکر سامنے سے علیحدہ ہو گیا صرف بندوچی انگریزی فوج کا جواب دیتے رہے انگریزی فوج میں کپتان کیلڈیکاٹ متعلقہ واروک شہر جھٹ اول مارے گئے اور کرنل فرینک روڈس زخمی ہوئے۔

کرنل روڈس درویشوں کے پہلے حملہ کی کیفیت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:-
 ”درویشوں کی بڑی فوج دو ہزار گز کے فاصلہ سے اس طرح بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی کہ گویا چارہاری آگے کی فوج کے پار ہو جائے گی۔ درویشوں نے اپنا میسرہ بڑھایا اور سیدھے ہمارے مورچوں پر حملہ کیا۔ ایک عجیب حرکت اس مجنونانہ بہادری کی یہ تھی کہ ایک بڑا سفید جھنڈا حملہ آور فوج کے آگے آگے لیجا جاتا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ وہ بہت سی مرتبہ ہاتھوں میں بدلا گیا ہو گا مگر جو وقت ایک علم بردار گرتا تھا دوسرا اسکو لیکر اسی طرح بہادرانہ طور پر آگے بڑھتا تھا یہاں تک کہ صرف چھ آدمیوں کا ایک گروہ رہ گیا جو ہماری صف سے دو سو گز کے فاصلہ تک آگیا۔ یہ لوگ برابر آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ سب مارے گئے اور جھنڈا زمین پر پڑا رہ گیا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ درویش بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ آئے اور مر گئے اور حقیقت میرے خیال میں وہ دونوں فوجیں جو اول حملہ آور ہوئیں بالکل نیست و نابود ہو گئیں اور بہت کم انہیں سے خلیفہ سے جا کر شامل ہوئے جو سرخام کی پہاڑی کے پیچھے کیننگاہ میں فوج لیے ہوئے منتظر تھا۔ ہم پر ہمارے ضربہ میں کسی وقت سخت آتشباری نہیں ہوئی۔ درویشوں کے پاس کم از کم پچیس ہزار بندوقیں مختلف قسم کی تھیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری خوفناک گولہ بازی نے ان کی آتشباری کو بڑھنے نہ دیا۔ ہماری آتشباری اس قدر خوفناک تھی اور

جنگ اندرمان میں کیم توپوشے دو دینوں پر گولہ باری



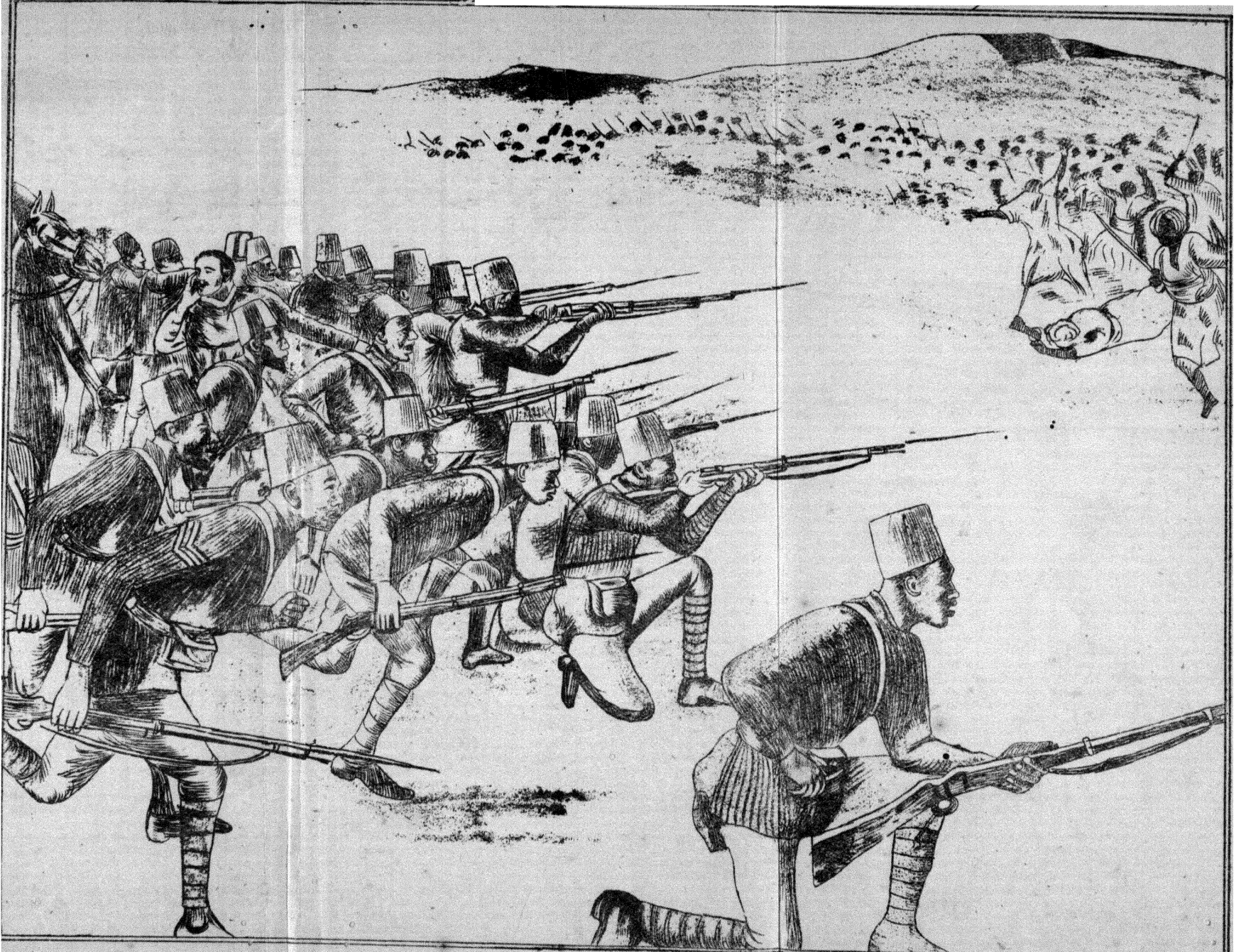
جو جماعت ہم پر حملہ آور ہوئی وہ اسقدر گنجان تھی کہ یہ خیال کرنا بیجا نہ ہو گا کہ لڑائی کے پہلے حملہ میں درویشوں کے چار ہزار آدمیوں کا نقصان ہوا۔“

جب وقت سردار کچھڑنے دیکھا کہ درویش پہلے حملہ میں پسپا ہوئے انھوں نے فوج کو اندر مان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ جو فوج اندر مان کو بڑھی اُسکے آخری حصہ میں مصری اور سوڈانی بریگیڈ بابتحتی جنرل میکڈانلڈ کو بچ کر رہے تھے۔ خلیفہ نے جو جبل سرفام کے پیچھے غنم نظر تھا فوج کو اندر مان کی طرف بڑھتے دیکھ کر دوبارہ حملہ کرنے کے واسطے اپنے آدمیوں کو جمع کیا اور اپنے بیٹے امیر یعقوب کو حکم دیا کہ سیاہ جھنڈا لیلے اور اپنے تمام موہنی ملازمین اور ذاتی نوکروں کو معہ باقی ماندہ فوج کے بیکر مصری فوج پر حملہ کر۔ اور چند سوار بھیج کر علی واعد ہیلو اور شیخ حدین کے پاس جو درویشوں کے پہلے حملہ میں انصر فوج تھے یہ پیغام بھیجا کہ فوراً واپس آکر امیر یعقوب کی مدد کریں۔ علی واعد ہیلو اور شیخ حدین کی فوج تو امیر یعقوب کی مدد کو نہ پہنچ سکی مگر امیر یعقوب نے معہ اپنی فوج کے بڑے استقلال اور بہادری سے جنرل میکڈانلڈ کی فوج پر حملہ کیا۔ یہ موقع سوڈانی اور مصری فوج کے واسطے سخت آزمائش کا تھا کیونکہ درویشوں نے باوجودیکہ اُن پر براہِ آگ برس رہی تھی کوئی علامت میدان چھوڑنے کی ظاہر نہ کی اور برابر بڑھتے چلے آئے۔

ایک انگریزی وقائع نگار درویشوں کے دوسرے حملہ کا حال اس طرح تحریر کرتا ہے:-
 ”دشمن کے مسلح آدمیوں کا گردہ اسقدر گنجان تھا کہ دوسرے گویا تلواروں کی ایک چمکدار رہنی پہاڑی معلوم ہوتی تھی۔ آگے آگے دو تین ہزار عمدہ سوار نیزوں سے مسلح تھے سواروں کی یہ غرض تھی کہ مقابلہ کی سیاہ فام سوڈانی فوج میں گھس کر توپوں کو روک دیں تاکہ درویشوں کی پیدل فوج کے واسطے راستہ کھل جائے۔ درویش بے ترتیبی سے گھومتے

دوڑاتے ہوئے ہماری آگ کے قریب آتے جاتے تھے رفتہ رفتہ وہ چھیدی سیماہ
 لین (مصری اور سوڈانی پلٹوں) کے آؤر بھی قریب آ گئے۔ یکایک اُس میدان میں
 خاموشی چھا گئی اور ہماری قطاروں میں معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیچ کے ساتھ دشمن کی بہادری
 کے معترف ہیں چند لمحہ کے بعد یہ خاموشی دور ہوئی۔ دشمن کے سب سے آگے کے سوار
 دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت میکڈانلڈ کی لین کے ایک حصہ نے فیر کرنے
 شروع کیئے۔ دو سوار اپنے چار جاموں سے گرتے ہوئے نظر آئے۔ ایک خالی گھوڑا
 دوڑتا ہوا ہماری فیر کرنے والی لین کی طرف آیا۔ دشمن کے سوار اس پر بھی بخوف آگے
 بڑھتے رہے۔ پھر ہماری بند وقوں سے ایک بار مار گئی۔ نصف درجن سوار زمین پر گرے
 سکے بعد دیگرے گھوڑوں کے چار جامے خالی ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ بیس سے
 بھی کم سوار رہ گئے جو آگے بڑھے چلے آتے تھے۔ ایک سوار جو ایک بہت اچھے عرب
 پر سوار تھا ہماری لین سے تین گز کے فاصلہ تک پہنچ گیا مگر وہ بھی مارا گیا۔ اس طرح
 درویشوں کے تمام سوار مارے گئے تمام میدان میں نعشیں پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔
 اور بہت سی نعشوں کے پاس گھوڑے اطمینان سے چرتے ہوئے نظر آتے تھے۔
 ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ پہلے حملہ کے روکنے کے بعد یہ امر
 یقینی تھا کہ درویش میدان چھوڑ دیں گے مگر فتح ادرمان میں اسل کام سوڈانیوں کا
 تھا سوار کچر بھی اسکی مدد کو پہنچ گئے تھے مگر ان کی باقاعدہ انتہاری نے درویشوں کے
 سواروں کا بالکل قلع قمع کر دیا اور کسی دوسری پلٹن کی امداد کی ضرورت نہ ہوئی۔ یہ
 دوسرا موقع تھا کہ جبرہ ثابت ہو گیا کہ سوڈانی لوگ باقاعدہ فوجی تعلیم پانے پر کیسے اچھے
 سپاہی بن جاتے ہیں۔ اس موقع پر دونوں فریق ایک جنس ایک ملک کے رہنے والے

جنرل میکڈانلڈ کے بریگیڈ کا ذرویشوں کے دوسرے حملے کو روکنا



جنگ اترمان میں امیر یعقوب کے جھنڈے پر لڑائی

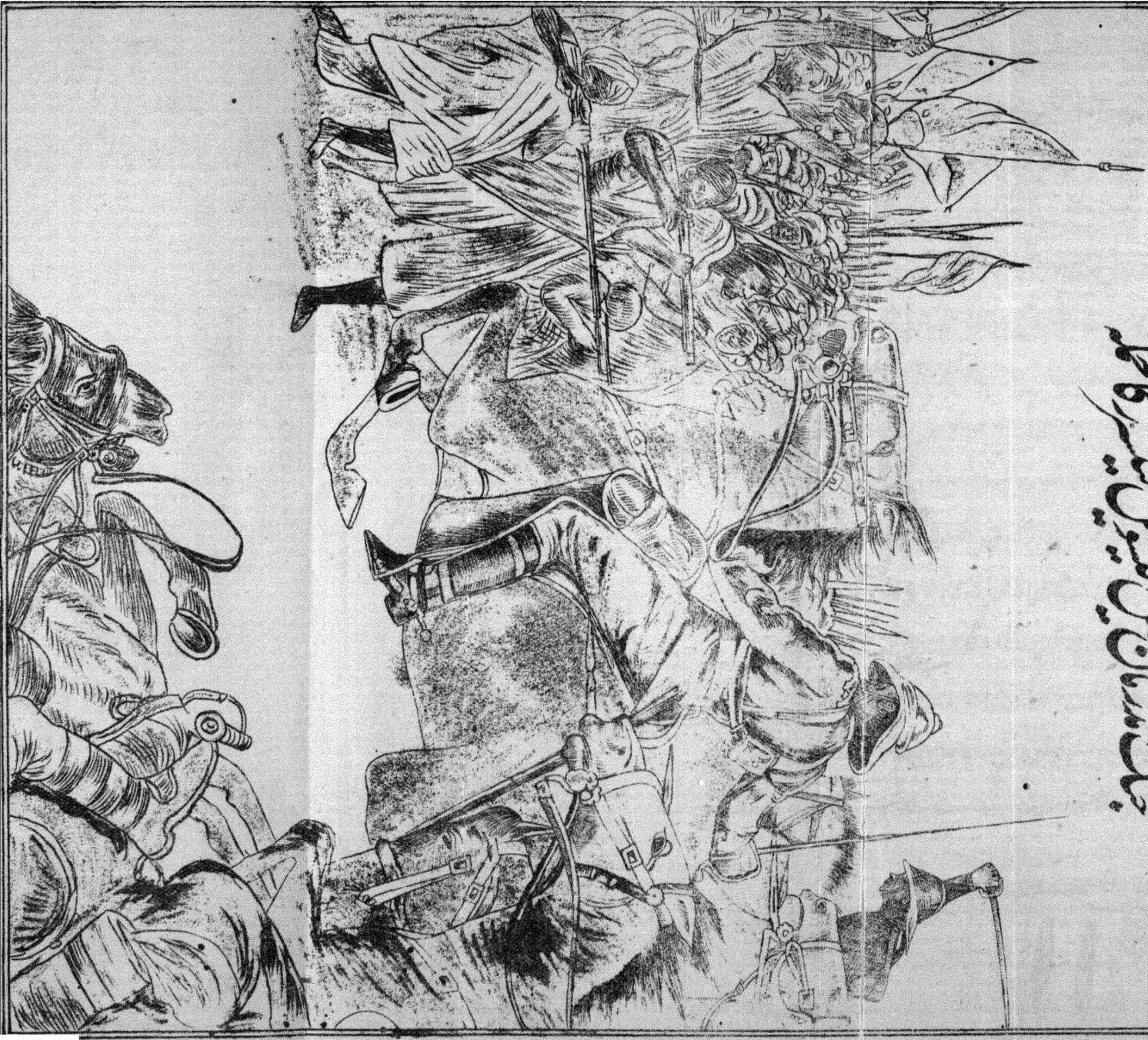


اور ایک مذہب کے پیرو تھے فرق یہ تھا کہ ایک موجودہ فن پہگری سے ماہر اور سامان حرب سے درست تھا اور دوسرا صرف اپنی ذاتی شجاعت کے بھروسہ پر سینہ سپر ہو کر آگیا تھا۔ گویا دو پہلوان تھے ایک قوت میں بڑھا ہوا اور دوسرا کرب میں زیادہ۔ پس نتیجہ غیر متوقع نہ تھا۔ درویشوں کی بہادری میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ انھیں لوگوں کا کام تھا کہ ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ سے برستی آگ میں توپوں کے سنہ تک بڑھے چلے آئے اور جو قدم آگے بڑھایا تھا پیچھے نہ ہٹا۔ حقیقت میں اگر اس موقع پر ان کے مقابلہ میں توپیں نہ ہوتیں اور صرف بندوق اور تلوار کی لڑائی ہوتی تو میدان درویشوں کے ہاتھ رہتا۔ مگر آفت بھری میکسم توپوں نے ایک ایک فیر میں کئی کئی کو آڑا دیا اور جو ان سے بچے وہ بندوقوں کے نشانہ ہوئے خلیفہ عبداللہ کا بیٹا امیر یعقوب بھی اس لڑائی میں مارا گیا اور جو بہادری اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اس موقع پر دکھائی تمام لڑائی میں اس کا نظیر نہ تھا۔ امیر یعقوب کے ساتھ ایک بڑی جماعت سیاہ فام سواروں کی تھی جس نے کئی مرتبہ انگریزی فوج کے قریب آنے کی کوشش کی کئی مرتبہ وہ سوار سیدھے گھوڑے دوڑا کر بادل کی طرح گر جتے ہوئے بڑھے مگر توپوں اور بندوقوں کی بارشوں نے سنہ پھر پھر دیا۔ سیکڑوں آدمی ہر مرتبہ مجروح و مقتول ہوئے اور جو وقت وہ لوٹتے تھے گرد کے بادل آسمان تک پہنچ کر انکو انگریزی فوج کی نگاہوں سے چھپا دیتے تھے۔ آخری مرتبہ جو وقت اس جماعت پر مہری فوج نے بارشاری تو وہ بجائے سنہ موٹنے کے امیر یعقوب کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوٹنے اور منتشر ہونے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور برابر بندوقوں اور توپوں کی بوجھاڑ کے نیچے جمع کھڑے رہے یہاں تک کہ تمام امیر یعقوب کے مارے گئے گویا میدان

سے جانے کی ذلت گوارا نہ کی۔ سلاطین پاشا جو عرصہ تک ادرمان میں قید رہ چکے تھے امیر یعقوب کے جھنڈے کو پہچانتے تھے اور اس لیے فوراً اس مقام پر گئے جہاں اس بہادر گروہ نے اپنے سردار پر اپنی جانیں نثار کی تھیں۔ امیر یعقوب اس وقت تک زندہ تھا مگر سلاطین پاشا کے سامنے دم واپس پورا کر گیا جس وقت امیر یعقوب نے داعی اجل کو لبیک کہا اس کے باؤں گاؤں کے چند سواروں نے جو زخمی پڑے تھے بدقت تمام اٹھ کر بندہ و فوہ پر ہاتھ ڈالا اور مصری فوج پر فیر کرنے لگے۔ اسپر مصری سپاہیوں نے بڑھ کر ان کا کام تمام کر دیا۔ اس لڑائی میں سو اے امیر یعقوب کے پانچ آؤ بڑے بڑے سردار یعنی ذکی عثمان۔ عثمان دیکامی۔ مقدم الغدید۔ وعد بشرو۔ سنیوسی۔ اور محمد وعد اللہ دی خلعت مہدی بھی مارے گئے۔

درویشوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کے ہزار ہا آدمی مارے گئے اور انگریزی توپوں تک وہ نہ پہنچ سکے پھر حاکم کرنے کی کوشش نہ کی۔ خلیفہ عبداللہ نے جس وقت دیکھا کہ معاملہ دگرگوں ہو گیا ہے اور اس کی فوج کے چیدہ آدمی مارے گئے وہ ادرمان کو واپس آ گیا۔ اور مسجد میں بیٹھ کر پھر فوج کے آدمیوں کو جمع ہونے کی ترغیب دی لیکن کسی شخص نے اسکی یہ بات قبول نہیں کی۔ پھر خلیفہ مسجد سے روانہ ہو کر اپنے گھر میں آیا اور وہاں شہد کا شربت پیکر نماز پڑھی اور چونکہ یہ یقین تھا کہ انگریزی فوج شہر میں داخل ہوگی اس لیے سرعت کے ساتھ کچھ ضروری سامان اور اپنے خاندان کے آدمیوں اور چند چیدہ سواروں کو ہمراہ لیکر سردار کچنر کے شہر میں داخل ہونے سے تین چار گھنٹہ پہلے جنوبی دروازہ سے نکل کر فرار ہو گیا۔ خلیفہ کے بھاگنے کی خبر ہونے پر سردار کچنر نے مصری رسالہ کو اس کے قتل کے واسطے دوڑایا اور جنگی کشتیاں بھی دریائے نیل میں اس کے مقابلہ کے واسطے آگے

جنگ امدد مان میں اکیسویں لہیز سز کا حمد



بڑھیں تاکہ خلیفہ کو لوٹنے سے روکیں مگر مصری رسالہ ادرمان کی لڑائی کی وجہ سے بالکل ماندہ ہو گیا تھا اسلئے زیادہ تعاقب نہ کر سکا اور خلیفہ چند میل تک دریائے نیل کے کنارہ کنارہ جا کر کرو فان کی جانب ریگستان کی طرف ہو گیا۔ سوڈان کی چند قوموں نے جو گورنٹ مصر کی ملازم اور خلیفہ کی جانی دشمن تھیں کرو فان کی طرف بھی خلیفہ کا تعاقب کیا مگر بے نیل مرام واپس ہوئیں۔

جنگ ادرمان میں جیسا کہ جنرل سیکڈ انڈ کے بریگیڈ کو سختی کا سامنا ہوا اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ اکیسویں لینسرز کے سواروں کو آزمائش کا وقت آگیا تھا اس فوج کو حکم تھا کہ مفتوح درویشوں کو شہر میں نہ لوٹنے دیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں یکا یک وہ ایسے موقع پر پہنچ گئے کہ جہاں قریب دو ہزار کے درویش کیننگاہ میں بیٹھے تھے اور چونکہ وہ لوگ ایک نلہ میں چھپ رہے تھے اسلئے اکیسویں لینسرز کو بہت قریب پہنچ جانے پر انکا حال معلوم ہوا۔ کرنل مارٹن نے جو اس فوج کے افسر تھے فوراً حملہ کا حکم دیا اور یہ بہادر سپاہی سیدھے درویشوں کی طرف بڑھے اور ان کی فوج میں گھس گئے۔ اگرچہ یہ لوگ ہندوستان سے نئے نئے گئے تھے اور بہت کم انکو سخت لڑائیوں میں شامل ہونے کا اتفاق پڑا تھا مگر اس وقت ان لوگوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اور دست برد لڑائی کے بعد درویشوں کو ہپا کر دیا۔ ۲۲۰ آدمیوں میں سے جنھوں نے حملہ کیا تھا چالیس سے زیادہ مجروح و مقتول ہوئے اور درویشوں کے بہت سے آدمی مائے گئے

سردار کچنر کا ادرمان میں داخلہ

غلیفہ کے بھاگ جانے کے بعد اسکے چند دل افسردہ ساتھی شہر کے مغرب کی جانب انگریزی اور مصری فوج سے لڑتے رہے مگر وہ کسی شمار میں نہ تھے اس لیے سردار کچنر نتیجہ جنگ سے مطمئن ہو کر شہر میں داخل ہوئے اور غلیفہ کا جھنڈا جو فوج کے ہاتھ لگ گیا تھا ساتھ لینگے شہر میں داخل ہونے کے بعد ممدی کے مقبرہ کے احاطہ میں پہنچنے میں بڑی وقت پیش آئی کیونکہ جس طرف سے فوج داخل ہوئی تھی اُس جانب احاطہ کا دروازہ نہ تھا۔ سردار کچنر نے توپ خانہ کو بلا کر احاطہ پر گولہ باری شروع کرائی اور خود مع اپنے اسٹاف کے چکر کھا کر دریا کی جانب گئے اور دروازہ کی راہ سے احاطہ میں داخل ہوئے توپ خانہ سے احاطہ مقبرہ پر برابر گولے برس رہے تھے اس لیے مرنے والے کچنر کو جو احاطہ میں داخل ہو چکے تھے نقصان کا اندیشہ ہوا اور فوراً ایک اردلی کو بھیجا کہ گولہ باری موقوف کرنے کا حکم دیا مگر جب تک حکم کی تعمیل ہوئی انبار ٹائمز کا قلعہ نگار مسٹر ہیو برٹ ماؤرڈ ایک گولہ کا نشانہ ہو کر قتلہ اجل ہوا۔

اُس رات کو تمام فوج ادرمان کے باہر میدان میں پکڑسوئی یکشنبہ کو علی الصباح خرطوم میں اُس محل کے نیچے جمیں جنرل گارڈن مارے گئے تھے انگریزی رجسٹیں اور گیارھویں سوڈانی بلین جمع ہوئیں اور سردار کچنر بھی مع اپنے اسٹاف کے آئے تاکہ جنرل گارڈن کے واسطے دعا خوانی کریں جس چھت کو ۲۸ جنوری ۱۹۰۸ء کو سرچارلس ولسن نے (جو جنرل گارڈن کی مدد کے واسطے فوج لیکر گئے تھے) دُور سے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا اور مصری جھنڈا انہوں نے کی وجہ سے سمجھ گئے تھے کہ جنرل گارڈن

کا خاتمہ ہو چکا اسی چھت پر یونین جیک (انگریزی جھنڈا) اور مصری نشان چڑھائے گئے
۱۹ فیبریل گارڈن کی یاد میں سر ہوئے اور انگریزی اور مصری باج سے مامی
راگ گائے گئے۔ انگلستان کے گرجا اور رومن کیتھولک فرقہ کے پادریوں نے انجیل
میں سے چند فقرے پڑھ کر دعا خوانی کی اور ملکہ معظمہ کے واسطے تین چیر زونجیکیں اسکے
بعد جلسہ برخواست ہوا۔

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنگ ادرمان میں دس ہزار سے زیادہ درویش مار گئے
اور ۱۹ ہزار زخمی اور چار ہزار قید ہوئے۔ انگریزی اور مصری فوج میں سے ۲۵ انگریزی
اور ۲۱ مصری سپاہی مارے گئے اور ۹۹ انگریزی اور ۲۳۰ مصری سپاہی زخمی
ہوئے یعنی انگریزی مجروحین اور مقتولین کی تعداد ۱۲۴۷ اور کل فوج میں سے ۳۷۵
ہے۔ دو انگریزی افسر لفٹنٹ کرنیل متعلقہ نمبر ۱۲ لیسٹرز اور کپتان کیلڈیکھا متعلقہ
رائل واروک شائر رجمنٹ مارے گئے۔

فتح ادرمان کے بعد جعفر مالک غیر کے قیدی جیلخانہ میں تھے وہ رہا کر دیے گئے
منجملہ اُن کے ایک مشہور جرمنی سوداگر چارلس نیوفیلڈ تھا جسکو گیارہ برس پہلے دریغوں
نے ڈنگولہ کے قریب گرفتار کیا تھا اور اس وقت سے درویشوں کی قید میں تھا۔ چارلس
نیوفیلڈ کے جو کچھ حالات اُسکی بیوی سے معلوم ہوئے اُسے پایا جاتا ہے کہ درویش
باجوہ ایسے متعصب ہونے کے اس قدر جشی نہ تھے جیسا کہ اُن کو خیال کیا جاتا ہے اور
نہ بیوجہ وہ کسی کو مارنا پسند کرتے تھے۔ سید نیوفیلڈ (چارلس نیوفیلڈ کی بیوی) نے ایک
انگریزی اخبار کے ذرائع نگار سے ذیل کے حالات بیان کیے ہیں وہ لکھنؤ سے خانی نہیں
”میری شادی شہداء میں مقام قاسمہ میں ہوئی۔ ستر نیوفیلڈ اکثر اٹو نیوفیلڈ

کے بیٹے ہیں جو مشرقی پریشیا میں رہتے تھے۔ مسٹر نیوفیلڈ اس خوف سے کبچہ رافج میں بھرتی نہ کر لیتے جائیں جو معنی سے مصر چلے گئے اور وہاں انجیری کے محکمہ میں ٹھیکہ لیکر تین ہزار آدمیوں سے کام شروع کر دیا جو وقت انگریزی فوج سٹمپ میں مصر میں پہنچی مسٹر نیوفیلڈ نے اپنی خدمات انگریزی افسروں کو تفویض کیں اور بہت سے نمایاں کام انجام دیئے ایک یہ تھا کہ دس ہزار فوج کے واسطے کچی بارگیں بنوائیں۔ شروع سٹمپ میں مسٹر نیوفیلڈ نے تجارت کا ارادہ کیا اور ایک کشتی خرید کر اُس میں یورپ کی اشیائے تجارت فراہم کیں اور خرطوم کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ انکو اس ارادہ سے باز رکھوں مگر میری تمام کوششیں بیکار ہوئیں کیونکہ انھوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ خرطوم میں یورپ کی تجارت کھولیں۔ افسوس ہے کہ میں انکے ساتھ نہ جاسکی اور نہ اُس وقت جاسکی میری خواہش تھی کیونکہ میری صحت کی خراب حالت سبب تھی۔ مسٹر نیوفیلڈ کی جدائی کے بعد میری حالت زیادہ خراب ہو گئی اسکے بعد ایک اخبار کے ذریعہ سے جو میرے معالج واکٹر نے دیا مجھ کو معلوم ہوا کہ مسٹر نیوفیلڈ درویشوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے۔“

جو وقت آسٹریا کے پادری اہر دولڈ جبکے حالات دُرج ہو چکے ہیں مہدی کی قید سے بھاگ آئے اُنکی زبانی چارلس نیوفیلڈ کی گرفتاری اور قید کے مفصل حالات اُسکی بیوی کو معلوم ہوئے اور بعد میں یہ بھی تحقیق ہوا کہ چارلس نیوفیلڈ سے بارود بنانے کا کام لیا جاتا ہے مسٹر نیوفیلڈ اپنی لڑکیوں کے لندن چلی گئی تھیں اور اُنکا یہ بیان ہے کہ میرے خاوند کو ہمیشہ یہ یقین رہا کہ جنرل گارڈن قتل نہیں کیئے گئے بلکہ قید میں رہے چارلس نیوفیلڈ کی رہائی کی خبر ہونے پر مسٹر نیوفیلڈ کی تمنا کا باغ ہرا ہو گیا اور وہ اپنے خاوند

سے ملنے فاسرہ کوروانہ ہو گئیں۔

مفتوح اور مجروح درویشوں سے انگریزی اور مصری فوج کا برتاؤ

جنگ ادرمان کے بعد مفتوح اور مجروح درویشوں کے ساتھ انگریزی اور مصری فوج کس طرح پیش آئی اُسکے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ لڑائی کے بعد مصری اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ برٹش اور مصری فوجوں نے جیسا ہوا اُس لڑائی میں مفتوح اقوام و ممالک کے ساتھ کیا ایسا آج تک کسی قوم نے نہیں کیا۔ مہدی کا مقبرہ جو نہایت قیمتی سنگین عمارت ہے اور تمام بڑے عظیم افریقہ میں اعلیٰ درجہ کا شمار کیا جاتا تھا تو پوں سے اڑایا گیا اول اُسکے مرتفع گنبد پر گولہ باری کی گئی اور اسکے بعد چار دیواری گرا دی گئی۔ گولہ باری ہونے کے بعد قبر کھد کر مہدی کی نعش کو نکالا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے سرو اور دائرہ کے بال بدستور تھے سر کاٹ کر جہل گارڈن کے بھیتے کو دیا گیا اور نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ خاص باشندگان ادرمان سے جو برتاؤ کیا گیا وہ اس سے بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ اُن کے پاس سے قرآن اور کتابیں چھین لی گئیں اور تین روز تک شہر میں قتل عام اور لوٹ مار رہی اس قتل عام میں پچیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مہدی کا دفیہہ جو ایک پہاڑ کے واسطے میں تھا نکال لیا گیا جسکی تعداد پندرہ بیس لاکھ روپیہ کے قریب تھی۔ اور سید سامان جنگ بھی اسکے علاوہ ہاتھ آیا۔ مصری اخبارات کے اندازہ میں لڑائی شروع ہونے سے امن قائم ہونے تک قریب اسی ہزار آدمیوں کے مارے گئے۔

یہ امر یقینی ہے کہ ان واقعات کے بیان کرنے میں مصری اخبارات نے مبالغہ کیا ہے مگر

تابناش چیز کے مردم نگویند چیز ما

بغیر کسی اصلیت کے اس انواہ نے شہرت نہیں پائی۔ انگریزی اخبارات کے قائل تھے کہ جو اس مہم میں انگریزی فوج کے ساتھ ادرمان گئے تھے انھوں نے اس قسم کے چشم دید واقعات بیان کیے ہیں جن سے مصری اخبارات کے بیان کی کچھ کچھ تصدیق ہوتی ہے مہدی کے مقبول توپوں سے اڑوانے اور قبر کو کھدوانے کی تصدیق تو بغیر کسی اختلاف کے خود انگریزی اخبارات کے بیان سے ہوئی۔ مگر مہدی کی نعش کے نکلنے کی تاویل اس طرح کی گئی کہ گولہ کے صدمہ سے نعش باہر نکل پڑی اور کھوپری ولایت بھیج دی گئی گولہ کے صدمہ سے نعش کا قبر سے باہر نکل آنا ایک ایسی بات ہے جس کو کوئی تسلیم نہ کرے گا اور صاف پایا جاتا ہے کہ بعد اقبہ کو کھدوا کر مہدی کی نعش سے جنرل گاٹون کے حوٹن کا بدلہ لیا گیا اور کھوپری اس کے بھتیجے کو دی گئی۔ انگریزی انسروں کی یہ حرکت مصلحت کے باطل خلاف تھی اور حقیقتاً اس فعل سے یورپ کی تہذیب اور شائستگی پر دھبہ لگایا اور تمام قوم کو بدنام کیا۔ کاش مہدی کی قبر کی حفاظت ہوتی اور مثل دیگر متبرک مقامات کے اس کی عزت کی جاتی تو سو ڈائینوں کے نالیف قلوب کے واسطے یہ ایک بڑا ذریعہ ہوتا۔ زخمی آدمیوں کے قتل کرنے کی نسبت انگریزی وقایع نگاروں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ اخبار کنیشپور بری ریوہو کے فوجی وقایع نگار سٹراسی۔ این مینیٹ کے بیان کے موافق عہد ان زخمی درویشوں کے قتل کرانے کا حکم دیا گیا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد لوٹ مار بھی ہوئی مگر سٹریٹ مینیٹ برے جو اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کی طرف سے مہم کے ساتھ گئے تھے اس کی تردید کرتے ہیں

اُن کا بیان ہے کہ مشرای - این بینٹ نے انگریزی فوج کی نسبت یہ غلط الزامات لگائے ہیں برخلاف اُس کے دس بارہ ہزار زخمی و رویشوں کی امداد مان کی مسجد میں مصری اور ایک انگریزی ڈاکٹر نے حفاظت کی اور میدان جنگ میں صرف اُن زخمی و رویشوں کو قتل کیا جو فوج کے شہر میں داخل ہونے کے وقت راستہ میں پڑے تھے اور گذرتی ہوئی فوج پر نیزے پھینک کر یا بند و قوں سے فیر کر کے حملہ کرتے تھے امداد کی لوٹ مار کی نسبت مشر برلے کا یہ بیان ہے کہ انگریزی فوج نے کسی قسم کی لوٹ مار شہر میں نہیں کی بلکہ شہر کے غریب باشندوں نے قبل اسکے کہ انگریزی فوج اسن قائم کر سکے خلیفہ کے غلہ کے کھتوں اور مفروامیروں کے مکانات پر لوٹ مار کی۔

مشر برلے کی یہ تردید شائع ہونے پر مشربینٹ نے ایک بسیط مضمون اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں درج ہونے کے واسطے بھیجا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشربینٹ کا بیان دربارہ قتل و لوٹ مار صحیح ہے اور بہت سے دوسرے اخباروں اور چشم دید بیانات سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

مشربینٹ کا مضمون جو پائیر مورخہ یکم فروری اور اسٹیمین مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا اسکے چند فقرے لفظ بلفظ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں جن سے مشربینٹ کی رائے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے :-

”مجھے زیادہ صاف اور تحقیق کے ساتھ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر مجروح رویش خطرناک ہوتا تو اُسکو قتل کرنا بالکل مناسب تھا۔ یہ حال صرف اُسی بیان پر صادق نہیں آتا جو میں نے امداد مان کی نسبت تحریر کیا ہے بلکہ مجروح رویشوں کے اُس قتل عام کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوتا ہے جو یقیناً سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہوا۔ اور جس کی

نسبت مشرب رہے جو چاہیں کہیں۔ اگر ان ابتدائی لڑائیوں میں مجروح درویشوں کے قتل کرنے کا دراصل یہی سبب تھا کہ وہ سدا راہ ہوتے تھے تو اس بارہ میں اب مجھ کو کچھ کلام نہیں ہے جس چیز کی کہ میں شکایت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اندرمان میں ایسے آدمی قتل کیے گئے جنکے پاس ہتھیار نہ تھے اور بظاہر لاچار معلوم ہوتے تھے۔ اخبار نیچر گزٹ کے وقلنگھار نے جو نامہ نگاروں میں عام طور پر پسندیدہ اور معزز تھے یہ چشم دید واقعہ بیان کیا کہ کالے لوگوں نے جو قتل عام کیا وہ ناممکن الحفاظت تھا۔ مشرولیم جنگی نامہ نگار اخبار ڈیلی کرائیکل نے اخبار مذکور میں تحریر کیا کہ میں میدان قتل عام کے ایک ٹکڑے میں ہو کر گذرا۔ میں نے اُس سے چند گز کے فاصلہ پر دیکھا کہ کس طریقہ سے ایسی فوج اُن درویشوں کو قتل کر رہی تھی جو اُس جگہ زخمی پڑے تھے کیونکہ ان میں سے بعض نے فوج کی طرف نیزے پھینکے تھے۔ فوج کی اس حرکت سے مجھ کو سخت غصہ آیا اور میں نے چاہا کہ کسی بڑے افسر سے رپورٹ کروں مگر کوئی انگریزی بڑا افسر اُس موقع پر موجود نہ تھا۔ میں نہیں کہتا کہ لڑائی کے بعد قتل عام غصہ دلانے والا نہیں تھا بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ بہت خوفناک اور سخت تھا اور فوراً روک دینا چاہئے تھا، الفسٹ متعلقہ نمبر ۵ فیوزیلیرز نے اپنی چھٹی مورخہ ۹ ستمبر میں جو اخبار شیفلڈ گزٹ میں شائع ہوئی تحریر کیا کہ شہر کی طرف بڑھنے سے پہلے سردار نے حکم دیا تھا کہ تمام زخمی درویش جو راستہ میں آئیں قتل کر دیئے جائیں۔

میں ذیل میں اُن سپاہیوں کے بیانات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو لڑائی میں موجود تھے :-

(الف) لنکا شاہ فیوزیلیرز کے ایک سپاہی نے لڑائی کے دو روز بعد تحریر کیا کہ

جب ہم آگے بڑھے تو ہکو حکم دیا گیا کہ تمام زخمیوں کو جو راستے میں ملیں قتل کر ڈالیں۔

(اخبار ایک ٹائمز مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(ب) گریفیڈ برکارڈ کے ایک کارپورل نے ہیل ہیپیٹیڈ گزٹ کی تحریر کے موافق بیان کیا کہ ہکو مقتول اور مجروح درویشوں کے اوپر ہو کر بڑھنا پڑا اسخالیکہ حکم تھا کہ سب کو قتل کیا جائے۔

(ج) نمبر ۲۱ سینسز کے ایک سپاہی کا مندرجہ ذیل بیان اخبار سالہری ٹائمز مورخہ ۶ جنوری میں شائع ہوا :-

(ایکویں سینسز کی ایک جماعت کو حکم تھا کہ تمام زخمیوں کو جو راستے میں ملیں قتل کر دیا جائے۔ ہم نے اس حکم کی تعمیل کی اور ان درویشوں کو قتل کیا جو زمین پر زخمی پڑے تھے اور برچھے۔ تلوار یا آن ہتھیاروں سے جو ہمارے ہاتھ میں تھے انکو مصیبت سے نجات دی۔ اس سوال کے جواب میں کہ آیا زخمی درویش نے اس جماعت میں سے کسی پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس سپاہی نے کہا کہ انہیں۔ مگر اسوجہ سے کہ انکو موقع نہ تھا۔)

(د) گاڈز کے ایک سپاہی نے اخبار ایکو کے قائم مقام ۷۔ اکتوبر کو بیان کیا کہ اس موقع کا خیال کرنے سے میری روح کانپتی ہے۔ ہکو بہت سے آدمیوں کا خاتمہ کرنا تھا جو تکلیف سے کرا رہے تھے ان کے واسطے یہ اچھا ہوا۔ اس سے بہتر کوئی بات نہیں تھی۔ ہم نے انکو تکلیف سے نجات دی۔

”اس امر سے کہ بہت سے زخمی درویش بعد میں امدان کے فوجی شفاخانہ میں دیکھے گئے میرے اس بیان کی تردید نہیں ہوئی کہ ہزاروں زخمی آدمی میدان جنگ میں

جاں بلب پڑے رہے اور کچھ کوشش اُن کی مدد کرنے کے واسطے نہیں کی گئی۔ زخمی درویشوں میں سے بہت سے آدمی میدان جنگ سے چلے گئے تھے اور بعد میں ادرمان میں آ گئے۔ اور غالباً جو میدان میں رہ گئے تھے اُن میں سے بعض آدمی جو تین چار میل چل سکتے تھے بعد میں بدقت تمام شہر میں پہنچے۔ سردار نے جو اعلان باشندگان شہر کو دیا اُس سے وہ دوسرے دور نہیں ہو سکتی جو ایک مہذب فلاح پر واجب ہے یعنی زخمی درویشوں کو لا کر اُن کی حفاظت کرنا۔

”میں اس بات کو زور کے ساتھ مکرر کہتا ہوں کہ ادرمان پر قبضہ ہونے کے بعد شہر کو مصری اور انگریزی فوج نے لوٹا۔ میں نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ غریب باشندگان شہر نے اس لوٹ مار میں حصہ نہیں لیا مگر میں نے دن کے وقت شہر کے خاص بازار میں دو انگریزی سپاہیوں کو دیکھا کہ روپیہ کی قمیٹی لینے ہوئے جاتے تھے اور ہمارے آدمیوں میں سے چند نے اُس لوٹ مار میں حصہ لیا جو دن کے وقت ادرمان میں ہوئی۔ میں قتل عام کا الزام انگریزی فوج کو نہیں دیتا بلکہ کالے لوگوں نے یہ زیادتی کی۔ ہمارے افسر اور آدمی اس قتل عام کے حکم دینے یا میدان میں زخمیوں کو پٹا رہنے دینے یا مہدی کے مقبرہ کی بے عزتی کرنے کے ملزم نہیں ہیں بلکہ ان سب باتوں کے جواب دہ سردار کچھڑ ہیں۔“

مشیرینٹ کے ان بیانات اور شہادتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ ادرمان میں مصری فوج کی کارروائی قابلِ افسوس تھی اور اگرچہ ان زیادتیوں کی ملزم ویسی فوج ہے مگر انگریزی افسر اس افسوسناک کارروائی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے کیونکہ فوج کی نیکی اور بدی انھیں کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی جس طرح

فتح ادرمان کا سہرہ سردار کچنر کے سر ہا اسی طرح دیسی فوج کی اس وحشیانہ کارروائی کا الزام بھی انھیں کے ذمہ عائد ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ زخمی درویشوں میں سے کسی کسی نے انگریزی فوج پر نیزے پھینکے ہوں مگر کیا ایک مہذب قوم کو یہ جائز تھا کہ ایسی مصیبت کی حالت میں زخمی آدمیوں پر ترس کھائی اور خود بھی دشمنی لوگوں کے ساتھ وحشی بن جاتی افسوس ہے کہ اس واقعہ نے فتح ادرمان کی سفید چادر پر ایک سیاہ داغ لگا دیا جو جنگ مصر و سوڈان کی تاریخ کے صفحات سے اُسوقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ مہذب اور غیر مہذب کا امتیاز باقی ہے۔ اس واقعہ نے رفتہ رفتہ یہاں تک طول پکڑا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں دو فریق ہو گئے ایک مشرعی۔ این بلینٹ کے قول کا حامی ہو گیا اور دوسرا مشر بلینٹ نرے کے بیان کا طرفدار اور لارڈ کچنر کو ان الزامات کی جوابدہی کرنی پڑی۔

معاملہ فثودا

سوڈان میں مصری اور انگریزی فوج کی کامیابی کو دیکھ کر فرانس نے بھی پانی بھرا آیا اور درویشوں کے زوال کو غنیمت سمجھ کر بیچارہ شندمہ ایک جماعت فرانسیسیوں کے بحر الغزال کی طرف سے جہاں وہ مدت سے منڈلا رہا تھا فثودا میں داخل ہوا۔ فرانس کو خیال تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ درویشوں کی قوت کا خاتمہ ہونے والا ہے اور انکا ملک فاتح قوم کے رحم پر ہے جو کچھ اس غنیمت میں سے ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔ فرانس کو مدت سے بحر الغزال کی طرف اپنی سرحد بڑھانے کا خیال تو لگ ہی تھا اس موقع کو مناسب خیال کر کے فرانسیسی جماعت نے فثودا پر قبضہ کر لیا اور اس طرح سے اپنے دل کو بھالیا کہ اگرچہ اسکے پڑنے رقیب انگلستان کے سوڈان کا تمام ملک

ہاتھ لگ گیا ہے مگر خالی فرانس بھی نہ رہا۔

سردار کچنر بھی فتح ادرمان کی خوشی اچھی طرح نہ سنا چکے تھے کہ خلیفہ کے ہمارے
میں سے ایک جہاز فٹوڈا سے خرطوم آیا اور کپتان جہاز نے اپنے آپ کو سردار کے
حوالہ کر کے فرانسیسیوں کے فٹوڈا پر قبضہ کرنے کی خبر سنائی۔ سردار کچنر نے فوراً
فٹوڈا پر ہم بیچانے کی تیاری کر دی نمبر ۱۰-۱۱ اور ۱۳ سوڈانی پلٹن کے اٹھارہ سو
آدمی اور کیرن ہالکینڈرز کے سو گورے معہ میکسم توپوں کے سلطان اور شیخ نامی
جنگی کشتیوں پر سوار کر لئے گئے اور خود سردار کچنر معہ اپنے اسٹاف کے جہاز
دال پر سوا۔ بہو کر فٹوڈا کی طرف روانہ ہوئے۔ سردار کچنر نے فٹوڈا پہنچ کر دیکھا کہ فرانسیسی
جھنڈا لہرا رہا ہے۔ میجر مارشند سردار سے نہایت مردانہ طور سے ملا اور چند الفاظ
کہنے کے بعد اسے شامپین کی بوتل نکالی اور شراب نوشی کے ساتھ باہم اتحاد کی
گفتگو ہوتی رہی۔ میجر مارشند نے کہا کہ بغیر حکم گورنمنٹ فرانس میں فٹوڈا خالی نہیں
کر سکتا میں نے رپورٹ بھیجی ہے اسکا جواب آنے پر تعمیل حکم کرونگا۔ سردار کچنر نے
میجر مارشند کی درخواست منظور کی اور دونوں فوجیں انگلستان اور فرانس کے فیصلہ
کی منتظر ہیں۔

اس عرصہ میں فٹوڈا کی بابت گورنمنٹ انگلستان و فرانس میں خط و کتابت

ہوتی رہی اور جو صورت معاملہ ابتدا میں پیدا ہوئی اُس سے انگلستان اور فرانس میں
لڑائی چھڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ دونوں سلطنتیں اپنے اپنے حقوق پر جمی ہوئی تھیں۔
انگلستان کا یہ دعوے تھا کہ چونکہ دیشوں کا تمام ملک مہدی کے زمانہ سے پہلے
در اصل مصر کی عمارت میں شامل تھا اور فٹوڈا بھی اُسکا ایک حصہ ہے اسلیئے جائز تھا

فشودا کا مصر ہے۔ فرانس نے اسکے برخلاف اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ سوڈان مصر کے علاقہ سے نکل چکا تھا اور اسکو دوبارہ فتح کیا گیا ہے اور فتح امدان سے پہلے فشودا پر فرانسیسیوں کا قبضہ نہ کیا گیا تھا اسلئے جو سلطنت جس علاقہ پر پہلے قبضہ ہوئی وہی اسکی جائز حقہ رہے۔ کچھ عرصہ تک اس معاملہ میں بہت رد و مکدہ ہوتی رہی مگر جب فرانس پر ثابت ہو گیا کہ انگلستان نے از سر نو جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں اور تمام بحری مقامات میں فوجوں کے تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے تو اسکو یقین ہو گیا کہ انگلستان ہرگز اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوگا اور اگر فرانس اپنے قول پر چارٹولٹرائی ہو جائیگی اگر فرانس اور انگلستان کے مابین لڑائی ہوتی تو ہمیں فرانس کا زیادہ نقصان تھا اور انگلستان کے مقابلہ میں اسکی کامیابی کی کم امید تھی مجبور فرانس نے میجر مارشند کے نام حکم بھیج دیا کہ فشودا کو خالی کر دیا جائے اور یہ اسکی مرضی پر چھوٹا کہ فرانسیسی فوج خلوصے سوڈان کے بعد خواہ بحر الغزال سے واپس جائے یا نیل اور قاہرہ سے یا نیل ازرق اور حبش کی راہ سے واپس ہو فرانس کے اُس فرقہ نے نجویر و فی مقبوضات کا حامی ہے گورنمنٹ کی اس تجویز کو کمزوری اور بزدلی پر محمول کیا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کیونکہ مدبران انگلستان کی تقریروں سے فرانس کے قومی افتخار پر بڑا دھبہ لگا تھا۔ میجر مارشند کو جبراً و قہراً اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی مگر وہ ہرگز اس حکم سے خوش نہ تھا اور جب واپسی وقت اسکو قاہرہ کے فرانسیسی کلب میں فرانسیسیوں کی طرف سے دعوت دی گئی اور جام صحت نوش ہوا تو اسنے ایک تقریر میں صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں اُس دن کا بیخ اور افسوس بیان نہیں کر سکتا کہ جس روز مجھکو سرکاری طور سے فشودا خالی کرنا پڑا اور گو فشودا کا معاملہ ایک معمولی بات ہے مگر حقیقتاً تمام معاملات کی جڑ ہے مگر فرانس کو مصلحت و قوت

اور چارہ کار سونے اسکے اور کچھ نہ تھا کہ فشو دا خالی کر دے۔

ایم مانیٹر لکاسی نے چیبرف ڈیپٹینز (پارلیمنٹ فرانس) میں معاملات خارجہ پر بحث کرتے ہوئے صاف طور پر ظاہر کر دیا تھا کہ انھوں نے فشو دا کے حکم دیئے ہیں فرانس کو تمام فوائد پر بحفاظت کرنا پڑا اور گورنمنٹ کی رائے میں ایسے جھگڑے سے کہ تمام دنیا کو مصیبت میں بھسنائے کنارہ کرنا ملک کے ساتھ عین ہمدردی ہے کیونکہ اس میں جو نقصان ہوتا وہ بلحاظ معاملہ نسبتاً بہت بڑا تھا۔

اگرچہ فرانس نے پارلیمنٹ کی تجویز کے موافق فشو دا خالی کر دیا اور اس قصہ نے طول نہ پکڑا مگر یہ ضروری ہے کہ جو رشتہ اتحاد و رفاقت دونوں ملکوں کے درمیان وابستہ تھا وہ ختم ہوا اور پرانی رقابت کو اور تقویت ہو گئی کیونکہ منفرد اشخاص کی طرح قوم کیونکہ اس ذلت کو گوارا کر سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس میں اس فیصلہ بہت تلخی پھیلی اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ انگلستان کا جہازی بیڑہ بہت قوی ہے اس سبب سے ہم کو یہ دن نصیب ہوا۔ مانیٹر لکاسی سابق وزیر نوآبادی نے یہ بھی بیان کیا کہ اگرچہ فرانسیسی اعزاز میں کچھ ہتہ لگا ہے مگر ضرور ہے کہ پالیسی کبھی بدلے کیونکہ ہم ہمیشہ ایسی پالیسی سے بستہ نہیں ہو سکتے جو اپنے فوائد انگلستان پر قربان کرے گوشت ہمارا ایسا کرنا عقل مند ہی میں خصل تھا۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فشو دا کو خالی کرنا فرانس کو بہت خار گزارا ہے اور اس سے آئندہ بہت سی پیچیدگی پیدا ہوگی اور شاید وہ وقت دور نہ ہو کہ یوٹپ کے پولیشکل مطلع پر کہ ورت کا ابر چھائے اور یوٹپ کے اس میں خلل انداز ہو۔

خرطوم میں گارڈن کلج قائم ہونا

تخلیہ فشو دا کے بعد لارڈ کچنر کو ہر طرف سے اطمینان ہو گیا گو با فتح سوڈان تکمل ہو گئی۔ اب سوڈا اسکے اؤر کچھ باقی نہ رہا کہ مفتوحہ ممالک میں نئی گورنمنٹ قائم کی جائے اور اسکے انتظام کی تدابیر عمل میں آئیں۔ اسلئے سردار کچنر انگلستان کو روانہ ہوئے جہاں تمام ملک اسکے غیر مقدم کے واسطے ہمہ تن شوق بن رہا تھا اور اس بہادر سپاہی کی آمد کا منظر تھا جس نے جنرل گارڈن کا بد لایکرت تمام قوم کو ممنون کیا اور ایک ایسا ملک فتح کر کے انگلستان کے سپرد کر دیا جس پر راجا قیمتی جانیں اور کروڑوں روپیہ صرف ہو چکا تھا سردار کچنر نے نہ صرف سوڈان کا ملک ہی فتح کیا بلکہ انگلستان کے نام سے اس بند کادھبہ شادیا جواسکو ۱۸۹۸ء میں مہدی کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔

جس طریقہ سے سردار کچنر کی لندن میں پیشوائی ہوئی اور عزت حضور ملکہ معظمہ اور قوم نے سردار کچنر کو عطا کی وہ سب انکی خدمات کا مناسب صلہ اور ملک کی قدروانی کا بین ثبوت تھا۔ حضور ملکہ معظمہ نے خاص طور پر اپنی ملاقات کا اعزاز بخشا اور جلیبہ اور سوئق پر سردار کچنر کو شامل کیا۔ بیرن کا خطاب ملا۔ بہت سے پبلک جلسوں میں قوم نے انکی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ لارڈ میر نے اعزازی تلوار پیش کی۔ ایڈنبرا کی یونیورسٹی نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری عطا کی اور ایڈنبرا کی فریڈم کا اعزاز حاصل ہوا۔ پارلیمنٹ نے ایک معقول رقم بطور عطیہ دینی تجویز کی۔ غرض کہ ہر طرح سے ملک اور قوم نے سردار کچنر کی عزت افزائی اور ان کی خدمات کا شکریہ ادا کرنے میں کوشش کی تاکہ آئندہ دوسروں کو حوصلہ ہوا اور حقیقت میں جو احسان سردار کچنر نے ملک پر کیا وہ اسی شکر گزار ہی اور قہرمانی کا حق تھا

لندن میں پہنچنے کے بعد عرصہ تک سردار کچنر کو اسی قسم کی دعوتیں اور جلسوں میں مصروفیت رہی اور جب ہر طرح سے سردار کچنر اور بہادران امدردان کی آؤ بھگت ہوئی تو مفتوحہ مالک کے انتظام کی طرف توجہ ہوئی۔ سب سے پہلے سردار کچنر نے خرطوم میں گاڈن کالج قائم کرنے کے واسطے ایک لاکھ پاؤنڈ چنہ کی درخواست کی۔ یہ درخواست قوم نے بہت خوشی اور سرگرمی سے منظوری اور فوراً گاڈن کالج بمبریل فنڈ قائم ہوا حضور ملکہ معظمہ نے اس کالج کا سرپرست اور پرنس آف ویلز نے نائب سرپرست ہونا منظور کیا اور وزیر عظم انگلستان نے اس تجویز کی تائید میں سرگرمی ظاہر کی۔ فنڈ کے قائم ہوتے ہی روز بروز چنہ کی تعداد بڑھنے لگی یہاں تک کہ بہت تھوڑے عرصہ میں رقم معینہ سے زیادہ روپیہ اس فنڈ میں جمع ہو گیا۔ اور لارڈ کچنر کے خرطوم واپس جانے پر کالج کا بنیادی پتھر رکھا جانا قرار پایا۔

فرانس گوشتو اسکے پولیٹیکل تعلقات سے علیحدگی اختیار کر چکا تھا مگر اسکو چین نہ آیا اور سوڈان اور فتو اسکو ہمیشہ کے لئے فرانسیسی اثر میں رکھنے کے واسطے ایک خاص ترکیب نکالی۔ ایم ڈلائکل نے ایک اعلان اس مضمون کا دیا کہ خرطوم میں ایک فرانسیسی کالج اور فتو اسکو میں مارشند اسکول کھولا جائے گا اور اسکے قیام کے واسطے اکثر دولت مند جماعتیں ذمہ دہ ہو گئی ہیں۔ اور چنہ بھی جمع ہونا شروع ہو گیا اور گاڈن کالج خرطوم کے ساتھ ہی فرانس کی عجیب کارروائی باعتبار پولیٹیکل حالت سوڈان فرانس کے آئینہ خیالات اور پالیسی کی وضاحت کرتی تھی۔ برٹش گورنمنٹ فوراً سمجھ گئی کہ فرانس کی اس کارروائی سے اصول سیاست کے واسطے ایک خراب نتیجہ پیدا ہو گا۔ سب سے صاف طور پر فرانس کو کہہ دیا کہ اگر اگلے آٹھ ماہوں پر چھڑ کر سننے کی پالیسی فرانس نے اختیار کی تو انگلستان کو مجبور وہ کارروائی کرنی پڑیگی

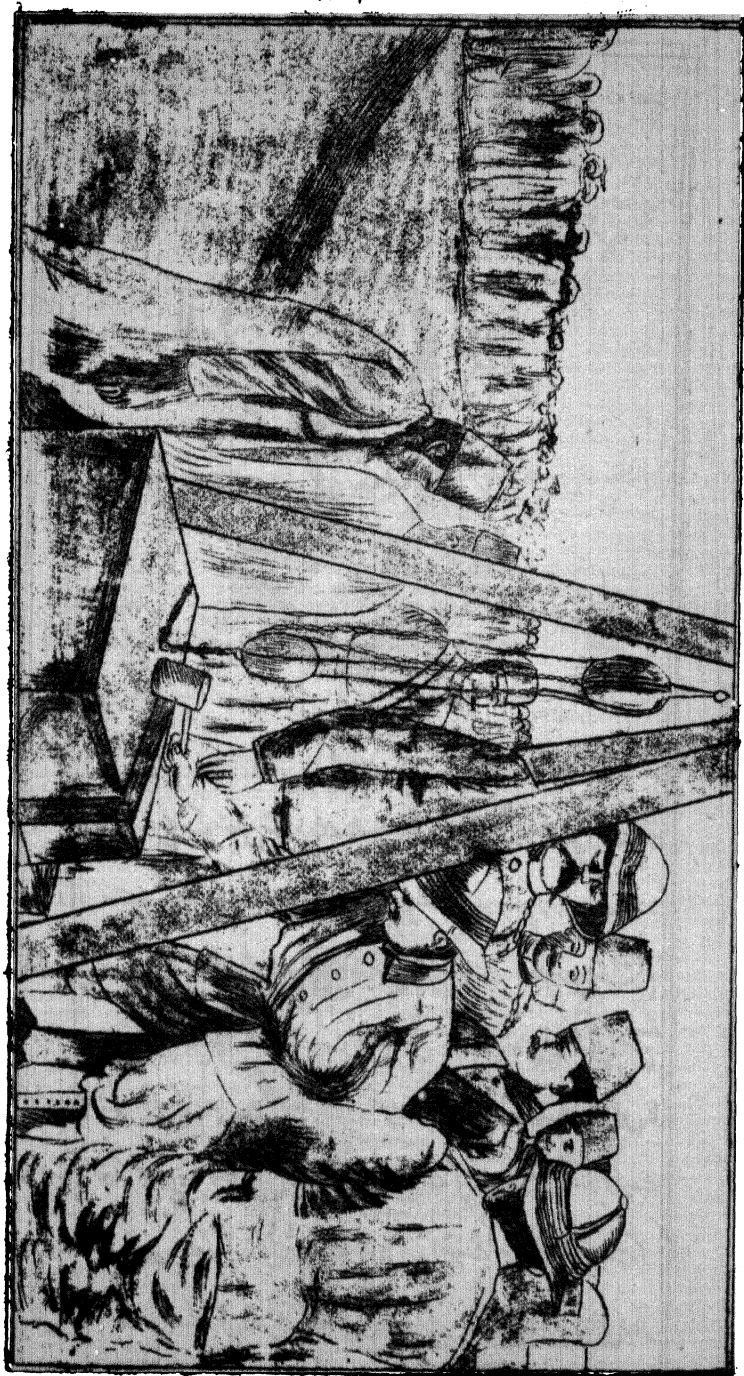
جوشایہ فرانس کے حق میں مضرہو۔ انگلستان کی اس دھمکی سے پھر فرانس نے دم نہ مارا اور اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

لارڈ کرامر



گارڈن کلج کے متعلق تمام مرحلے طے ہونے کے بعد لارڈ کچنر قاہرہ واپس آ گئے اور وہاں سے لارڈ کرامر وزیر انگلستان متعینہ قاہرہ کے ساتھ خرطوم کو روانہ ہوئے۔ خرطوم میں سب سے پہلا کام گارڈن کلج کا بنیادی پتھر رکھنا تھا۔ ۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو یہ رسم لارڈ کرامر نے اپنے ہاتھ سے پوری کی اور قبل اسکے کہ بنیادی پتھر رکھا گیا ضلع کے اکثر عائد و شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے لارڈ کرامر نے انکے سامنے ایک تقریر کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ گارڈن کلج میں عربی زبان میں تعلیم دی جائے گی اور اس کلج کے قایم کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ انگریزی فیشن کے سو ڈالنی پیدا ہونے لگیں بلکہ یہ غرض ہے کہ یہاں کے باشندوں کے دل دو باغ روشن ہوں۔ لارڈ کرامر نے اس تقریر میں یہ بھی کہا کہ

دندان کشیدن و تفتیش در سجون ایران



یہ ملک زیر حکومت ملکہ معظمہ اور خدیو کے رہے گا لیکن جیسے کہ انی خاص قاہرہ یا لندن سے نہوگی بلکہ لارڈ کچر با اختیار قائم مقام گورنمنٹ انگلستان و مصر رہینگے۔ نیز یہ کہ اہل اسلام کے مذہب۔ رسم و رواج کی کامل حفاظت کی جائے گی۔ لارڈ کرامر کے اس وعدہ پر تمام اہل شیوخ نے از حد مسرت اور خوشدلی ظاہر کی۔

موجودہ گورنمنٹ سوڈان

۱۸۹۹ء
کارٹن کالج کا بنیادی پتھر رکھنے کے بعد لارڈ کرامر قاہرہ واپس آئے اور ۱۰ جنوری

ہنر ہائیں عباس علی پاشا خدیو مصر



کو سوڈان کے آئندہ انتظام کے متعلق ہر سچی ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور ہر مائینس عباسی سلمی پاشا خدیو مصر کے درمیان ایک عہد نامہ ہوا جس پر پطرس پاشا وزیر نظارت خارجہ اور لارڈ کرامر نے دستخط کیے۔

اس عہد نامہ میں سوڈان کی حدود مقرر کی گئیں اور نئے انتظام میں اوجی سلفہ اور سو اکن خسل پہنچے جو کچھ انتظام مصر سے بالکل علیحدہ کیا گیا۔ سلطنت برطانیہ کو حق دیا گیا کہ باستحقاق فتح سوڈان محدودہ ممالک کے موجودہ آئندہ انتظام و قوانین میں حصہ لے۔ اصطلاح گورنمنٹ میں سوڈان سے وہ ملک مراد لیا گیا (۱) جو ۲۲ عرض البلد کے جنوب میں ہے اور جسکو ۱۲۴۴ء سے مصری فتح نے کبھی نہیں چھوڑا (۲) جو مفصلہ سوڈان سے قبل ہر مائینس خدیو کے زیر حکومت تھا اور تھوڑے دن کے لیے مصر کے قبضہ سے نکلیا تھا اور اب دوبارہ انگلستان اور مصر نے متفقہ طور پر فتح کیا۔ (۳) یا وہ ملک جو مذکورہ بالا دونوں سلطنتیں آئندہ فتح کریں۔

عہد نامہ مذکور میں یہ بھی قرار پایا کہ اگوں کو عدالتہائے مشمولہ کی حکومت سے بری کیا جائے اور تمام سول اور فوجی اختیارات گورنر جنرل کے ہاتھ میں رہیں جسکو برطانیہ کلاں کی سفارش سے خدیو معظم مقرر کریں گے اور جس کی برخاستگی خدیو معظم کے حکم اور برٹش گورنمنٹ کی رضامندی سے ہوگی۔

۲۰ جنوری ۱۹۱۹ء کو خدیو معظم نے اس حکم پر دستخط کیے جس کی رو سے لارڈ کچنر گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوئے۔ گورنر جنرل کو قانون کے بنانے اور تغیر و تبدل کرنے کا اختیار دیا گیا اور سوڈان کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا۔ کوئی تو قنصل یا نائب تو قنصل یا ایجنٹ بغیر منظور سی برٹش گورنمنٹ سوڈان میں مقرر نہ ہو سکے گا۔ اس واسطے خدیو کو تو قنصل کے مقرر

کونے میں کوئی اختیار نہیں ہے اور اس معاملہ میں سلطنت عثمانیہ کا کوئی دخل نہ رہا۔
 غلامی قطعاً منہج کی گئی اور مصر کے مال و اسباب پر محصول نہ لیا جائے گا۔ سوڈان کا
 دارالصدر خرطوم مقرر ہوا اور اسی مقام پر ایک سب گورنر۔ پرایویٹ سکرٹری اور
 فنانشل سکرٹری رہیگا اور سکرٹری اور محاسبی کا دفتر اور محکمہ عدالت بحکمہ حفظان
 اور محکمہ تعلیمات بھی خرطوم میں رہیں گے۔ ۴

۴ سوڈان میں چھ اول درجہ کے ضلع یعنی ڈنگولہ۔ بربر۔ کسالا۔ سنار۔ فشووا اور
 خرطوم اور تین دوسرے درجہ کے یعنی رسوان۔ وادی حلفہ اور سو اکن مقرر ہوئے۔ اول
 درجہ کے ضلع میں ایک گورنر رہیگا جسکو ایک ہزار پاؤنڈ ماہوار تنخواہ اور دو سو پاؤنڈ بھتہ۔
 ملے گا۔ ۱۲ انسپیکٹر اور بہت سے کلرک وغیرہ بھی رکھے جائیں گے۔ پولس مین ۱۲۰
 دیسی سردار اور ۴۸۰ نان کمیشنڈ افسر مقرر ہوں گے۔ جنرل ہینٹر گورنر ادرمان (خرطوم)
 کرنل لوئس گورنر سنار۔ کرنل جیکسن گورنر فشووا۔ اور کرنل کوئلنس گورنر کسالا مقرر ہوئے
 مذکورہ بالا انتظام سے سوڈان ایک علیحدہ حکومت قرار دی گئی جو بظاہر خدیوہ حقیقتاً انگلستان
 کے ماتحت رہے گی۔ سوائے سو اکن کے جہاں مصری جھنڈا اڑے گا اور سب جگہ
 انگریزی اور مصری جھنڈے رہیں گے۔ ۵

۵ ۱۹۰۹ء کے اخراجات کے متعلق جو بٹ منظور ہوا اسکی تعداد تین لاکھ پچیس ہزار سات
 سو پچیس پونڈ تھی جس میں سے ایک لاکھ تانے ہزار چار سو پچیس پونڈ فوجی اخراجات کیواسطے
 ایک لاکھ پچیس ہزار تین سو پونڈ دیگر اخراجات کے لئے منظور ہوئے یعنی نصف سے زیادہ رقم صرف فوجی
 اخراجات کے واسطے منظور ہوئی جس سے سوڈان کی فوجی ضروریات اور استحکام کا بخوبی
 اندازہ ہو سکتا ہے اور حقیقت میں سوڈان کے استحکام کی گورنمنٹ کو بہت ضرورت ہے

کیونکہ اب بحر اوقیانوس کی طرف فرنیسی علاقہ سے اور جانب جنوب و مغرب حبش کے علاقہ سے سوڈان کی سرحد بچائے گی جن میں سے اول الذکر انگلستان پر خا رکھائے بیٹھا ہے۔ اور شاہ حبش اپنی روز افزوں قوت کے نشہ میں کسی کو خیال میں نہیں لاتا۔ خاصہ کہ جب سے اٹلی کو شکست دی ہے اسکا دماغ آسمان پر ہے اور عجب نہیں کہ ایک نہ ایک ان ٹیشن گورنمنٹ سے بھی زور آزمائی کرے۔

جو حکمت عملی گورنمنٹ انگلستان نے سوڈان کی گورنمنٹ قائم کرنے میں اختیار کی اُس سے تمام دنیا پر روشن ہو گیا کہ انگلستان نے مصر اور سوڈان کو ہمیشہ کے لئے اپنے اقتدار و حفاظت میں لے لیا اور یہ اقرار کہ مصر میں انتظام قائم ہونے کے بعد انگلستان اپنا اقلیتی علیحدہ کر لے گا پورا کرنے کے واسطے نہ تھا۔ فرانس جو انگلستان کا بڑا ناقیب اور ہر موقع پر نوک چوک کرتا رہتا ہے اسوقت بھی چپ نہ رہ سکا اور گوڑی کا دوست نہیں ہے مگر بظاہر سلطان العظیم کی خیر خواہی کا دم بھر کر متحضر ہو کر انگلستان نے اس جدید انتظام سے سلطان العظیم کا اقتدار مصر سے بالکل اٹھا دیا۔ اسلئے یہ کارروائی بیجا ہے۔ فرانس کا ترکی کی حمایت میں بولنا خود غرضی سے خالی نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مصر میں انگریزوں کا تسلط ہونے سے فرانس کی دال نہ گلے گی اور ایک نہ ایک دن اسکو ٹونس سے لاکھ دھونا چڑھکا چہرہ اُسی حق سے قابض ہے جو انگریزوں کو مصر میں حاصل ہے ٹونس افریقہ کے شمال میں ایک اسلامی ریاست زیر حفاظت فرانس ہے اور فرانس ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ اپنا اقتدار شمالی افریقہ میں بڑھائے مگر انگریزوں کے مصر اور سوڈان میں قبضہ ہونے سے اسکو رہے سے کا بھی فکر ہے اسلئے اسکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ سلطان العظیم کے نام سے انگریزوں کو مصر سے ہٹا دے۔

اور پھر افریقہ میں اپنی قوت بڑھاوے۔ یہ ضرور ہے کہ فرانس کبھی نہ کبھی انخلائے مصر کا سوال سلاطین یورپ کے روبرو پیش کر کے انگلستان پر ایفائے وعدہ کا زور دینگا مگر کیا یہ خیال میں آسکتا ہے کہ کوئی سلطنت عملی طور پر اسکا ساتھ دے اور انگلستان مصر سے ٹکھ دھو بیٹھے۔ ہرگز یہ امر فرین قیاس نہیں کیونکہ انگلستان پورے طور پر مصر پر مسلط ہے اور جس ملک کے حاصل کرنے میں اُس نے قیمتی جانیں اور بے حد روپیہ صرف کیا ہے اسکو آسانی سے نہ دیگا۔ اگر سلطان المعظم انخلائے مصر کا سوال پیش کریں تو ممکن ہے کہ فرانس اور یورپ کی بعض سلطنتیں اُنکا ساتھ دیں مگر وہ خود اپنی سلطنت کی اندرونی حالت درست کرنے اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے میں مصروف ہیں جو ب سے اول اور ضروری بات ہے۔ کیونکہ سلطنت ترکی بتیں دانتوں میں ایک زبان ہے جسکی حفاظت ہر گھر مٹی اور ہر لحظہ کا کام ہے۔ خداوند کریم حضرت سلطان المعظم کی عمر میں برکت دے کہ اُن کے عہد حکومت میں سلطنت کی حالت بہت درست ہوگئی ہے مگر وہ زمانہ ابھی دور ہے کہ سلطنت ترکی اندرونی انتظام سے مطمئن ہو کر اپنی قوت کا موازنہ انگلستان سے کرے۔ پس یہ کہنا کہ انگلستان مصر کو چھوڑ دینگا بالکل ایک لغو خیال ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب انگلستان نے اپنی کوشش اور حکمت عملی سے مصر اور سوڈان پر قبضہ رکھنے کا حق حاصل کر لیا ہے جسکو کوئی زائل نہیں کر سکتا۔

انگریزی حکومت میں سوڈان کا آئندہ زمانہ

جنگ ادرمان کے بعد دو تین مقامات پر درویشوں اور انگریزی فوج میں پھر بھی مقابلہ ہوا ایک موقع پر جبکہ کرنل پارسن مصری رسالہ لیلے ہوئے نیل ابیض وازرق کے درمیان گرد آوری کر رہے تھے خلیفہ عبدالمد کی ایک جماعت سے اسکا مقابلہ ہوا جس میں خلیفہ کے آدمیوں کو شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے اسکے بعد ۲۵- دسمبر ۱۹۴۹ء کو کرنل لیوس نے احمد فضل کے قلعہ روزیر پر حملہ کیا جو نیل ابیض پر واقع ہے۔ اس لڑائی میں بھی درویشوں کا بہت نقصان ہوا اور پندرہ سو آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ انگریزی فوج میں میجر چارلس ڈگلس متعلقہ گرنیڈیر گارڈ اور ۶ مصری افسر زخمی ہوئے اور ۱۴ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔

گو اس قسم کے خفیف واقعات خلیفہ کے ساتھ آئندہ بھی پیش آئیں مگر فتح ادرمان اور انتظام فنڈوانے مستقل طور پر سوڈان کا فیصلہ کر دیا۔ اس وقت سے مصر برائے نام اور انگلستان فی الواقع سوڈان کا فرماں روا ہو گا۔

سرزمین سوڈان کی کیفیت اور وہاں کے باشندوں کے عادات۔ رسم و رواج پر غور کرنے سے سوڈان کے آئندہ زمانہ پر قطعی طور پر کوئی رائے قائم نہیں کیجا سکتی مگر یہ امر یقینی ہے کہ یورپین قوم کی مداخلت سے سوڈانیوں کے اخلاق اور معاشرت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گا۔ تعلیم کا معیار ان لوگوں میں بڑھ جائے گا اور رفتہ رفتہ اس بات کو محسوس کرنے لگیں گے کہ فاتح قوم کو ہمہ گیر کن باتوں میں امتیاز حاصل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ سوڈانیوں کی تعلیم کے واسطے ایک مشن

بھیجا جائے جو علاوہ تعلیم مذہب عیسوی کی بھی تلقین کرے مگر اس وقت یہ کارروائی محفوظ نہ تھی اور سوڈانیوں کے ساتھ اس کوشش میں کامیابی کی بہت کم امید تھی کیونکہ وہ لوگ تعلیم کے خلاف اور نہایت پابند مذہب تھے۔ لیکن امید قوی ہے کہ زمانہ ماضی کی نسبت اب ان میں عمدہ تعلیم پھیل جائے گی اور انکی معاشرت اور مدنی حالت میں بہت کچھ ترقی ہو جائے گی اور جیسا کہ انگریزی حکومت نے اہل ہند پر اثر کیا وہی حال سوڈانیوں کا ہوگا اور شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ انکی بہت سی پڑانی رسمیں مٹ جائیں گی اور سوسائٹی کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوگا جو موجودہ طریقہ سے بالکل علیحدہ ہوگا۔ گوارا وقت سوڈانی لوگ بڑے متعصب اور پابند مذہب ہیں مگر زیادہ زمانہ نہ گزرے گا کہ فاتح قوم کی جو باتیں آج انکو بُری اور بمنزلہ گناہ کے معلوم ہوتی ہیں انکو وہ پسند کرنے لگیں گے۔ گورنمنٹ نہ کسی کو اپنے رسم و رواج کے بدلنے کی ترغیب دیتی ہے نہ مجبور کرتی ہے مگر یہ ایک قدرتی بات ہے کہ حکمران قوم کی بُری بات بھلی معلوم ہوتی ہے اور خواہ مخواہ عام طبائع اُسکی طرف رجوع ہوتی ہیں۔

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و ہنرست

ہم دور کیوں جائیں ہندوستان ہی پر کیوں نہ خیال کریں جو باتیں ہم لوگوں کو سو برس پہلے بالکل نئی اور خلاف وضع معلوم ہوتی تھیں آج ہم انکو فیشن میں داخل سمجھتے ہیں۔ کیا فاتح قوم سوسائٹی طرز معاشرت اور مدنی حالت کی تقلید کرنا تنہا سبب ہے ہیں۔ یہ بات صرف ہماری موجودہ گورنمنٹ ہی کی نسبت صادق نہیں آتی بلکہ ہر زمانہ اور ہر گورنمنٹ کے زیر اثر نئے نئے خیالات اور نئے نئے رسم و رواج نے ظہور کیا ہے جس کا سبب زمانہ کی رفتار ہے نہ خود گورنمنٹ۔ گاڈن کالج خرطوم جو سوڈانیوں کی تعلیم اور

تربیت کے واسطے قائم ہوا ہے اُن کے خیالات اور رسم و عادات کے بدلنے میں خاص اثر پیدا کرے گا کیونکہ گوفی الحان اُس میں عربی زبان میں تعلیم دی جائے گی مگر رفتہ رفتہ مغربی علوم داخل ہوں گے جبکہ لازمی اثر یہ ہوگا کہ سوڈانیوں میں مغربی تہذیب پھیلے گی جیسا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے دوسرے مقبوضات کا حال ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ لارڈ کرامر کا یہ قول کہاں تک درست ثابت ہوگا کہ گارڈن کالج سے یہ غرض نہیں ہے کہ انگریزی فیشن کے سوڈانی پیدا ہوں کیونکہ گوگورنمنٹ کا دلی منشا یہ نہو کہ جو تعلیم گورنمنٹ دے گی اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بخود درجہ ان طباعت مغربی تہذیب کی طرف ہو۔

یابیوں کہنا چاہیے کہ زمانہ کی رفتار خود اُنکو انگریزی فیشن کا سوڈانی بنا دے گی۔

گورنمنٹ انگلستان کی حکومت نہ صرف سوڈانیوں کے اخلاق اور رسم و رواج میں تغیر پیدا کرے گی بلکہ سوڈان کی تجارت اور پیداوار کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا۔ دریائے نیل جو مصر کو شاداب کرتا ہے اسی کی دو شاخیں سوڈان میں جاتی ہیں اور جس علاقہ میں یہ دونوں شاخیں بہتی ہیں وہ سب سے زیادہ شاداب ہے۔ خرطوم نیل ازرق کے ساحل جنوبی پر واقع ہے اور اُسکی تجارتی حالت بہت اچھی ہے۔ اسی طرح خرطوم اور ادرمان نیل اندق و نیل ابض پر حاوی ہیں اور گورنمنٹ کا صدر مقام ہونے کے لیے عین مناسب۔ سوڈان کے آئندہ تجارتی مرکز ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور بڑی ہمت کا یہ عمدہ میدان اور انگریزوں کی تجارتی اور صنعتی کاموں کا مناسب مقام ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ تجارتی حیثیت سے سوڈان میں کوئی کمی نہیں ہے اور امید ہے کہ انگریزوں جیسی صنایع اور تاجر قوم اس ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھائے گی جو اب سوڈان کی قیمت میں ہے کہ تجارت۔ صنعت و حرفت میں ترقی کرے۔

سوڈان کے تجارتی مرکز بننے میں فی الحال صرف ایک وقت ہے وہ یہ کہ دریائے نیل کے آبشاروں کا راستہ بعض وقت صاف نہیں رہتا جس سے سوڈان اور مصر کے درمیان خط و کتابت اور آمد و رفت مشکل ہو جاتی ہے لیکن جب ریل تیار ہو جائے گی جو آب تعمیر ہو رہی ہے تو تمام وقتیں جاتی رہیں گی۔ اور قاہرہ سے خرطوم تک صرف چند روز کا راستہ رہ جائیگا۔ اور اگر کسی زمانہ میں قاہرہ سے کیپ کالونی تک ریل جاری ہو گئی جسکی تجویز درپیش ہے نو خرطوم اور ادمان وغیرہ بہت ہی بڑے مقامات ہو جائیں گے۔ افریقہ کے ایک سرے سے دوسرے تک ریل بنانا اگرچہ آسان نہیں ہے مگر ناممکن بھی نہیں ہر روز افریقہ میں ریل کی وسعت ہوتی جاتی ہے۔ اور براعظم کے ہر حصہ میں ریلیں بن گئی ہیں غرض کہ جن مقامات میں مہذب دنیا کا قدم جانا مشکل تھا۔ اب وہ تمام دنیا کی تجارت اور آمد و رفت کے واسطے کھل جائیں گے اور ایک نہ ایک دن قاہرہ کیپ کالونی سے بذریعہ ریل مل جائے گا۔

سوڈان کے آئندہ زمانہ کی نسبت خیال کرتے ہوئے وہاں کے لوگوں کی جنگجو طبیعت سے اندیشہ بھی ہے۔ جبکہ مہدی کا ظہور ہوا تھا سوڈانی لوگوں نے ایک ہل چل مچادی اور اُسے ایسی شجاعت ظاہر ہوئی کہ جو دنیا میں لا جواب ہے جسمانی طاقت اور تہور کا ان لوگوں نے اچھا ثبوت دیا اور اگر انکو تو اعد جنگ بھی سکھائے جائیں تو وہ بہا اور کار آمد سپاہی بن جائیں گے اور انگلستان کے ہاتھ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ ایک فوجی گروہ کو اپنا گرویدہ کر کے عمدہ فوج آراستہ کرے تاکہ یہ لوگ پہلو بہ پہلو اس کے دشمنوں سے لڑیں۔

بِی

بِقلم احقر غلام رسول کاتب پنجابی سکندریہ

قطعه تاریخ از نتیجه فکر رسا فاضل اجل جناب مولوی نظیر حسن
 خاں صاحب سخا بنمیره حضرت تاج العلماء مرحوم و تلمیذ توفیق
 فصیح الملک حضرت داغ دہلوی مدظلہ

نسخہ مرقومہ منشی امیر احمد سخا در سنین ہجریہ تاریخ تالیفش زغیب	حالیہ اور واقعات مصروفہدی چاپ شد گفت یافتہ و اوقات مصروفہدی چاپ شد ۱۷ ۱۳ ہجری
---	---

قطعه تاریخ از نتیجه طبع فاضل ادیب عالم لبیب مولوی حکیم
 امیر حسن خاں صاحب سہا محدث و پروفیسر عربی دربار
 ہائی اسکول ٹونک برادر خرد حضرت سخا مدظلہ

منشی امیر احمد تالیف کرد و در نہ در چند سال بنمود پست و بلند عالم در یاس و نا امیدی جزال کار خون را ششیر لار و کچن گرفت انتقامش	در پردہ خفا بود اسرار مصروفہدی اقبال مصروفہدی ادب بار مصروفہدی صید اجل نموده انصار مصروفہدی یک دست شد دگرگون بازار مصروفہدی
--	--

چون چاپ شد بدلی سن ہم سہا نوشتہم تاریخ انطباعات - ادکار مصروفہدی ۱۷ ۱۳ ہجری	
---	--

۱۴- ستمبر ۱۹۹۲ء	انگریزی فوج کا قاهرہ میں داخل ہونا
۱۹۹۲ء	صوبجات کروغان و سنار میں مہدی کا اثر
۱۴- اکتوبر ۱۹۹۲ء	سرگایینٹ و ولزلی کا انگلستان روانہ ہونا
دسمبر ۱۹۹۲ء	عربی پاشا کو حکم سراسے جلا وطنی
۴- نومبر ۱۹۹۳ء	مصری فوج کا سو اکن میں مہدی کی فوج سے شکست کھانا
۵- نومبر ۱۹۹۳ء	کس پاشا کی فوج کا العبیدہ واقعہ کروغان میں نیست و نابود ہونا
۴- فروری ۱۹۹۴ء	مصری فوج کا بماتحتی جنرل بیکر الطیب میں شکست کھانا
۱۲- فروری ۱۹۹۴ء	جنگ سنکاٹ
۲۹ فروری ۱۹۹۴ء	جنرل گریم کا مقام الطیب میں درویشوں کے مقابلہ میں فتح پانا
۱۳- اپریل ۱۹۹۴ء	جنرل گریم کا جنگ تنائی میں کامیاب ہونا
۱۸- فروری ۱۹۹۴ء	جنرل گارڈن کا خرطوم پہنچنا
۱۸- ستمبر ۱۹۹۴ء	کرنل اسٹورٹ - میسراپور اور ایم ہرن کا مقام پیہ میں مارا جانا
۲۹- ستمبر ۱۹۹۴ء	لارڈ وولزلی کا قاهرہ سے میدان جنگ کو روانہ ہونا۔
۱۴- نومبر ۱۹۹۴ء	امدادی مہم کے بڑے حصہ کا ڈنگولہ پہنچنا
۸- جنوری ۱۹۹۵ء	سر ہربرٹ اسٹورٹ کا براہ ریگستان فوج کو لیکر روانہ ہونا
۱۴- جنوری ۱۹۹۵ء	جنگ ابو کلیہ
۱۹- جنوری ۱۹۹۵ء	معرکہ گویت
۲۴- جنوری ۱۹۹۵ء	سر چارلس ولن کی خرطوم کو روانگی
۲۶- جنوری ۱۹۹۵ء	فتح خرطوم و قتل جنرل گارڈن

۱۰۔ فروری ۱۸۸۱ء	جنگ کریکان
۲۲۔ اپریل ۱۸۸۵ء	سواکن کے قریب میک نیل صاحب کا ضربہ تیار ہونا
۳۔ اپریل ۱۸۸۵ء	تمانی کی دوسری لڑائی
۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۵ء	مصر پر ہمدی کا پہلا حملہ
اپریل ۱۸۸۶ء	خلیفہ کے سفیروں کا قاہرہ آنا
۱۷ جنوری ۱۸۸۷ء	ہندوب متصل سواکن میں لڑائی ہونا
۱۸۸۷ء	محاصرہ سواکن
۲۰۔ دسمبر ۱۸۸۸ء	جنگ عنازہ (متصل سواکن)
۱۸۸۹ء	درویشوں کا ماتحتی واد النجی مصر پر دوسرا حملہ
۳۔ اگست ۱۸۸۹ء	جنگ توسکی اور شکست نجلی
۱۹۔ فروری ۱۸۹۱ء	جنگ عفافیت (متصل توکر)
۲۹۔ فروری ۱۸۹۲ء	ادو میں اٹلی والوں کا حبش سے شکست کھانا۔
۲۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء	سربرہٹ کچنر کا لڑائی پر روانہ ہونا
یکم مئی ۱۸۹۲ء	درویشوں کا اکاشیمہ میں شکست کھانا
۷۔ جون ۱۸۹۲ء	جنگ فرکیٹ
۲۳۔ ستمبر ۱۸۹۲ء	ڈنگولہ پر مصری فوج کا دوبارہ قبضہ ہونا
۱۸۹۱-۱۸۹۲ء	نیومین ڈیزرٹ ریلوے کی تیاری (روای حلفہ سے ابو حامد اور ریگ ایتار لنگ)۔۔۔۔۔
۷۔ اگست ۱۸۹۷ء	ابو حامد پھری قبضہ ہونا
۷۔ ستمبر ۱۸۹۷ء	بربر کا دوبارہ مصری قبضہ میں آنا۔

- مستمتہ پر گولہ باری
۲۵۔ اکتوبر ۱۹۹۷ء
- جنگ ایتارا
۸۔ اپریل ۱۹۹۸ء
- انگریزی اور مصری فوج کا ایتارا پر جمع ہونا
اگست ۱۹۹۸ء
- قبضہ مستمتہ
۲۱۔ اگست ۱۹۹۸ء
- جنگ ادرمان و فتح خرطوم
۲۔ ستمبر ۱۹۹۸ء
- احمد فضل کے قلعہ روزیر پر مصری فوج کا قبضہ ہونا
۲۵۔ دسمبر ۱۹۹۸ء
- خرطوم میں گارڈن کلج کا بنیادی پتھر رکھا جانا
۵۔ جنوری ۱۹۹۹ء
- مصر اور انگلستان کے درمیان سوڈان کی بابت عہد نامہ
۱۹۔ جنوری ۱۹۹۹ء
- لارڈ کچنر کی تقرری کے حکم پر چند یو مصر کے دستخط ہونا۔
۲۰۔ جنوری ۱۹۹۹ء

نقشه شهر ادرمان و خرم طوم

شهر ادرمان

بحر الشرق

بحر الشرق

خرم طوم
(جست درانی)

جزیره قونی

- ۱- مسجد
- ۲- مسجدی کا مقبره اهر حرم
- ۳- ادرمان کی کچھ چار دیواری
- ۴- ادرمان کی خانہ چار دیواری
- ۵- خانہ کا علی اور عدالت خاص
- ۶- خانہ کا حرم
- ۷- خانہ کے باغ و چمنی باغیچہ کا ڈکے کھات
- ۸- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۹- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۰- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۱- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۲- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۳- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۴- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۵- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۶- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۷- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۸- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۱۹- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۰- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۱- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۲- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۳- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۴- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۵- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات
- ۲۶- خانہ کے نقشہ دروں کے کھات

محاربات مصر و سوڈان پر ریویو

شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکار اللہ صاحب۔ اس تاریخ کے ۱۵۰ صفحے ہیں اور اس کے اول میں ایک نقشہ لک مصر و سوڈان کا ہے اور آخر میں شہر اندرمان خرطوم اور میدان جنگ کے ۶ نقشے بہت صاف اور مسلمان افسروں کی ۶ تصویریں اور انگریزی افسروں کی ۱۲ تصویریں اور مہدی کے مقبرہ اور جنرل گارڈن کے قتل ہونے کے نقشے ہیں علاوہ ان کے اور پانچ چار نقشے جو تاریخی مضامین سے تعلق رکھتے ہیں کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا کاغذ نفیس۔ چھپائی پاکیزہ اور خط عمدہ ہے۔ مؤلف نے تمام تاریخی حالات انگلستان کے معتمد اور مستند اخباروں سے اور قیصران روم کی تاریخ سے مضامین انتخاب کر کے جمع کئے ہیں عبارت بہت سلیس اور فصیح ہے۔ لڑائی کا حال ایسی خوبی سے لکھا ہے کہ اگر اس کے نقشہ کو بھی رو برو رکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ انگلوں کے سامنے لڑائی ہو رہی ہے نقشوں کی خاموشی اور بیان کی گویائی دل پر عجیب اثر کرتی ہے۔ جنگ بھی عجیب حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے جنرل گارڈن کا قتل ہونا اور اسکا سر ایک جھولی میں سلاطین پاشا کے سامنے پیش ہونا اور پھر مہدی کی لاش کا قبر سے اکھڑنا اور تن بے سر کا پہنیکا جانا بڑے عبرتناک اور وحشت ناک واقعات ہیں۔ جنرل گارڈن نے جو صبر و استقلال سمیت مردانگی و فزائیگی اس جنگ میں دکھائی وہ ہمیشہ یادگار روزگار رہیگی یہ بغرنیل تکی سپاہی تھا۔ میدان جنگ میں اپنے تئیں اسلحہ سے مسلح نہیں کرتا تھا۔ ایک

چٹھری ایسی جا دو بہری ہاتھ میں لیتا تھا کہ سوہتیاروں کا کام دیتی تھی اور معرکۂ جنگ میں سپاہیوں کے دلوں میں دلاوری پیدا کرنے کے لئے سحر کا کام کرتی تھی۔ سوڈانیوں نے جو جان نشاری اور بہادری اپنی قوم اور ملک کے لئے دکھائی وہ بھی عجیب غریب ہے۔ جس کی تعریف ان کے دشمن بھی کرتے ہیں۔ یہ تعریف اسلئے نہیں ہوتی کہ دشمن کی تمجات کی تعریف میں ضمناً اپنی ستائش ہو بلکہ حقیقت میں بعض نیک نسل کرنیل اور جرنیل کہتے ہیں کہ جب سوڈانی ہمارے آتش فشاں اچھ کے سامنے وہ ہمتیا لیکر جو نہ ہونے کے برابر تھے آتے تھے اور اپنے چھپرے اڑواتے تھے اور میدان جنگ سے منہ پھیرنے کو مرنے سے بدتر گنتے تھے تو ہمارے دلوں پر رحم اور شرم کا جوش اٹھتا تھا۔ اور انکی بہادری تعجب ہوتا تھا۔ عرض یہ کتاب ایسے ایسے دلچسپ واقعات کے بیان بھری ہوئی ہے اسکے مطالعہ کرنے سے علاوہ تائیدی فائدہ کسے تفریح افسانہ بھی ہوتی ہے۔

دہلی۔ یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء

شمس العلماء جناب مولوی نذیر احمد صاحب۔ یہ کتاب مصنف نے پہلے مجھ کو دی اور چاہا کہ میں اس کی نسبت اپنی بری پہلی رائے ظاہر کروں اول تو کتابوں پر ریویو لکھنے کی میری عادت نہیں بلکہ میں اس کو بالطبع پسند نہیں کرتا۔ دوسرے فن تائیچ کا مجھ کو مذاق نہیں اسلئے میں نے مصنف کو رائے دی کہ اسکے بے ہمتی وقت ہمارے شہر میں شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکار اللہ صاحب ہیں کتاب انکے روبرو پیش کی جائے آج مصنف نے مولوی صاحب کی رائے بجا کر دکھائی۔ انہوں نے اس کتاب کو پسند کیا ہے۔

اور نیوی مجال نہیں کہ اسے اختلاف کروں کیونکہ وہ فن تاریخ میں اسوقت ہم لوگوں میں
ملنے جاتے ہیں۔ انہوں نے خود بڑی بسوٹ تاریخ ہندوستان کی لکھی ہے۔ مولوی ذکار اللہ صاحب
جس تاریخ کی طرح کریں لوگوں کو چاہئے کہ بتائل اس کی طرف راجع ہوں۔

۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی۔ اس کتاب میں لایق مصنف
نے مصر و سوڈان کے متعلق اسوقت سے جبکہ سلطان سلیم خاں نے مصر کے عیسائی
بادشاہ قانصو پر فتح پکا کر اسکے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ حال کی فتح سوڈان کے
زمانہ تک انگریزی اور فارسی تاریخوں اور انگریزی اخباروں سے نہایت ضروری اور چھپ
حالات اخذ کے ترتیب دیے ہیں اور ملک مصر و سوڈان کا نقشہ اور سابق و حال کے محاربات
کے اکثر ضروری مواقع کا موقع ہمیں شامل کیا ہے جس خوبی اور صفائی اور شائستگی سے اس
کتاب میں ہر ایک مطلب کو ادا کیا گیا ہے اسکا یہ قدر اندازہ اسبات سے ہو سکتا ہے
کہ جسوقت یہ کتاب مجکوبلی میں نہایت عظیم الفرصت تھا باوجود اسکے سب کام چھوڑ کر
اسکے مطالعہ میں مصروف ہو گیا اور جب تک اسکا اول سے آخر تک نہیں دیکھ لیا دوسرے
کام کو ہاتھ نہیں لگایا۔

جناب مصر و سوڈان جس کا حال اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے ان قوموں کے
لئے جو ترقی کی دور میں اپنے انانے جنس سے پیچھے رہ گئی ہیں فم واقع سرمایہ جرت ہے۔ وہ
بہر آواز بلند کہتی ہے کہ بہادری علم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی اور جو لوگ محض اپنی شجاعت کے

بھروسے پر علم سے دست و گریبان ہوتے ہیں وہ دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنے اور خدا کے بس حکم حکم کے برخلاف عمل کرتے ہیں کہ ”لا تعلقوا بایہ یکم لے التہلکۃ“ سوڈانی درویشوں کا باوجود اپنی حیرت انگیز بہادری اور شجاعت کے جس کی فطرت دنیا کی تیاری میں شکل سے یلیگی اور پتہ ہتیاروں سے سر بہنوا اور سوا کے کہ اپنی قیمتی جانوں کو انکی مذکر دریں اول اپنی آزادی سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اور کچھ نہ کر سکتا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ افریقہ اور ایشیا کے لئے یورپ کی اطاعت کے سوا اب نے دنیا میں رہنے کی کوئی شکل باقی نہیں رہی کسی نے سچ کہا ہے۔

رہی دانائی آخر غالب اگر پہلوانی پر * گئے چیں مان سب چینی و فرغانی و قجانی

الغرض محارب مصر و سوڈان اردو لیہ بحر میں ایک جدید اضافہ ہے جو عین وقت پر ظہور میں آیا اگر اسکو ایک جنگ نامہ کی حیثیت سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نہایت دلچسپ اور دلانیز واقعات مندرج ہیں اور اگر نظر عبرت دیکھا جائے تو اسکا ہر ایک عنوان عجائب قدرت کا ظاہر کر نیوالا اور سوڈانی درویشوں کی بہادری اور گریٹ برٹن کی طاقت اور عظمت کا دلوں پر سکھٹھائے گا ہے اور اگر فطرت انسانی کے لحاظ سے فطرت کجائے تو جو برتاؤ سردار کپڑ اور انکی سپاہ نے فتح کے بعد مہدی کے مقبرہ اور انکی لاش اور مرجع درویشوں کیساتھ کئے اپنی خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مانے جبکہ قان نے اپنے بھائی ہاں کو قتل کیا آج کل وجود اس قدر عقلی ترقیات کے انسان اخلاق میں ایک تل برابر بدیلی نہیں ہوئی۔ نہ اعلیٰ درجہ کی سویٹزرلین نے کوئی کرشمہ دکھایا۔ اور بحیل کی روحانی اور اخلاقی تعلیم کچھ کام آئی کسی نے کیا خوب کہا ہے

پوچھا جو کل اسجام ترقی بشہر
باقی نہ رہیگا کوئی انسان میں عیب
یہاں شد ہو جائیں گے پھل جھلا کے عیب
یاروں سے کہا پیر مغاں نے ہنس کر

